جدید فقہی مسائل

اور

اُن کا مجوّزہ حل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے
فقہی اجلاسوں کی قراردادیں اور سفارشات

ترتیب وتدوین ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ
اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی
نظر ثانی واہتمام اشاعت ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے
فقہی اجلاسوں کی قراردادیں اور سفارشات

ترتیب وتدوین ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ
اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی
نظرثانی واہتمام اشاعت ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی

نام کتاب : جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل
(فقہی اجلاسوں کی قراردادیں اور سفارشات)

مرتب : ڈاکٹر عبدالستار ابو غدہ

مترجم : ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

نظر ثانی : ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

صفحات : ۴۵۰

سنہ اشاعت : ربیع الاول ۱۴۲۷ھ مطابق اپریل ۲۰۰۶ء

تعداد : پانچ سو

قیمت : عمدہ ایڈیشن 300 روپے
عام ایڈیشن 200 روپے

ناشر

☆

ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی

پوسٹ بکس نمبر 17787 گلشن اقبال کراچی پوسٹ کوڈ 75300

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَلاَ وَرَبِّکَ لاَیُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ

بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ

وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً

(النساء-٦٥)

”تو (اے رسول مکرم ﷺ) آپ کے رب کی قسم، یہ لوگ کبھی

مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی جھگڑوں میں یہ

آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ آپ فیصلہ

کریں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ

سربسر اسے تسلیم کرلیں“

عرضِ ناشر

موجودہ دور میں مسلم امہ کے جو ادارے جدید پیش آمدہ فقہی مسائل کے حل، ان مسائل کے سلسلہ میں مسلم عوام کی رہنمائی اور اجتماعی طور پر اجتہاد اور غور و فکر کے میدان میں سرگرم عمل ہیں ان میں سرفہرست تنظیم اسلامی کانفرنس (ORGANISATION OF ISLAMI CONFERENCE) کا ذیلی ادارہ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ ہے۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ عالم اسلام کے موقر اداروں میں سے ایک ہے۔ اس کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ عصر حاضر میں مسلم عوام کو درپیش فقہی مشکلات و مسائل کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے اور اجتماعی اجتہاد کے ذریعے شریعت اسلامی کے مصادر کی روشنی میں ان کا حل پیش کیا جائے۔

یہ اکیڈمی ہر سال کسی مسلم ملک میں اپنا اجلاس فقہی سیمنار) منعقد کرتی ہے جس میں تمام مسلم ممالک سے تعلق رکھنے والے، اس کے ارکان، اسلامی علوم کے ماہرین اور متخصصین شریک ہوتے ہیں۔ مسلم ممالک کے علاوہ دیگر ممالک کے ماہرینِ فن علماء اور دانش وروں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ عصری موضوعات اور نئے پیش آمدہ مسائل پر یہ علماء اور متخصصین غور و خوض اور بحث و مناقشہ کرتے ہیں، پھر اتفاق رائے سے جو فیصلے کرتے ہیں انھیں قرار دادوں اور سفارشات کی شکل میں مرتب کرلیا جاتا ہے۔

اکیڈمی کے اب تک پندرہ سمینار منعقد ہو چکے ہیں اور ان میں تقریباً ڈیڑھ سو قرار دادیں اور سفارشات منظور کی گئی ہیں۔ یہ قرار دادیں معاشرتی، معاشی، تجارتی، عقائدی اور فقہی موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ افادۂ عام کے لیے ان قرار دادوں اور سفارشات کا دنیا کی مختلف زبانوں: فارسی، ترکی، انگریزی اور فرانسیسی میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

ہمیں یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ ہم مندرجہ بالا قراردادوں کا اردو ترجمہ شائع کریں۔ امید ہے، فقہ اسلامی سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ و اہل علم ان قراردادوں کا مطالعہ فرمائیں گے اور انہیں مفید پائیں گے۔ہم نے اس مجموعہ کا نام جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل تجویز کیا ہے۔

(پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز ۔۔۔موسس و نگران اعزازی ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی)

فہرست مضامین

تیسرے اجلاس (منعقدہ عمان) کی قراردادیں اور سفارشات ۴۳

چوتھے اجلاس (منعقدہ جدہ) کی قراردادیں اور سفارشات ۷۳

پانچویں اجلاس (منعقدہ کویت) کی قراردادیں اور سفارشات ۱۱۳

چھٹے اجلاس (منعقدہ جدہ) کی قراردادیں اور سفارشات ۱۳۱

گیارہویں اجلاس (منعقدہ بحرین) کی قراردادیں اور سفارشات ۲۷۵

بارہویں اجلاس (منعقدہ ریاض، سعودی عرب) کی قراردادیں اور سفارشات ۲۹۹

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ

الاعراف۔۴۳ (تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا، ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ کرتا) اور صلاۃ وسلام ہو اللہ کی مخلوق میں سب سے محترم ہستی سیدنا و مولانا محمد بن عبداللہ ﷺ پر۔ امابعد

زیر نظر کتاب بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی کونسل کی قرار دادوں اور سفارشات پر مشتمل ہے جو اس کے گزشتہ پندرہ اجلاسوں میں منظور کی گئی ہیں۔ یہ اجلاس سعودی عرب، اردن، کویت، برونائی دار السلام، متحدہ عرب امارات، بحرین، قطر اور عمان میں منعقد ہوئے تھے۔

یہ قرار دادیں اور سفارشات متعدد عصری مسائل سے متعلق تحقیقات ومطالعات کے نتائج اور عالم اسلامی کے مختلف ممالک، تنظیموں، اداروں اور جماعتوں کی جانب سے پیش کیے جانے والے سوالات اور استفسارات کے جوابات پر مشتمل ہیں۔ یہ عبادات، پرسنل لا، معاملات اور اقتصادیات وطب کے میدان میں ہونے والی نئی تحقیقات اور مسائل کا احاطہ کرتے ہیں۔

یہ قرار دادیں اور سفارشات، جنھیں ہم دنیا کے تمام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں، دراصل حقیقی اجتماعی اجتہاد کا ثمرہ ہیں، جس میں امت کے منتخب علماء نے حصہ لیا ہے اور جسے بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے کارکنوں، فقہ وفتویٰ کے میدان کے اہل نظر اور اقتصادیات، فلکیات اور طب کے میدانوں میں اختصاص رکھنے والے اکیڈمی کے ماہرین نے انجام دیا ہے۔ انھوں نے ان موضوعات پر بحث وتحقیق کی ہے، ان پر غور وخوض اور باہم رائے مشورہ کیا ہے، جزئیات کو کتاب وسنت کے نصوص سے مربوط کیا ہے اور استنباط کے دیگر طریقوں اجماع وقیاس وغیرہ سے رجوع کیا ہے، تاکہ پیش آمدہ مسائل کے شرعی حل تک پہنچا جا سکے

اورلوگوں کوان کے اعمال وتصرفات میں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی مل سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عمل میں اپنی خوش نودی کے لیے اخلاص پیدا فرمائے، ہر ضرورت مند کواس سے فائدہ پہنچائے، ہمیں سیدھے راستے پر چلائے اور توفیق دے کہ ہمارے ذریعے دین حنیف کی خدمت ہو سکے، امت مسلمہ کو عروج وترقی حاصل ہواور وہ حال اور مستقبل کے چیلنجز اور زندگی کے مسائل کا سامنا کر سکے۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

ڈاکٹر محمد الحبیب ابن الخوجہ

جنرل سکریٹری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

عرض مترجم

موجودہ دور میں عالم اسلام کی سطح پر جو ادارے نئے مسائل کے حل، ان میں شریعت کی رہنمائی اور اجتماعی طور پر اجتہاد اور غور وفکر کے میدان میں سرگرم عمل ہیں ان میں سر فہرست تنظیم اسلامی کانفرنس ORGANISATION OF ISLAMIC CONFERENCE کا ذیلی ادارہ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ ہے۔ یہ اکیڈمی ہر سال کسی مسلم ملک میں اجلاس منعقد کرتی ہے جس میں تمام مسلم ممالک سے تعلق رکھنے والے، اس کی کونسل کے ارکان، اسلامی علوم کے ماہرین اور متخصصین شریک ہوتے ہیں۔ مسلم ممالک کے علاوہ دیگر ممالک کے ماہرینِ فن علماء اور دانش وروں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ عصری موضوعات اور نئے پیش آمدہ مسائل پر یہ علماء اور متخصصین غور وخوض اور بحث ومباحثہ کرتے ہیں، پھر اتفاق رائے سے جو فیصلے کرتے ہیں انھیں قراردادوں اور سفارشات کی شکل میں مرتب کر لیا جاتا ہے۔

اکیڈمی کے اب تک پندرہ سمینار منعقد ہو چکے ہیں اور ان میں تقریباً ڈیڑھ سو قراردادیں اور سفارشات منظور کی گئی ہیں۔ یہ قراردادیں معاشرتی، معاشی، تجارتی، عقائدی اور فقہی موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ افادۂ عام کے لیے ان قراردادوں اور سفارشات کا دنیا کی مختلف زبانوں: فارسی، ترکی، انگریزی اور فرانسیسی میں ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔

راقم سطور اپنی سعادت سمجھتا ہے کہ اسے ان قراردادوں کا اردو ترجمہ کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ بہت پہلے ۷ سمیناروں کی قراردادوں اور سفارشات کا اردو ترجمہ پاکستان سے شائع ہوا تھا۔ راقم سطور نے اس ترجمہ کو اپنے سامنے رکھا ہے اور جا بجا اس سے استفادہ کیا ہے، لیکن اس کا احساس ہے کہ زبان وبیان اور ادائے معانی کے لحاظ سے وہ ترجمہ معیاری نہیں ہے۔

ان قراردادوں میں بہت سی فنی اصطلاحات آئی ہیں۔ راقم سطور نے اپنی بساط

بحران کا اردو متبادل فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ خاص طور پر اقتصادیات سے متعلق اصطلاحات کو حل کرنے اور ان کا اردو ترجمہ کرنے میں برادر مکرم خالد ولید فلاحی ریسرچ اسکالر شعبۂ اقتصادیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بڑی مدد ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کے باوجود ترجمہ میں غلطیوں کا امکان ہے۔ اہلِ علم اور اصحاب فن سے عاجزانہ درخواست ہے کہ جو بھی غلطیاں پائیں بلا تکلف ان کی نشان دہی فرمائیں، انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں انھیں درست کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس علمی خدمت کو قبول فرمائے اور اس میں حصہ لینے والے تمام افراد اور خاص طور پر مترجم و ناشر کو اجر سے نوازے۔ انه سميع قريب مجيب

۱۵/ شعبان ۱۴۲۵ھ
یکم اکتوبر ۲۰۰۴ء

محمد رضی الاسلام ندوی
علی گڑھ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی (جدہ)

مختصر تعارف

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ عالم اسلام کے موقر اداروں میں سے ہے۔
اس کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ عصر حاضر کی پیش آمدہ مشکلات و مسائل کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے اور اجتماعی اجتہاد کے ذریعے شریعت اسلامی کے مصادر کی روشنی میں ان کا حل پیش کیا جائے۔

تیسری اسلامی چوٹی کانفرنس نے اپنے اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ بتاریخ ۱۹-۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۵-۲۸/ جنوری ۱۹۸۱ء میں اس کی تاسیس کے لیے قرارداد منظور کی۔ تنظیم اسلامی کانفرنس نے اس کی تشکیل اور انتظامی ڈھانچہ کی تعیین کے لیے تمام عملی کارروائیاں انجام دیں۔ مورخہ ۲۶-۲۸ شعبان ۱۴۰۳ھ مطابق ۷-۹ جون ۱۹۸۳ء اکیڈمی کی تاسیسی کانفرنس منعقد ہوئی۔ پھر پہلا اجلاس ۲۶-۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹-۲۲/ نومبر ۱۹۸۴ء مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، جس میں اکیڈمی کے نظم و نسق پر غور و خوض ہوا، اس کے منصوبوں کے نفاذ کے عملی خطوط طے کیے گئے، اس کی کونسل کی تشکیل کی گئی اور اس کے تحت تین شعبے: شعبۂ منصوبہ سازی، شعبۂ بحث و تحقیق اور شعبۂ فتویٰ قائم کیے گئے۔

اکیڈمی کی اہم سرگرمیاں درج ذیل ہیں:

۱۔ عصری فقہی موضوعات پر اجلاس:

اکیڈمی نے اپنی تاسیس کے بعد پابندی سے کچھ کچھ وقفوں سے اجلاس منعقد کیا ہے۔ ہر اجلاس میں چند عصری مسائل اور موضوعات پر غور و خوض ہوتا ہے۔ اکیڈمی کی کونسل اسلامی علوم کے ماہرین، فقہاء، علماء اور دانش وروں پر مشتمل ہے۔ تنظیم اسلامی کانفرنس میں شامل ہر ملک اپنا ایک نمائندہ مقرر کرتا ہے جو اکیڈمی کی کونسل کا رکن ہوتا

ہے۔ اکیڈمی نے ترجیحی طور پر طے کردہ مسائل وموضوعات پر تحقیق اور غور وخوض کے لیے یہ طریقۂ کار مقرر کیا کہ جس اجلاس کے لیے جو موضوعات طے کیے جاتے ہیں ان پر پہلے سے چند علماء سے مقالات لکھوا لیے جاتے ہیں۔ ان مقالات میں متعلقہ موضوعات کے تمام فقہی پہلوؤں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ اجلاس میں تمام مقالات کا خلاصہ اکیڈمی کی کونسل کے ارکان اور متعلقہ موضوعات کے ماہرین اور متخصصین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، پھر اس پر تفصیل سے بحث ومباحثہ ہوتا ہے اور آخر میں اتفاق رائے سے قراردادیں اور سفارشات منظور کی جاتی ہیں۔ اگر بعض مسائل میں کونسل کے ارکان اور ماہرین کے درمیان اتفاق نہیں ہو پاتا، یا بعض پہلوؤں پر مزید مطالعہ وتحقیق اور بحث ومباحثہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ان پر قرارداد کی منظوری کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ مجلّہ کی اشاعت:

اکیڈمی ہر اجلاس کے بعد مجلّہ شائع کرتی ہے۔ اس میں اجلاس کے لیے لکھے جانے والے، کونسل کے ارکان اور ماہرین کے مقالات دورانِ اجلاس ان مقالات پر ہونے والے مباحثات ومناقشات اور کونسل کی منظور کردہ قراردادیں اور سفارشات شائع کی جاتی ہیں۔

۳۔ مخصوص موضوعات پر سمیناروں کا انعقاد:

اس عرصہ میں اکیڈمی نے اپنے سالانہ اجلاس کے علاوہ دیگر علمی اداروں کے تعاون سے مخصوص موضوعات پر متعدد سمینار منعقد کیے ہیں۔ ان میں سے چند اہم سمیناروں کے موضوعات، ان کی تاریخیں اور مقام اور تعاون کرنے والے اداروں کے نام درج ذیل ہیں:

☆ قرض سرٹیفکٹ۔ ۲۲-۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۶-۱۹/ اگست ۱۹۸۷ء، جدہ، بتعاون اسلامک ڈولپمنٹ بینک جدہ۔

☆ اعضاء کی پیوند کاری اور دیگر طبی موضوعات۔ ۲۷/ صفر۔ یکم ربیع الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۳/ اکتوبر ۱۹۸۸ء، کویت، بتعاون اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت۔

☆ مالیاتی منڈی۔ ۲۰-۲۵/ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۰-۲۵/نومبر ۱۹۸۹ء رباط (مغرب) ۱۹-۲۱/جمادی الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۵-۲۷/نومبر ۱۹۹۱ء منامہ (بحرین) بتعاون اسلامک ڈولپمنٹ بینک جدہ۔

☆ شرعی علوم کے لیے کمپیوٹر کا استعمال، ۲۴-۲۶/ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۱-۱۳/نومبر ۱۹۹۰ء، جدہ، بتعاون اسلامک ڈولپمنٹ بینک جدہ۔

☆ کرنسی کے مسائل اور اسلامی بینکوں کی مشکلات، ۱۸-۲۲/شوال مطابق ۱۰-۱۴/اپریل ۱۹۹۳ء، بتعاون ادارۂ اسلامی برائے تحقیق وتربیت جدہ (ذیلی ادارہ اسلامی ڈولپمنٹ بینک جدہ)

☆ ایڈز کے مریض سے متعلق فقہی مسائل۔ ۲۳-۲۶/جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق ۶-۹/دسمبر ۱۹۹۳ء، بتعاون اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت۔

☆ اسلام میں بچوں کے حقوق، ۱۹-۲۱/محرم ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۸-۳۰/جون ۱۹۹۴ء، جدہ، بتعاون جنرل سکریٹریٹ تنظیم اسلامی کانفرنس جدہ۔

☆ افراطِ زر کے مسائل، ۲۸-۲۹/رجب ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۰-۲۱/دسمبر ۱۹۹۵ء، جدہ، ۲۰-۲۱/صفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۶-۷/جولائی ۱۹۹۶ء، کوالالمپور (ملیشیا) ۱۲-۱۳/جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۲-۲۳/ستمبر ۱۹۹۹ء، منامہ (بحرین) بتعاون اسلامک ڈولپمنٹ بینک جدہ وفیصل اسلامک بینک بحرین۔

☆ حقوق انسانی، ۸-۱۰/محرم ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۵-۲۷/مئی ۱۹۹۶ء جدہ۔

☆ صحت سے متعلق عصری مسائل (استحالہ، کلوننگ، روزہ توڑنے والی چیزیں) ۸-۱۱/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴-۱۷/جون ۱۹۹۷ء، الدار البیضاء (مراکش) بتعاون حسن ثانی انسٹی ٹیوٹ برائے علمی وطبی تحقیقات در بارہ رمضان مراکش، اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت، عالمی تنظیم صحت جنیوا، اسلامی تنظیم برائے تربیت وعلوم وثقافت (ایسیسکو) مراکش۔

☆ جینیٹک انجینیر نگ ۱۳-۱۵/اکتوبر ۱۹۸۸ء کویت بتعاون اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت۔

☆ بوڑھوں کے حقوق، ۸-۱۱/رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۱/اکتوبر ۱۹۹۹ء،

کویت، بتعاون اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت۔

۴۔ لائبریری کا قیام:

اکیڈمی نے ایک لائبریری قائم کی ہے جس میں علوم قرآن وتفسیر، حدیث وشروح حدیث، علم رجال وطبقات، سیرتِ نبوی، فقہ اور مسالکِ فقہ، معاشیات، تاریخ، عقائد، عربی زبان وادب، معاجم، طب اسلامی اور دیگر موضوعات پر اہم مراجع ومصادر موجود ہیں۔

۵۔ تحقیق وتدوین اور اشاعت کے منصوبے:

اکیڈمی نے تمام مسلم ممالک میں موجود، اپنی کونسل کے ارکان اور اسلامی علوم کے ماہرین اور متخصصین سے آراء اور تجاویز طلب کیں کہ عصر حاضر میں کن موضوعات پر بحث وتحقیق اور اجتماعی غور وخوض کی ضرورت ہے اور کن علمی منصوبوں پر کام کرنا چاہیے؟ ان تجاویز کی روشنی میں اکیڈمی نے درج ذیل کاموں کو ترجیحی بنیاد پر اپنے منصوبہ میں شامل کیا اور ان پر کام جاری ہے:

الف- ایک فقہی اقتصادی انسائیکلوپیڈیا کی تیاری۔

ب- فقہی مسائل کی آسان اور عام فہم زبان میں پیش کش۔

ج- فقہی اصطلاحات کی لغت کی تیاری، جس میں مختلف مذاہب فقہ اور خاص طور پر فقہ مالکی کی اصطلاحات کی توضیح کی گئی ہو۔

د- تقابلی فقہ کے موضوع پر اہم مصادر ومراجع (خواہ وہ مخطوطات کی شکل میں ہوں یا مطبوعہ ہوں) کی تحقیق کے ساتھ اشاعت۔

ہ- تمام فقہی مذاہب کی وہ مشہور ومعتمد کتابیں جو اب تک شائع نہیں ہوسکی ہیں یا اشاعت کے جدید اصولوں کے مطابق طبع نہیں ہوئی ہیں، ان کی، متن کی تصحیح اور تحقیق کے ساتھ اشاعت۔

☆☆☆

قراردادیں اور سفارشات

دوسرا اجلاس (*)

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: جدہ (سعودی عرب)

مورخہ ۱۰ تا ۱۶/ربیع الآخرہ ۱۴۰۶ھ

مطابق ۲۲ تا ۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء

قراردادیں ۱-۱۲

(*) پہلے اجلاس کی قراردادیں افتتاحی اور تنظیمی نوعیت کی تھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ا (۲/۱)[1]

قرض پر زکوٰۃ

مجمع الفقه الاسلامي الدولي، (بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی) جو منظمة المؤتمر الاسلامی (تنظیم اسلامی کانفرنس) کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی مجلس (کونسل) کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶ / ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ / دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں قرض پر زکوٰۃ کے بارے میں تحقیقی مقالے پیش کیے گئے اور اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر مفصل بحث ومباحثہ ہوا جس سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

اول: اللہ تعالیٰ کی کتاب یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں کوئی ایسی نص موجود نہیں جو قرض پر زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بیان کرتی ہو۔

دوم: صحابۂ کرام اور تابعین عظام سے قرض پر زکوٰۃ کی ادائیگی کے طریقے کے بارے میں مختلف اقوال اور نقطہ ہائے نظر منقول ہیں۔

سوم: اس بنا پر فقہی مسائل میں بھی واضح اختلاف پایا جاتا ہے۔

چہارم: یہ اختلاف اس قاعدہ میں اختلاف پر مبنی ہے کہ "کیا ممکن الحصول مال کو حاصل شدہ مال کے حکم میں رکھا جا سکتا ہے؟"

چنانچہ مندرجہ بالا امور کو سامنے رکھتے ہوئے حسب ذیل قرارداد منظور ہوئی:

---

(۱) اجلاسوں میں منظور ہونے والی تمام قراردادوں پر مسلسل نمبر ڈالے گئے ہیں اور ہر اجلاس کی قراردادوں کے مخصوص نمبر قوسین میں دیے گئے ہیں۔ قوسین کا پہلا نمبر قرارداد کا اور دوسرا نمبر اجلاس کا ہے۔

قرارداد

اول: اگر مقروض مال دار اور کشادہ دست ہے (یعنی امید ہے کہ قرض خواہ جب بھی اس سے اپنا مال واپس مانگے گا وہ واپس کر دے گا) تو قرض خواہ پر ہر سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

دوم: اگر مقروض تنگ دست ہے، یا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا ہے تو قرض خواہ پر قرض کی وصولی کو ایک سال گزر جانے پر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۲ (۲/۲)

غیر منقولہ جائیدادوں اور کرایہ پر دی گئی غیر زرعی زمینوں پر زکوٰۃ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶/ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸/ دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

کونسل نے "غیر منقولہ جائیدادوں اور کرایہ پر دی گئی غیر زرعی زمینوں پر زکوٰۃ" کے موضوع پر لکھے گئے مقالوں کو توجہ سے سنا اور اس پر بہت مفصل اور گہرائی کے ساتھ بحث ومباحثہ کیا۔ اس کے نتیجے میں مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوئیں:

اول: کوئی ایسی واضح نص موجود نہیں ہے جس سے غیر منقولہ جائیدادوں اور کرایہ پر دی گئی زمینوں پر زکوٰۃ کا اثبات ہوتا ہو۔

دوم: اسی طرح کوئی ایسی نص بھی نہیں ہے جس کی رُو سے غیر منقولہ جائیدادوں اور کرایہ پر دی گئی زمینوں کی آمدنی پر فوری زکوٰۃ واجب ہوتی ہو۔

چنانچہ یہ قرارداد منظور ہوئی:

قرارداد

اول: غیر منقولہ جائیدادوں اور کرایہ پر دی گئی زمینوں کی اصل مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

دوم: زکوٰۃ (ڈھائی فی صد) صرف ان کی آمدنی پر واجب ہوگی اور وہ بھی اس وقت جب اس آمدنی پر ایک سال گزر جائے، اور وجوبِ زکوٰۃ کی تمام شرائط پائی جائیں اور کوئی مانع بھی موجود نہ ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳ (۲/۳)

عالمی ادارہ برائے فکر اسلامی واشنگٹن کے سوالات کے جوابات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں عالمی ادارہ برائے فکر اسلامی واشنگٹن کے پیش کردہ سوالات پر غور وخوض کرنے کے لیے اکیڈمی کے بعض ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی نے ان سوالات کے جوابات اکیڈمی کے سامنے پیش کیے، ان سے درج ذیل باتیں سامنے آئیں:

اول: یہ جوابات اتنے مختصر پیرائے میں دیے گئے ہیں کہ ان سے مکمل اطمینان اور تشفی حاصل ہو سکتی ہے، نہ ان کے ذریعے اختلاف وانکار کی فضا ختم ہو سکتی ہے۔

دوم: ضروری ہے کہ اکیڈمی مغرب میں رہنے والے مسلمان بھائیوں کے مسائل اور اشکالات کو دور کرنے کا اہتمام کرے۔

چنانچہ اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی:

قرار داد

اول: اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ کو یہ ذمہ داری تفویض کی جاتی ہے کہ وہ ان سوالات کو اکیڈمی کے جن ارکان اور دیگر ماہر علماء کی خدمت میں مناسب سمجھے، پیش کرے، تا کہ وہ حضرات دلائل شرعیہ اور فقہائے متقدمین کے اقوال کی روشنی میں ان کے مدلل جوابات تیار کریں اور اطمینان بخش اور واضح

صورت میں انھیں پیش کریں۔

دوم: اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ کو یہ ذمہ داری بھی تفویض کی جاتی ہے کہ ان سوالات کے جو جوابات موصول ہوں، انھیں تیسرے اجلاس میں پیش کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴ (۴/۲)

قادیانیت

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶؍ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸؍دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں جنرل کونسل نے مجلسِ فقہ اسلامی کیپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ کی جانب سے پیش کردہ اس استفتاء پر غور کیا کہ کیا فرقۂ قادیانیہ اور اس کی شاخ فرقۂ لاہوریہ کو مسلمانوں میں شمار کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ نیز کیا کوئی غیر مسلم عدالت اس جیسے مسئلے میں غور کرنے کی اہلیت رکھتی ہے یا نہیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی ہندوستان میں گذشتہ صدی میں پیدا ہوا تھا، قادیانی اور لاہوری فرقے اسی کی طرف منسوب ہیں۔ اکیڈمی کے ارکان کے سامنے اس فرقے سے متعلق تحقیقات اور دستاویزات پیش کی گئیں، ان میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی طرف منسوب ان دونوں فرقوں کے بارے میں جو معلومات مذکور تھیں، اکیڈمی نے ان پر غور کیا اور اس کے نزدیک یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا نبی ہے، جس پر وحی آتی ہے۔ اس کا یہ دعویٰ اس کی تصانیف سے ثابت ہے، جن میں سے بعض کے بارے میں اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس کی وحی کا ایک حصہ ہیں۔ وہ عمر بھر اس دعوے کی نشر واشاعت کرتا رہا ہے اور لوگوں سے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے یہ مطالبہ کرتا رہا ہے کہ وہ اس کی نبوت اور رسالت پر اعتقاد رکھیں، نیز یہ بھی ثابت ہے کہ اس نے بہت سی ضروریاتِ دین مثلاً جہاد وغیرہ کا انکار کیا ہے۔

فقہی اکیڈمی مکہ مکرمہ اس سلسلے میں ایک قرارداد منظور کر چکی تھی ۔ اکیڈمی کی کونسل نے اس قرارداد سے بھی آگاہی حاصل کی۔

اس کے بعد کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: نبی کریم حضرت محمد ﷺ پر نبوت اور رسالت کے سلسلے کا اختتام دین کے ان ضروری عقائد میں شامل ہے، جو قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہیں، اس عقیدے کا لازمی حصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص پر کوئی وحی نازل نہیں ہو سکتی ۔ مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت اور رسالت اور اپنے اوپر وحی کے نزول کا جو دعویٰ کیا ہے وہ دین کے اس ضروری اور قطعی عقیدے کا صریح انکار ہے۔ مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ خود اس کو اور اس کی تائید کرنے والے تمام لوگوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے۔ جہاں تک لاہوری جماعت کا تعلق ہے، تو وہ مرتد ہونے میں قادیانی جماعت ہی کی طرح ہے، باوجود اس کے کہ وہ مرزا غلام احمد کو حضرت محمد ﷺ کا سایہ اور پرتو قرار دیتے ہیں۔

دوم: کسی غیر مسلم عدالت یا غیر مسلم جج کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی شخص کے مسلمان یا مرتد ہونے کا فیصلہ صادر کرے، بالخصوص ایسی صورت میں جب وہ شخص ان مسائل میں اختلاف کرے جن میں امتِ مسلمہ کا اپنے علماء اور اداروں کے ذریعے اجماع منعقد ہو گیا ہو، اس لیے کہ کسی شخص کے مسلمان یا مرتد ہونے کا فیصلہ اسی وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب وہ کسی ایسے مسلمان سے صادر ہوا ہو جسے اچھی طرح معلوم ہو کہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے لیے کیا کیا چیزیں ضروری ہیں اور کب آدمی دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے ۔ وہ اسلام اور کفر کی حقیقت سمجھتا ہو اور کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت شدہ احکام کا ماہر ہو ۔ لہٰذا ایسی غیر مسلم عدالت کا فیصلہ غیر معتبر اور باطل ہے۔

والله اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵ (۲/۵)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶/ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸/ دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں محترم فقہاء اور اطباء نے 'ٹیسٹ ٹیوب بے بی' کے موضوع پر فقہی اور طبی دونوں پہلوؤں سے جو مقالات و مباحث پیش کیے، اکیڈمی کے ارکان نے ان کا جائزہ لیا، ان کا مفصل مطالعہ کیا اور موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بحث و مباحثہ کیا۔

اس جائزے اور مناقشے کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ یہ موضوع طبی اور فقہی دونوں اعتبارات سے مزید مطالعہ کا متقاضی ہے اور ضرورت ہے کہ گزشتہ مطالعات اور تحقیقات پر نظر ثانی کی جائے، تاکہ مسئلے کے تمام گوشے سامنے آسکیں۔

چنانچہ کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اس موضوع پر قطعی فیصلے کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دیا جائے۔

دوم: اکیڈمی کے صدر جناب ڈاکٹر بکر ابو زید کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے کہ وہ اس موضوع پر ایک جامع بحث تیار کریں جس میں فقہی اور طبی تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہو۔

سوم: سیکریٹریٹ کو متوجہ کیا جائے کہ جو بحثیں اسے موصول ہوں انھیں تمام ارکان کے پاس آئندہ اجلاس سے کم از کم تین ماہ پہلے بھیج دے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶ (۲/۶)

دودھ کے بینک

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جو، تنظیمِ اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶/ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں ''دودھ کے بینک'' کے موضوع پر فقہی اور طبی نقطہ ہائے نظر سے مقالات پیش کیے گئے، اکیڈمی کے ارکان نے دونوں قسم کے مقالات پر غور وخوض کیا اور اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث ومباحثہ کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ:

اول: (خواتین کے) دودھ کے بینکوں کے قیام کا تجربہ سب سے پہلے مغربی اقوام نے کیا۔ اس تجربے کے ساتھ سائنسی اور تکنیکی اعتبار سے اس کے کچھ منفی اثرات ظاہر ہوئے، جس کے بعد ان بینکوں کے قیام کا رجحان کم ہوگیا۔

دوم: اسلام رضاعت کے ذریعے وجود میں آنے والے رشتے کو نسب کے رشتے کے برابر خیال کرتا ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نسب کے ذریعے جو رشتے حرام ہوتے ہیں، وہ رضاعت کے ذریعے بھی حرام ہوجاتے ہیں۔ شریعت کے اہم مقاصد میں سے ایک نسب کی حفاظت ہے، جب کہ ''دودھ کے بینکوں'' کے نتیجے میں نسب مخلوط یا مشکوک ہوجاتا ہے۔

سوم: عالم اسلام میں اجتماعی تعلقات کا نظام ایسا ہے کہ اگر کوئی بچہ حمل کی معروف مدت سے پہلے پیدا ہوجائے، یا اس کا وزن کم ہو یا مخصوص حالات میں وہ

انسانی دودھ کا محتاج ہو، تو طبیعی طور پر اس کی دودھ کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، لہٰذا دودھ کے بینک قائم کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

چنانچہ مندرجہ بالا امور کی روشنی میں کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرار داد

اول: عالمِ اسلام میں خواتین کے دودھ کے بینک کے قیام کو روکا جائے۔

دوم: ایسے بینک سے حاصل شدہ دودھ کے پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷ (۲/۷)

حرکتِ قلب اور تنفّس جاری رکھنے والے آلات
RESUSCITATION EQUIPMENTS

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیمِ اسلامی کانفرنس کے زیرِ اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ / ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ / دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں "دل کی حرکت اور تنفّس جاری رکھنے والے آلات" کے موضوع پر فقہی اور طبی تحقیقات پیش کی گئیں۔ کونسل نے ان پر غور کیا، ان پر سیر حاصل بحثیں کیں اور مختلف سوالات اٹھائے، بالخصوص اس مسئلہ پر غور ہوا کہ چوں کہ ان آلات کے ہٹانے سے مریض کی زندگی ختم ہو سکتی ہے، اس لیے "حیات" اور "موت" کی حقیقت کو متعین کرنا ضروری ہے۔

کونسل کے پیشِ نظر یہ بات بھی رہی کہ اس موضوع کے بہت سے پہلو ابھی پوری طرح واضح نہیں ہو سکے ہیں اور "تنظیم اسلامی برائے طبی علوم کویت" نے اس موضوع پر مفصل تحقیقات کی ہیں، جن سے رجوع ہونا ضروری ہے۔

اس لیے کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرار داد

اول: اس موضوع پر قطعی فیصلے کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

دوم: اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ تنظیم اسلامی برائے طبی علوم کویت کی اس موضوع پر تمام تحقیقات اور قراردادوں کو حاصل کرے، اور ان کا سلیس اور عام فہم خلاصہ تیار کر کے ارکان کو پہنچائے۔

والله اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸ (۲/۸)

اسلامی ترقیاتی بینک کے استفسارات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶/ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اکیڈمی نے اس اجلاس میں اسلامی ترقیاتی بینک (جدہ) کے ان سوالات اور استفسارات کو سنا جو بطور استفتاء اکیڈمی کو پیش کیے گئے تھے۔

اکیڈمی نے ان سوالات پر غور کرنے کے لیے اجلاس کے دوران اپنے بعض فاضل ارکان پر مشتمل ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی۔ ان ارکان نے دریافت کیے گئے مسائل کا جواب دیا۔ اکیڈمی کے بعض دیگر ارکان نے بھی ان پر اظہار خیال کیا۔ اکیڈمی نے ذیلی کمیٹی کی رپورٹ سننے کے بعد محسوس کیا کہ یہ موضوع مزید تحقیق اور مطالعہ کا متقاضی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بینک سے رابطہ کر کے اس کی جانب سے تشکیل شدہ کمیٹی کے ساتھ تمام جزئیات پر غور وخوض کیا جائے۔

چنانچہ کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اس موضوع کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

دوم: بینک سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اس سلسلے میں اپنے شرعی بورڈ کی رپورٹ پیش کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید نا

محمد خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ.

قرارداد نمبر ۹ (۹/۲)

انشورنس اور ری انشورنس

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیمِ اسلامی کانفرنس کے زیرِ اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'انشورنس اور ری انشورنس' کے موضوع پر شریکِ اجلاس علماء کی تحقیقات کا جائزہ لیا، ان پر بحث ومباحثہ کیا، انشورنس کی تمام اقسام اور مروجہ صورتوں، اس کے بنیادی اصولوں اور اس کے مقاصد پر گہرائی سے غور کیا اور اس سلسلے میں اب تک فقہی اکیڈمیوں اور علمی اداروں کی طرف سے جو چیزیں سامنے آئی ہیں ان پر بھی غور کیا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: متعین پریمیم (حصہ) والا تجارتی انشورنس، جس کا تجارتی انشورنس کی کمپنیاں معاملہ کرتی ہیں، ایسا عقد ہے جو کھلے دھوکے پر مشتمل ہے۔ یہ چیز اس عقد کے فساد کا موجب ہے، اس لیے وہ شرعاً حرام ہے۔

دوم: موجودہ تجارتی انشورنس کا متبادل عقد، جو اسلام کے اصول معاملات کا احترام کرتا ہو، وہ تعاونی انشورنس (MUTUAL INSURANCE) ہے

جو صرف عطیہ اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہو۔ اسی طرح ری انشورنس (RE-INSURANCE) بھی صرف تعاونی انشورنس کی بنیاد پر جائز ہو سکتی ہے۔

سوم: تمام مسلم ممالک سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ تعاونی انشورنس کے ادارے اور ری انشورنس کے تعاونی ادارے قائم کریں، تاکہ اسلامی معیشت استحصال سے بچ سکے اور ایسے نظام کی مخالفت سے آزاد ہو سکے جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے پسند کیا ہے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا

مجمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۰ (۲/۱۰)

بینکوں کا سودی کاروبار اور اسلامی بینکوں کے ساتھ معاملہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیمِ اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶/ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸/ دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل کے سامنے موجودہ بینکوں کے طریق کار اور نظام کے بارے میں مختلف مقالات پیش کیے گئے۔ کونسل نے ان تمام مقالات پر غور و فکر اور ان پر بحث و مباحثہ کیا، جس سے واضح ہوا کہ موجودہ سودی نظام پوری دنیا کے معاشی نظام پر بالعموم اور تیسری دنیا کے ملکوں پر بالخصوص کتنے برے اثرات ڈال رہا ہے۔

کونسل نے اس بربادی پر بھی غور کیا جو یہ نظام کتاب اللہ کے ان احکام سے اعراض کے نتیجے میں لے کر آیا ہے، جو جزوی اور کلی طور پر سود کو حرام اور اس سے توبہ کرنے کو واجب قرار دیتے ہیں اور قرض دینے والے کو اس بات کا پابند بناتے ہیں کہ وہ صرف اپنا راس المال (اصلی رقم) واپس لے، بغیر کسی زیادتی یا کمی کے، خواہ معمولی ہو یا غیر معمولی اور سود خوروں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تباہ کن جنگ کا اعلان سناتے ہیں۔

چنانچہ کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرار داد

اول: قرض کی ادائیگی کی میعاد پر قرض دار قرض ادا نہ کر سکے، اس وقت اس

کی میعاد بڑھا کر کوئی زیادتی یا انٹرسٹ طے کرنا، اسی طرح ابتدائے عقد میں قرض میں کوئی زیادتی یا انٹرسٹ طے کرنا، یہ دونوں صورتیں ربا میں داخل ہیں اور شرعاً حرام ہیں۔

دوم: موجودہ سودی نظام کا نعم البدل، جو اسلام کی پسندیدہ صورت کے مطابق مال کو گردش میں رکھنے اور اقتصادی سرگرمی میں تعاون کی ضمانت دیتا ہے، صرف یہ ہے کہ تمام معاملات شرعی احکام کے مطابق انجام دیے جائیں۔

سوم: اکیڈمی تمام اسلامی حکومتوں کو اس بات کی پرزور دعوت دیتی ہے کہ وہ ایسے بینکوں کی حوصلہ افزائی کریں جو شریعت اسلامیہ کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوں اور ہر مسلم ملک میں ایسے بینک قائم کرنے کے مواقع فراہم کریں، تاکہ وہ مسلمانوں کی ضرورت پوری کرسکیں، اور مسلمان اپنے عقیدے کے تقاضوں اور عملی زندگی کے درمیان تضاد کی حالت میں جینے پر مجبور نہ ہوں۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۱ (۲/۱۱)

قمری مہینوں کے آغاز میں یکسانیت پیدا کرنا

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیمِ اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶/ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے قمری مہینوں کی ابتدائی تاریخوں کو ایک کرنے کے مسئلے پر ارکان اور دوسرے ماہرین کے مقالات کا جائزہ لیا۔ ان پر مفصل بحث کی اور قمری مہینوں کی ابتداء متعین کرنے کیلئے حساب پر اعتماد کرنے کے سلسلے میں مختلف آراء کو سنا۔ اس کے بعد یہ قرارداد منظور کی:

قرار داد

اول: اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ فلکی حساب اور موسمیات کے قابل اعتماد ماہرین کی مستند علمی تحقیقات مہیا کرے۔

دوم: قمری مہینوں کے آغاز کے تعین کے موضوع کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس کے ایجنڈے میں شامل کیا جائے، تاکہ اس موقع پر فقہی اور فنی دونوں حیثیتوں سے اس پر مکمل بحث ہو سکے۔

سوم: جنرل سکریٹریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں کافی تعداد میں ماہرین فلکیات کو بھی شرکت کی دعوت دے، تاکہ وہ فقہاء کے ساتھ مل کر موضوع کے تمام گوشوں کی وضاحت کریں، جس پر اعتماد کر کے شرعی حکم بیان کیا جا سکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرار نمبر ۱۲ (۲/۱۲)

لیٹر آف کریڈٹ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیمِ اسلامی کانفرنس کے زیرِ اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں ''لیٹر آف کریڈٹ'' کے مسئلے پر پیش کردہ تحقیقی مقالات اور مطالعات پر غور کیا گیا اور ان پر تفصیل سے بحث ومباحثہ ہوا، جس سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آئیں:

اول: لیٹر آف کریڈٹ (L.C) کی دو صورتیں ہوتی ہیں: ایک یہ کہ 'ایل سی' کھلوانے والے نے زرِ ثمن بینک کے پاس جمع نہیں کرایا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے بینک کے پاس زرِ ثمن جمع کرادیا ہے۔ پہلی صورت کی حقیقت یہ ہے کہ 'ایل سی' کھلوانے والے پر حال یا مستقبل میں جو ذمہ داری آنے والی ہے، ضامن (بینک) اس میں اپنی ذمہ داری بھی شامل کرلیتا ہے۔ اس صورت کو فقہاء کی اصطلاح میں ''ضمان'' یا ''کفالت'' کہا جاتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہو، یعنی 'ایل سی' کھلوانے والے نے زرِ ثمن بینک میں جمع کرادیا ہے، تو بینک اور 'ایل سی' کھلوانے والے شخص کے درمیان قائم ہونے والے تعلق کو 'وکالت' کہا جائے گا اور وکالت اجرت کے ساتھ اور بغیر اجرت کے دونوں طرح درست ہے۔ اس صورت میں فائدہ

اٹھانے والے (مکفول لہ) کے مفاد میں کفالت کا تعلق بھی باقی رہے گا۔

دوم: 'کفالت' ایک رضا کارانہ عقد ہے، جس کا مقصد محض امداد اور احسان کرنا ہوتا ہے۔ فقہاء نے کفالت پر اجرت لینے کو ناجائز قرار دیا ہے، اس لیے کہ اگر کفیل کو ضمانت کی رقم ادا کی جائے تو یہ چیز اس قرض کے مشابہ ہو جائے گی جو قرض دینے والے کے لیے نفع کا باعث ہو اور یہ شرعاً حرام ہے۔

ان امور کی روشنی میں کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: لیٹر آف کریڈٹ کے اجراء میں ضمانت کے عمل پر کوئی اجرت لینا شرعاً جائز نہیں (جس کے تعین میں عموماً ضمانت کی مقدار اور مدت ادائیگی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے) خواہ ایل سی کھلوانے والا شخص زرِ ثمن کے برابر رقم بینک میں پہلے جمع کرائے یا نہ کرائے۔

دوم: البتہ دونوں قسم کے لیٹر آف کریڈٹ جاری کرنے میں بینک کے جو دفتری اخراجات ہوتے ہیں، ان کی وصولی شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ جس رقم کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، وہ ان دفتری خدمات کی اجرتِ مثل سے زائد نہ ہو۔ اور اگر ایل سی کھلوانے والے نے زرِ ثمن کلی یا جزوی طور پر پہلے ہی جمع کرا دیا ہو تو بینک لیٹر آف کریڈٹ کے اخراجات کے تعین میں ان اخراجات کو ملحوظ رکھ سکتا ہے جو اس زرِ ثمن کی ادائیگی کے سلسلے میں فی الواقع برداشت کرنے پڑتے ہوں۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

تیسرا اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: عمان (اردن)

مورخہ ۸ تا ۱۳ ر صفر ۱۴۰۷ھ

مطابق ۱۱ تا ۱۶ ر دسمبر ۱۹۸۶ء

قراردادیں ۱۳۔ ۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۳ (۳/۱)

اسلامی ترقیاتی بینک کے استفسارات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ رصفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں اسلامی ترقیاتی بینک (Islamic Development Bank) کی جانب سے پیش کردہ تمام سوالات پر سیر حاصل بحث اور طویل مناقشات کیے گئے۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرار داد

(الف) اسلامی ترقیاتی بینک کی جانب سے قرض کی فراہمی پر سروس چارج کے سلسلے میں:

اول: قرض دینے کے عمل پر جو اخراجات آئیں، انہیں بینک بطور 'سروس چارج' وصول کرسکتا ہے، البتہ اس کا واقعی اخراجات کے دائرے میں ہونا ضروری ہے۔

دوم: واقعی اخراجات سے زائد رقم وصول کرنا حرام ہے۔ اس لیے کہ وہ ''ربا'' میں سے ہے جو شرعاً حرام ہے۔

(ب) کرایہ پر دینے کے معاملات کے سلسلے میں:

اول: 'اسلامی ترقیاتی بینک' کا گاہک سے یہ وعدہ کرنا کہ جو مشینری بینک خریدنے والا ہے، اسے اپنی ملکیت میں لانے کے بعد اسی کو کرایہ پر دے دے گا، شرعاً جائز ہے۔

دوم: اسلامی ترقیاتی بینک کا اپنے گاہک کو ایسی مشینری وغیرہ کی بینک کی طرف سے خریداری کے لیے وکیل بنانا، جس کی خود گاہک کو ضرورت ہے اور اس کے اوصاف اور قیمت معاہدے میں متعین کر دی گئی ہے، تا کہ گاہک خریداری کے بعد بینک سے وہی مشینری کرایہ پر حاصل کر سکے، شرعاً جائز ہے۔ البتہ اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ بینک بجائے اس گاہک کے کسی اور کو مشینری کی خریداری کا وکیل بنائے۔

سوم: مشینری کو کرایہ پر دینے کا معاملہ اس وقت ہونا چاہیے جب بینک کو اس مشینری کی مکمل ملکیت حاصل ہو جائے اور کرایہ کا معاملہ وکالت اور ابتدائی وعدے کے مذکورہ معاملوں سے بالکل علیٰحدہ مستقل عقد کے طور پر ہو۔

چہارم: بینک کی طرف سے یہ وعدہ کرنا کہ کرایہ داری کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ مشینری گاہک کو بطور ہبہ دے دے گا، جائز ہے، لیکن یہ وعدہ معاہدۂ کرایہ داری اور معاہدۂ توکیل سے بالکل علیٰحدہ ہونا چاہیے۔

پنجم: کرایہ داری کی مدت کے دوران اگر مشینری تباہ ہو جائے یا اس کو نقصان پہنچے، تو اس کی تمام تر ذمہ داری بینک پر ہوگی، اس لیے کہ بینک ہی اس مشینری کا مالک ہے۔ ہاں اگر کرایہ دار کی طرف سے کسی زیادتی یا کوتاہی کی بنا پر مشینری کو نقصان پہنچے تو اس کی ذمہ داری کرایہ دار پر ہوگی۔

ششم: اگر اس مشینری کا کسی اسلامی کمپنی میں بیمہ کرایا جائے تو اس کے اخراجات بینک ہی برداشت کرے گا۔

(ج) اُدھار بیچ کر قسطوں میں قیمت کی وصولی کے سلسلے میں:

اول: اسلامی ترقیاتی بینک کا گاہک سے یہ وعدہ کرنا کہ مطلوبہ سامان بینک کی ملکیت میں آنے کے بعد وہ اسی کے ہاتھ فروخت کر دے گا، شرعاً جائز ہے۔

دوم: اسلامی ترقیاتی بینک کا اپنے کسی گاہک کو اس کی مطلوبہ مشینری کی خریداری کے لیے وکیل بنانا، کہ وہ مطلوبہ مشینری ان اوصاف کے ساتھ اتنی قیمت

میں بینک کے لیے خرید لے، اور مقصد یہ ہو کہ بینک وہ مشینری وکیل کے ہاتھ میں آجانے کے بعد اسی کو فروخت کردے گا، شرعاً ایسی توکیل جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ بینک بجائے اس گاہک کو وکیل بنانے کے کسی اور شخص کو خریداری کا وکیل بنائے۔

سوم: ضروری ہے کہ فروخت کا معاہدہ اس وقت انجام پائے جب وہ سامان بینک کی ملکیت اور قبضے میں آجائے، اور یہ معاملہ مستقل معاہدے کے ذریعے ہو۔

(د) غیر ملکی تجارت کو سرمائے کی فراہمی کے سلسلے میں:

ان معاملات میں انہی اصولوں کا اطلاق ہوگا جو ادھار بیچ کر قسطوں میں قیمت کی وصولی کے سلسلے میں بیان کیے گئے ہیں۔

(ہ) اسلامی ترقیاتی بینک کی، مجبوراً بیرونی بینکوں میں رکھوائی گئی اپنی رقوم سے حاصل ہونے والے انٹرسٹ کے مصرف کے سلسلے میں:

اسلامی ترقیاتی بینک کے لیے جائز نہیں کہ کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے اس کے اموال کی حقیقی قیمت میں جو نقصان واقع ہوتا ہے، اس کی تلافی بیرونی بینکوں سے حاصل ہونے والے انٹرسٹ کے ذریعے کرے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اس کو رفاہی کاموں پر خرچ کرے، مثلاً تربیتی اور تحقیقاتی ادارے قائم کرنا، امداد کے وسائل واسباب مہیا کرنا، ممبر ممالک کی مالی مدد کرنا اور ان کو ٹیکنیکل امداد بہم پہنچانا، اسی طرح علمی اداروں اور مکاتب ومدارس کی امداد کرنا اور اسلامی علوم کی نشرواشاعت کے دوسرے کاموں میں مالی امداد کرنا وغیرہ۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۴ (۳/۲)

کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ر صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے کمپنیوں کے حصص کی زکوٰۃ کے موضوع کے تمام پہلوؤں پر بحث ومباحثہ کیا اور اس سلسلے میں پیش کیے گئے تمام مقالات سے واقفیت حاصل کی، اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اس موضوع پر قرارداد کی منظوری کو اکیڈمی کے چوتھے اجلاس تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ والله اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۵ (۳/۳)

تملیک کے بغیر زکوٰۃ کو نفع آور منصوبوں میں لگانا

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳/ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں اس موضوع پر مقالات پیش کیے گئے کہ زکوٰۃ کو کسی مستحق زکوٰۃ کی ملکیت میں دیے بغیر منافع بخش اسکیموں اور پروجکٹس میں لگانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ کونسل نے یہ مقالات اور ارکان اور ماہرین کی آراء سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اصولی طور پر یہ صورت جائز ہے کہ اموالِ زکوٰۃ ایسے منافع آور منصوبوں میں لگائے جائیں جو بالآخر مستحقینِ زکوٰۃ کی ملکیت میں آجائیں، یا وہ منصوبے ایسے ادارے کے تابع ہوں جو شرعی طور پر زکوٰۃ جمع اور تقسیم کرنے کا ذمہ دار ہو، بشرطیکہ اس عمل سے پہلے مستحقین کی فوری ضرورت پوری کی جاچکی ہو، اور نقصانات سے بچنے کی کافی ضمانتیں حاصل کی جاچکی ہوں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۶ (۳/۴)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ ھ/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں اکیڈمی نے مصنوعی استقرار حمل (ٹیسٹ ٹیوب بے بی) کے موضوع پر پیش کیے گئے مقالات کا جائزہ لیا، ماہرین اور اطباء کی توضیحات سنیں اور ان پر بحث ومباحثہ کیا، جس سے کونسل پر واضح ہوا کہ آج کل مصنوعی استقرار حمل کے معروف طریقے سات ہیں۔ ان کے بارے میں کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: مصنوعی استقرار حمل کے مندرجہ ذیل پانچ طریقے حرام اور قطعاً ممنوع ہیں، یہ سارے عمل ذاتی طور پر حرام ہیں، یا ان مفاسد کی وجہ سے جو ان پر مرتب ہوتے ہیں، مثلاً نسل کا اختلاط، خاندان ونسل کا ضیاع اور دوسری شرعی قباحتیں۔

۱۔ نطفہ شوہر کا ہو اور بیضہ کسی ایسی عورت سے لیا جائے جو اس کی بیوی نہ ہو، اور پھر تلقیح کا عمل انجام دینے کے بعد جنین کی پرورش شوہر کی بیوی کے رحم میں کی جائے۔

۲۔ نطفہ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا ہو، اس کی تلقیح بیوی کے بیضہ سے ہو، پھر جنین کی پرورش بیوی کے رحم میں کی جائے۔

۳۔ شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر ان کی تلقیح بیرونی طور پر کی جائے، پھر جنین کی پرورش کسی دوسری عورت کے رحم میں کی جائے، جس نے اس کے لیے اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر پیش کی ہوں۔

۴۔ کسی اجنبی شخص کے نطفے اور اجنبی عورت کے بیضے کے درمیان بیرونی طور پر تلقیح کی جائے اور جنین کی پرورش بیوی کے رحم میں کی جائے۔

۵۔ شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی طور پر تلقیح کی جائے اور جنین کی پرورش اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں کی جائے۔

دوم: چھٹے اور ساتویں طریقے کو بوقت ضرورت اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کر لی گئی ہوں۔

۶۔ نطفہ شوہر کا اور بیضہ بیوی کا ہو، ان کی تلقیح بیرونی طور پر کی جائے اور پھر جنین کی پرورش اسی بیوی کے رحم میں کی جائے۔

۷۔ شوہر کا نطفہ لے کر اسی کی بیوی کی اندام نہانی یا رحم میں کسی مناسب جگہ پر اس طرح پہنچا دیا جائے کہ تلقیح کا عمل اندرونی طور پر وہیں انجام پائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۷ (۳/۵)

حرکتِ قلب اور تنفس جاری رکھنے والے آلات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ھ ر صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ / اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں "حرکت قلب اور تنفس جاری رکھنے والے آلات" کے موضوع سے متعلق تمام پہلوؤں پر بحث ہوئی اور ماہر اطباء کی مفصل توضیحات سنی گئیں۔ اس کے بعد کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اگر کسی شخص میں مندرجہ ذیل دو علامتوں میں سے کوئی ایک علامت ظاہر ہو جائے تو شرعاً اسے مردہ تصور کیا جائے گا اور اس پر موت کے تمام احکام جاری ہوں گے:

۱۔ اس شخص کے دل کی حرکت اور تنفس مکمل طور پر اس طرح رک جائے کہ ماہر اطباء یہ کہیں کہ اب اس کی واپسی ممکن نہیں۔

۲۔ اس کے دماغ کے تمام وظائف بالکل معطّل ہو جائیں، اور ماہر اور تجربہ کار اطباء اس بات کی صراحت کریں کہ یہ تعطّل اب ختم نہیں ہو سکتا اور اس کے دماغ کی تحلیل ہونے لگی ہے۔

ایسی حالت میں محرکِ حیات آلات کو اس شخص سے ہٹا لینا جائز ہے، خواہ اس کا کوئی عضو مثلاً قلب، محض آلے کی وجہ سے مصنوعی حرکت کر رہا ہو۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۸ (۳/۶)

قمری مہینوں کے آغاز میں یکسانیت پیدا کرنا

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ھ/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس میں قمری مہینوں کے آغاز میں یکسانیت سے متعلق دو مسئلوں پر غور کیا گیا:

۱۔ قمری مہینوں کے آغاز کی یکسانیت پر اختلافِ مطالع کا اثر انداز ہونا۔

۲۔ فلکی حسابات کے ذریعے قمری مہینوں کے آغاز کے اثبات کا حکم۔

ان دونوں مسئلوں پر کونسل نے ممبران اور ماہرین کی پیش کردہ تحقیقات سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اگر کسی ملک میں چاند کی رویت ثابت ہوجائے تو تمام مسلمانوں پر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا اور اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ حدیث میں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر روزہ نہ رکھنے کا خطاب عام ہے۔

دوم: اصل اعتماد رویتِ ہلال پر ہوگا، البتہ فلکی حسابات اور رصد گاہوں سے مدد لی جاسکتی ہے، تا کہ حدیثِ نبوی پر بھی عمل ہو، اور سائنسی حقائق کی بھی رعایت ہوسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۹ (۳/۷)

ہوائی یا بحری سفر میں احرام کی میقات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ھ رصفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل کے سامنے یہ موضوع زیرِ بحث آیا کہ حج اور عمرہ کی غرض سے بذریعہ ہوائی یا سمندری جہاز آنے والے حضرات احرام کہاں سے باندھیں؟ چنانچہ اس موضوع پر لکھے گئے مقالات سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرار داد

جو شخص حج یا عمرہ کے لیے سفر کر رہا ہو، اس کے لیے انہی میقاتوں سے احرام باندھنا واجب ہے جن کی تحدید سنتِ نبوی نے کی ہے، خواہ وہ زمینی راستے سے سفر کے دوران ان سے گزرے یا فضائی یا بحری راستے سے سفر کرتے ہوئے ان کی محاذاۃ میں آئے، کیوں کہ احادیث نبوی میں ان میقاتوں سے احرام باندھنے کا حکم عام ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى وصحبه

قرار نمبر ۲۰ (۳/۸)

صندوق التضامن الاسلامی کے کاموں کے لیے زکوۃ کا استعمال

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دار الحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ھ رصفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں تنظیمِ اسلامی کانفرنس کے معاون سکریٹری جنرل نے 'صندوق التضامن الاسلامی' (اسلامی اتحاد فنڈ) کی سرگرمیوں اور اس کے مالی تعاون کی شدید ضرورت کو بیان کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ دیگر مصارفِ زکوۃ کی طرح اسے بھی مصرفِ زکوۃ قرار دے کر اسے زکوۃ وصول کرنے کا اختیار دیا جائے۔ ان کی گفتگو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

جنرل سکریٹریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ 'صندوق التضامن الاسلامی' کے تعاون سے اس موضوع پر بحث کے لیے ضروری معلومات فراہم کرے اور انھیں اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں کونسل کے سامنے پیش کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرار نمبر ۲۱ (۳/۹)

کاغذی نوٹ کے احکام اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں 'کاغذی نوٹ کے احکام اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی' کے موضوع پر جو تحقیقی مقالات اکیڈمی کو بھیجے گئے تھے، ان سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: **کاغذی نوٹ کے بارے میں:** یہ اعتباری نقود ہیں، ان میں ثمنیت مکمل طور پر موجود ہے، اور شریعت میں ربا، زکوٰۃ، سلم وغیرہ کے معاملے میں سونے اور چاندی کے جو احکام بیان کیے گئے ہیں، وہی احکام ان نوٹوں پر بھی جاری ہوں گے۔

دوم: **کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے بارے میں:** اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کے بھرپور مطالعہ اور تحقیق کے لیے اسے کونسل کے چوتھے اجلاس کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرار نمبر ۲۲ (۳/۱۰)

مضاربہ سرٹیفیکیٹس اور سرمایہ کاری سرٹیفیکیٹس

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ھ/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے مضاربہ سرٹیفیکیٹس اور سرمایہ کاری سرٹیفیکیٹس کے موضوع پر پیش ہونے والے مقالے سے واقفیت حاصل کی اور اس پر ہونے والے مباحثوں کو سنا۔ چوں کہ اب تک اکیڈمی کا طریقۂ کار یہ رہا ہے کہ ایک موضوع پر ایک سے زائد مقالات تیار کرائے جاتے ہیں اور چوں کہ یہ موضوع بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ضرورت ہے کہ اس کے تمام پہلوؤں کو سامنے لایا جائے، اس کی تمام تفصیلات فراہم کی جائیں اور اس کے سلسلے میں تمام آراء سے واقفیت حاصل کی جائے، اس لیے کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اکیڈمی کی سکریٹریٹ جن علماء و محققین سے مناسب سمجھے، اس موضوع پر تحقیقی مقالے تیار کرائے، تاکہ اکیڈمی اپنے آئندہ اجلاس میں اس موضوع پر کوئی مناسب قرارداد منظور کر سکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۲۳ (۳/۱۱)

عالمی ادارہ برائے فکر اسلامی واشنگٹن کے استفسارات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸ تا ۱۳ھ/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

عالمی ادارہ برائے فکر اسلامی واشنگٹن نے جو استفسارات کیے تھے اور ان کے جو جوابات اکیڈمی کے بعض ارکان اور ماہرین نے تیار کیے تھے، اس اجلاس میں کونسل نے ان سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ ان سوالات کے جن جوابات کی اکیڈمی نے توثیق کی ہے، انھیں عالمی ادارہ برائے فکر اسلامی واشنگٹن کو بھیج دیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و صلی اللہ علی سید نا و نبینا محمد و علی آلہ صحبہ و سلم.

جن جوابات کی اکیڈمی نے توثیق کی ☆

سوال ۳:

مسلمان عورتوں کا غیر مسلم مرد سے نکاح کرنا کیسا ہے، جبکہ اس عورت کو یہ امید ہو کہ اس نکاح کے نتیجے میں وہ مرد مسلمان ہو جائے گا؟ بہت سی مسلمان عورتوں کا کہنا ہے کہ اکثر حالات میں ان کو مسلمان مردوں میں برابری کا رشتہ نہیں ملتا، اور ان (عورتوں) کے اسلام سے منحرف ہو جانے کا اندیشہ ہے، یا وہ شدید تنگی کی حالت میں زندگی گزار رہی ہیں۔

جواب:

مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح کتاب اللہ، سنتِ رسول اور اجماع کی رُو سے شرعاً ممنوع ہے، اگر یہ نکاح کرلیا جائے تو بھی اسے باطل سمجھا جائے گا، اور شرعی نکاح کے بعد جو احکام لاگو ہوتے ہیں، وہ ایسے نکاح پر نہیں لاگو ہوں گے، ایسے نکاح کے نتیجے میں جو اولاد ہوگی، وہ ناجائز اولاد ہوگی۔ شوہر کے اسلام لانے کی امید سے اس حکم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

سوال ۴:

اگر کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر کفر پر قائم رہے اور اس عورت کی اپنے اس شوہر سے اولاد ہو، جن کے ضائع اور منحرف ہو جانے کا اندیشہ ہو اور عورت کو یہ امید ہو کہ علاقۂ زوجیت باقی رکھنے کی صورت میں اس کا شوہر اسلام لے آئے گا، تو کیا ان حالات میں وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ علاقۂ زوجیت اور رہن سہن برقرار رکھ سکتی ہے؟

اور اگر شوہر کے اسلام لانے کی امید تو نہیں، لیکن وہ اس عورت کے ساتھ اچھا سلوک کر رہا ہو اور عورت کو یہ بھی ڈر ہو کہ اگر اس نے اس (شوہر) سے

جدائی اختیار کر لی تو اس کو کوئی مسلمان شوہر نہیں مل سکے گا، ان حالات میں اس عورت کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب:

عورت کے اسلام لانے اور شوہر کے اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے ہی دونوں کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اب اس عورت کے لیے اس مرد کے ساتھ معاشرت اختیار کرنا حرام ہے، لیکن وہ عورت عدت کی مدت تک انتظار کرے گی۔ اگر شوہر اس دوران اسلام لے آئے، تو وہ عورت سابقہ نکاح کی بنیاد پر ہی اس کے پاس واپس چلی جائے گی۔

لیکن اگر عورت کی عدت گزر گئی اور مرد اسلام نہیں لایا تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق اب بالکل ختم ہو گیا، اب اگر اس کے بعد وہ مرد مسلمان ہو جائے اور وہ دونوں دوبارہ رشتۂ زوجیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو نئے عقد کے ذریعے ایسا کر سکتے ہیں۔

نام نہاد حسنِ معاشرت کا زوجیت برقرار رکھنے کی اجازت کے سلسلے میں کوئی اثر نہیں پڑتا۔

سوال ۵:

امریکہ اور یورپ کے ممالک میں مسلمانوں کے لیے کوئی مخصوص قبرستان نہیں ہوتا اور عام قبرستان سے باہر دوسری جگہ دفن کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، ان حالات میں کیا کسی مسلمان کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جا سکتا ہے؟

جواب:

ضرورت کے تحت غیر مسلم ممالک میں مسلمان میت کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔

سوال ٦:

اگر کسی علاقے کے مسلمان اپنے علاقے کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہو جائیں،

اور علاقے کی مسجد کے ویران ہو جانے یا اس پر دوسروں کے قبضہ کر لینے کا اندیشہ ہو تو کیا ایسی صورت میں اس مسجد کو بیچنا جائز ہے؟ اس لیے کہ عام طور پر مسلمان (مغربی ممالک میں) کوئی مکان خرید کر اس کو مسجد بنا لیتے ہیں، پھر اگر معاشی اسباب سے مسلمانوں کی اکثریت اس علاقے کو چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں منتقل ہو جائے تو اس مسجد کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات اس مسجد پر دوسرے لوگ قبضہ کر لیتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ اس مسجد کو بیچ کر اس کی قیمت سے مسلم آبادی والے علاقے میں مسجد بنالی جائے۔ کیا ان حالات میں اس مسجد کو بیچ کر اس کی قیمت سے دوسری جگہ مسجد بنانا شرعاً جائز ہے؟ اور اگر اس مسجد کے بدلے دوسری مسجد بنانے کا موقع نہ ہو تو وہ قریب ترین مصرف کیا ہے جہاں فروخت شدہ مسجد کی قیمت کو استعمال کیا جا سکتا ہو؟

جواب:

جس مسجد سے بالکل فائدہ اٹھانا ممکن نہ رہا ہو، یا اس جگہ کے مسلمان دوسری جگہ منتقل ہو گئے ہوں، یا غیر مسلموں کے اس پر قبضہ کرنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اس مسجد کو بیچنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کی قیمت سے دوسری جگہ زمین خرید کر وہاں مسجد بنا دی جائے۔

سوال ۸:

بعض عورتیں یا دوشیزائیں ملازمت یا تحصیل علم کی غرض سے تنہا یا غیر مسلم خواتین کے ساتھ قیام کرنے پر مجبور ہوتی ہیں، کیا اس طرح ان کا قیام کرنا جائز ہے؟

جواب:

مسلمان خاتون کے لیے اجنبی ملک میں تنہا قیام کرنا شرعاً جائز نہیں۔

سوال ۹:

یہاں (مغربی ممالک میں) بہت سی عورتوں کا کہنا ہے کہ پردے کے سلسلے میں

وہ زیادہ سے زیادہ اتنا کرسکتی ہیں کہ چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ جسم کے باقی اعضاء کو چھپالیں۔ بعض خواتین ایسی بھی ہیں جنہیں دورانِ ملازمت سر ڈھکنے سے منع کیا جاتا ہے۔ شرعاً ایک مسلمان عورت غیر محرم مردوں کے سامنے کاروباری اداروں اور تعلیم گاہوں میں کس حد تک اپنے اعضائے جسم کو ظاہر کرسکتی ہے؟

جواب:

جمہور علماء کے نزدیک مسلمان عورت کے لیے فتنے کا اندیشہ نہ ہونے کی صورت میں چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ باقی جسم کو چھپانا ضروری ہے اور فتنے کا اندیشہ ہو تو ان کا پردہ بھی ضروری ہے۔

سوال ۱۰، ۱۱:

امریکہ اور یورپ میں بہت سے مسلمان طلبہ اپنے تعلیمی اخراجات یا معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے فارغ اوقات میں جز وقتی ملازمت اختیار کر لیتے ہیں، اس لیے کہ جو خرچہ انہیں گھر والوں کی طرف سے ملتا ہے وہ اتنا نہیں ہوتا کہ اس سے ان کے اخراجات پورے ہوسکیں۔ جس کی وجہ سے جز وقتی ملازمت اختیار کرنا ان کے لیے ناگزیر ہوتا ہے، اس کے بغیر وہ یہاں نہیں رہ سکتے۔ ان طلبہ کو بیش تر اوقات صرف ایسے ہوٹلوں اور ریسٹورینٹس میں کام ملتا ہے جن میں شراب بیچی جاتی ہے، یا ایسے کھانے ملتے ہیں جن میں خنزیر کا گوشت اور دوسری حرام اشیاء شامل ہوتی ہیں۔ ایسی جگہوں پر ملازمت کرنے کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

کسی مسلمان کا شراب اور خنزیر کا گوشت فروخت کرنے یا شراب بنا کر غیر مسلموں کے ہاتھ فروخت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ ذہن میں رہے کہ ان ممالک میں بعض مسلمانوں نے اسے کاروبار کے طور پر اپنا رکھا ہے؟

جوابٌ:

کسی مسلمان کو کوئی جائز ملازمت نہ مل رہی ہو تو اس کے لیے غیر مسلموں کے

☆ سوالات نمبر ۱، ۲، ۷، ۱۵، ۲۲ کے بارے میں قرارداد کی منظوری کو ملتوی کر دیا گیا۔

ہوٹل میں ملازمت اختیار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ بذات خود شراب پلانے، یا اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے، یا اس کو بنانے، یا اس کی تجارت کا کام انجام نہ دے۔ خنزیر کا گوشت اور دوسری حرام اشیاء لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

سوال ۱۲:

یہاں (مغربی ممالک میں) بہت سی دوائیں ایسی ہیں جن میں اعشاریہ صفر ایک فی صد (ایک فی صد کا دسواں حصہ) سے ۲۵ فی صد تک 'الکحل' شامل ہوتا ہے۔ ان میں سے بیش تر دوائیں نزلہ، کھانسی اور گلے کی خراش وغیرہ جیسی عام بیماریوں میں استعمال ہوتی ہیں۔ تقریباً ۹۵ فی صد دواؤں میں 'الکحل' ضرور شامل ہوتا ہے، اور 'الکحل' سے پاک دوا تلاش کرنا مشکل، بلکہ ناممکن ہو چکا ہے۔ ان حالات میں ایسی دواؤں کے استعمال کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب:

مسلمان مریض الکحل آمیز دواؤں کو استعمال کر سکتا ہے، اگر الکحل سے پاک کوئی دوا نہ ملتی ہو، اور کسی قابل اعتماد اور ماہر ڈاکٹر نے اس دوا کو تجویز کیا ہو۔

سوال ۱۳:

یہاں (مغربی ممالک میں) ایسے خمیر یا جیلیٹین ملتے ہیں جن میں خنزیر سے حاصل کردہ مادے بہت معمولی مقدار میں شامل ہوتے ہیں، تو کیا ایسے خمیر اور جیلیٹین کا استعمال جائز ہے؟

جواب:

ایسے خمیر یا جیلیٹین جن میں خنزیر کا مادہ شامل ہو، کسی مسلمان کے لیے غذاؤں میں ان کا استعمال جائز نہیں۔ نباتات اور حلال جانوروں کے مادے سے تیار خمیر اور جیلیٹین ملتے ہیں، ان سے ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔

سوال ۱۴:

ان مغربی ممالک میں اکثر مسلمان کوئی کشادہ ہال اور وسیع جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کی شادی کی تقریبات مساجد میں منعقد کرتے ہیں، بیش تر اوقات ان تقریبات میں رقص وسرود اور گانے باجے کا بھی اہتمام ہوتا ہے، کیا اس قسم کی تقریبات مساجد میں منعقد کی جاسکتی ہیں؟

جواب:

مساجد میں عقدِ نکاح پسندیدہ عمل ہے، البتہ اگر ان تقریبات میں غیر شرعی امور بھی شامل ہوں مثلاً مردوں اور عورتوں کا اختلاط، بے پردگی اور رقص وسرود تو پھر ان کو مساجد میں منعقد کرنا جائز نہیں۔

سوال ۱۶:

ان مغربی ممالک میں حصول تعلیم کے لیے آنے والے مسلمان طلبہ وطالبات بعض اوقات ایسا نکاح کر لیتے ہیں جسے ہمیشہ باقی رکھنے کا ارادہ نہیں ہوتا، بلکہ نیت یہ ہوتی ہے کہ جب تک یہاں مقیم رہ کر تعلیم حاصل کریں، اس وقت تک اس نکاح کو برقرار رکھیں گے اور جب اپنے وطن واپس جانے کا ارادہ کرلیں گے تو اس نکاح کو بھی ختم کردیں گے۔ یہ نکاح بھی عام طور پر اسی طریقے سے اور انہی الفاظ کے ذریعے کیا جاتا ہے جس طریقے پر عام مستقل نکاح ہوتا ہے۔ ایسے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب:

نکاح میں اصل یہ ہے کہ وہ دائمی اور پائیدار ہو اور ایک مستقل خاندان کی بنیاد پڑے، الّا یہ کہ اس کو منقطع کرنے والے حالات پیش آجائیں۔

سوال ۱۷:

ایک عورت کا ابرو کے بال کاٹ کر اور سرمہ لگا کر دفاتر یا تعلیم گاہوں میں جانا کیسا ہے؟

جواب:

سرمہ لگانا مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے شرعاً جائز ہے۔ رہا ابرو کے بال اکھاڑنا تو یہ جائز نہیں، الا یہ کہ بال ایسے ہوں کہ چہرہ بدنما ہو رہا ہو۔

سوال ۱۸:

بعض مسلمان عورتوں کے بیان کے مطابق انھیں اپنے دفاتر اور تعلیم گاہوں میں آنے والے اجنبی مردوں سے مصافحہ نہ کرنے کی صورت میں تنگی لاحق ہوتی ہے، چنانچہ وہ اس سے بچنے کے لیے اجنبی مردوں سے مصافحہ کر لیتی ہیں۔ ایسے مصافحہ کا کیا حکم ہے؟

اسی طرح بہت سے مسلمان مرد بھی بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس آنے والی اجنبی عورتیں بسا اوقات مصافحہ کرنا چاہتی ہیں اور مصافحہ سے انکار کی صورت میں انہیں تنگی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مصافحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:

مرد کے لیے کسی اجنبی بالغ عورت سے مصافحہ کرنا، اسی طرح بالغ عورت کے لیے کسی اجنبی مرد سے مصافحہ کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

سوال ۱۹:

پنج وقتہ یا جمعہ و عیدین کی نمازوں کے لیے چرچ کرائے پر لینے کا کیا حکم ہے، جبکہ ان میں مجسمے اور دوسری ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو عموماً کلیساؤں میں پائی جاتی ہیں؟ یہ ذہن میں رہے کہ عیسائیوں سے چرچ دوسری جگہوں کی بہ نسبت کم کرایہ پر دستیاب ہو جاتے ہیں اور بعض تعلیمی یا رفاہی ادارے ان کاموں کے لیے چرچ مفت فراہم کر دیتے ہیں۔

جواب:

وقتِ ضرورت نماز کے لیے چرچ کرایہ پر لینے میں شرعی طور پر کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ البتہ مجسموں اور تصاویر کے سامنے نماز پڑھنے سے اجتناب کیا جائے

اور اگر وہ قبلہ رخ ہوں تو درمیان میں کوئی اوٹ کر لی جائے۔

سوال ۲۰:

اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے ذبیحوں اور ان کے ہوٹلوں کے کھانوں کا کیا حکم ہے؟ جبکہ اس بات کا یقینی علم نہ ہو کہ انھوں نے ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی ہے؟

جواب:

اہلِ کتاب اگر شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے، خواہ انھوں نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو۔ اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ آئندہ کسی اجلاس میں اس موضوع کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے۔

سوال ۲۱:

یہاں (مغربی ممالک میں) بہت سی ایسی عام تقریبات اور اجتماعات ہوتے ہیں جن میں مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ ایسی تقریبات میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، شراب پینے پلانے کا دور چلتا ہے۔ ان تقریبات میں اگر مسلمان شریک نہ ہوں تو وہ ایک طرف پورے معاشرے سے کٹ جاتے ہیں اور دوسری طرف بہت سے فوائد سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

کیا مسلمانوں کے لیے شراب نوشی، رقص اور خنزیر کھانے میں شریک نہ ہوتے ہوئے ان تقریبات میں شرکت کرنا جائز ہے؟

جواب:

جہاں تک ایسی تقریبات میں شرکت کا معاملہ ہے جن میں شراب نوشی ہوتی ہو تو کسی مسلمان مرد یا عورت کے لیے معاصی اور منکرات کی مجالس میں شرکت جائز نہیں ہے۔

سوال ۲۲:

ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور یورپ کے بہت سے علاقوں میں رمضان یا

شوال کا چاند دیکھنا مشکل، بلکہ ناممکن ہوتا ہے، جبکہ ان میں سے بیش تر علاقوں میں سائنسی ترقی کی وجہ سے فلکی حسابات کے ذریعے پورے اعتماد کے ساتھ چاند کی پیدائش کے بارے میں معلوم کیا جاسکتا ہے۔ کیاان ممالک میں فلکی حسابات پراعتماد کرنا جائز ہے؟

اور کیا رؤیت ہلال کے لیے رصد گاہوں سے مدد لینا اوران میں کام کرنے والے غیر مسلموں کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے؟ جبکہ غالب گمان یہ ہو کہ وہ اس بارے میں جھوٹ نہیں بولیں گے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ امریکہ اور یورپ میں مقیم مسلمانوں کے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کے معاملے میں بعض مشرقی اسلامی ممالک کی پیروی کے نتیجے میں بسا اوقات ان کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہوئے ہیں، اس بنا پر عموماً عید کے اہم فوائد تو رخصت ہو جاتے ہیں، البتہ بہت سے مسائل مدتوں باقی رہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر فلکی حسابات پر اعتماد کیا جائے تو یہ مسائل اور اختلافات تقریباً ختم ہو جائیں گے۔

جواب:

رؤیت ہلال پراعتماد کرناواجب ہے، البتہ فلکی حسابات اور رصد گاہوں سے مدد لی جاسکتی ہے، تاکہ احادیث نبوی پر بھی عمل ہو اور سائنسی حقائق کی بھی رعایت ہوسکے۔ اگر کسی شہر میں چاند کی رؤیت ثابت ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا، اور اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ حدیث میں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر روزہ نہ رکھنے کا خطاب عام ہے۔

سوال ۲۴:

کسی مسلمان کے لیے امریکہ یا کسی دیگر غیر مسلم حکومت کے سرکاری محکموں میں ملازمت کرنے کا کیا حکم ہے؟ خاص طور پر اس صورت میں جب کہ وہ ملازمت

اہم محکموں مثلاً ایٹمی توانائی یا اسٹریٹیجک اسٹڈیز (Strategic Studies) یا اس جیسے کسی دوسرے محکمے میں ہو؟

جواب:

مسلمان کے لیے غیر اسلامی حکومتوں کے سرکاری محکموں اور اداروں میں شرعاً جائز کام کے لیے ملازمت اختیار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے اس عمل سے مسلمانوں کو ضرر لاحق نہ ہوتا ہو۔

سوال ۲۵، ۲٦:

اگر کوئی مسلمان انجینئر کسی کمپنی میں ملازم ہو، اور وہاں اس کو مختلف عمارتوں کی تعمیر کے لیے نقشے تیار کرنے کا کام سپرد ہو، جس میں نصاریٰ کے چرچ وغیرہ کے نقشے تیار کرنے کا کام بھی شامل ہو۔ اگر وہ چرچ وغیرہ کے نقشے بنانے سے انکار کردے تو ممکن ہے کہ اسے ملازمت سے علیحدہ کردیا جائے، تو کیا اس مسلمان انجینئر کے لیے نصاریٰ کی عبادت گاہوں کی تعمیر کے لیے نقشے تیار کرنا جائز ہے؟

کیا کوئی مسلمان فرد یا ادارہ عیسائیوں کی تعلیم گاہوں، مشنری اداروں یا چرچ کے لیے چندہ دے سکتا ہے؟

جواب:

مسلمان کے لیے غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا نقشہ تیار کرنا، یا ان کی تعمیر کرنا، یا ان کی تعمیر میں مالی یا عملی طور پر حصہ لینا جائز نہیں۔

سوال ۲۷:

بہت سے مسلمان خاندان ایسے ہیں جن کے مرد شراب اور خنزیر وغیرہ جیسی حرام چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں، ان کے بیوی بچے اگرچہ ان کے اس کاروبار کو ناپسند کرتے ہیں، لیکن ان کی پرورش بھی اسی آمدنی سے ہورہی ہے۔ کیا اس صورت میں ان کے بیوی بچے گناہ گار ہوں گے؟

جواب:

بیوی بچے جو حلال کمائی پر قادر نہ ہوں، وہ بقدرِ ضرورت شوہر کی شرعاً حرام آمدنی مثلاً شراب، خنزیر اور دیگر حرام کاروبار سے ہونے والی آمدنی سے کھا سکتے ہیں، بشرطیکہ اس کو حرام کاروبار چھوڑنے اور حلال اور جائز کام تلاش کرنے پر آمادہ کرنے کی پوری کوشش کر چکے ہوں۔

سوال ۲۸:

مکان، گھر کے سامان اور کار کو بینکوں اور مالیاتی اداروں کے توسط سے خریدنے کا کیا حکم ہے، جبکہ یہ بینک اور مالیاتی ادارے ان چیزوں کو رہن رکھ کر قرض دیتے ہیں، اور اس قرض پر معین شرح سے منافع وصول کرتے ہیں؟ واضح رہے کہ مذکورہ معاملے کے بدل کے طور پر یہ صورت ممکن ہے کہ ماہانہ کرایہ پر ان چیزوں کو حاصل کرلیا جائے، لیکن یہ ماہانہ کرایہ عموماً بیع کی ان قسطوں سے زیادہ ہوتا ہے جو بینک وصول کرتے ہیں۔

جواب:

یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں۔ **واللہ اعلم**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۲۴(۳/۱۲)

اکیڈمی کے علمی منصوبے

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳؍صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے شعبۂ منصوبہ بندی کی میٹنگ منعقدہ ۸ تا ۹؍صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۲؍اکتوبر ۱۹۸۶ء، جس میں ایجنڈے کے بہت سے امور سے بحث کی گئی تھی، کی رپورٹ کے جائزے کے بعد یہ قرارداد منظور کیں:

قرارداد

اول: بعض ترمیمات کے بعد مندرجہ ذیل منصوبوں کو منظور کیا جاتا ہے:

۱۔ فقہی انسائیکلوپیڈیا۔
۲۔ فقہی اصطلاحات کی ڈکشنری۔
۳۔ فقہی قواعد کا جامع مجموعہ۔
۴۔ فقہی احکام کے دلائل کا مجموعہ۔
۵۔ قدیم فقہی کتب کی نشر واشاعت۔
۶۔ فقہی انسائیکلوپیڈیا کے سلسلے میں مالیاتی ضوابط۔
۷۔ فقہی اصطلاحات کی ڈکشنری کے سلسلے میں مالیاتی ضوابط۔
۸۔ قدیم فقہی کتب کی نشر واشاعت کے سلسلے میں مالیاتی ضوابط۔
۹۔ کونسل کے اجلاسوں کے طریقِ کار، مباحثات اور کارکردگی کا منہج طے کرنے کے لیے قواعد وضوابط۔

دوم: ایک چار رکنی ذیلی کمیٹی بنائی جائے، جو کونسل کے صدر اور جنرل سکریٹری کے مشورے سے 'قواعد فقہیہ کے مجموعہ' اور 'احکام فقہیہ کے دلائل کے مجموعہ' کی تدوین کے بارے میں طریقِ کار تیار کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۲۵ (۳/۱۳)

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس کی سفارشات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا تیسرا اجلاس اردن کے دارالحکومت عمان میں مؤرخہ ۸تا۱۳ھ رصفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱تا۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء منعقد ہوا۔

اس میں اردن کی ہاشمی مملکت کے ولی عہد شہزادہ حسن بن طلال نے ایک تقریر فرمائی، جس میں انھوں نے مسلمانوں کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی راہ میں درپیش مشکلات کا ذکر کیا اور غربت، مرض اور جہالت کے اثرات کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کی شدید ضروریات کی تکمیل پر فوری توجہ دینے اور انسانوں کو ایک خوش گوار زندگی مہیا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

اردن کی ہاشمی سلطنت کے ولی عہد نے عالم عرب اور عالم اسلام سے سوڈان کی امداد کرنے کی بھی اپیل کی۔

یہ اجلاس مسجد اقصیٰ کے قریب منعقد ہوا جو قبلۂ اول اور تیسری مسجدِ حرام ہے، اس لیے اکیڈمی کی کونسل کا احساس ہے کہ اسے آزاد کرانے کے لیے بھرپور جدو جہد کی ضرورت ہے۔

کونسل کا پختہ یقین ہے کہ مسلمانوں کی معاشرتی، اقتصادی اور متحدہ زندگی سے تعلق رکھنے والے مسائل پر پوری توجہ دینے اور ان کے بارے میں گہرائی سے مطالعہ و تحقیق اور غور و خوض کرنے کے لیے علمی اجتماعات اور ورک شاپ منعقد کرنے کی ضرورت ہے۔

ان وجوہ سے کونسل نے مندرجہ ذیل سفارشات منظور کیں:

سفارشات

اول: مسلمانوں کی امداد کے لیے ایک وسیع اسلامی پروگرام تشکیل دیا جائے، جس کے لیے ایک مستقل فنڈ کا قیام عمل میں لایا جائے اور اس میں زکوٰۃ، اعانتوں اور رفاہی اوقاف کے ذریعے سرمایہ فراہم کیا جائے۔

دوم: پوری امتِ اسلامیہ اور اسلامی حکومتوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ بیت المقدس جو مسلمانوں کا قبلۂ اول اور تیسرا مقدس ترین مقام ہے اور مقبوضہ علاقوں کی آزادی کے لیے بھرپور جد و جہد کریں۔ اس کے لیے اپنی قوت کو مجتمع کریں، اپنے آپ کو تیار کریں، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور اپنے درمیان اختلاف کے تمام اسباب ختم کر کے اللہ کی شریعت کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں حکم تسلیم کرلیں۔

سوم: اکیڈمی کے پیش نظر جو کام ہیں، یعنی بحث و تحقیق، فتاویٰ اور علمی منصوبے، ان کے ذریعے ایسے مسائل پر خاص توجہ دی جائے جو عام مسلمانوں کے لیے اہمیت رکھتے ہیں اور جن کا تعلق ان کی معاشرتی اور معاشی زندگی، ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے، ان کا شیرازہ یکجا کرنے، ان میں باہمی تعاون اور اتحاد پیدا کرنے، تمام چیلنجوں کا مقابلہ کرنے پر انھیں قادر بنانے اور ان کی زندگی کو شریعت کی بنیادوں پر قائم کرنے سے ہے۔

چہارم: تحقیقی مباحث کے کام اور فتویٰ کے موضوعات میں امتیاز رکھا جائے، تحقیقی مباحث کے کام میں خصوصی طور پر علمی مذاکروں کا اہتمام کیا جائے اور اس سلسلے میں ''شعبۂ منصوبہ بندی'' ایک عملی منصوبہ تیار کر کے کونسل کو پیش کرے۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: جدہ (سعودی عرب)

مورخہ ۱۸ تا ۲۳ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۸ھ

مطابق ۶ تا ۱۱ر فروری ۱۹۸۸ء

قراردادیں ۲۶۔ ۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۲۶ (۴/۱)

انسانی اعضاء کی پیوندکاری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مؤرخہ ۱۸ تا ۲۳ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ر فروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ان فقہی اور طبی مقالوں سے آگاہی حاصل کی جو اکیڈمی میں زندہ یا مردہ انسان کے اعضائے جسم سے استفادہ کے موضوع پر آئے تھے۔

اجلاس میں ہونے والے مباحثوں نے لوگوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ یہ موضوع ایک ایسی حقیقت ہے جو سائنسی اور طبی ترقی کے نتیجے میں سامنے آئی ہے۔ اور اس کے کچھ مفید اور رغبت نتائج ظاہر ہوئے ہیں اور ایسے نتائج بھی سامنے آئے ہیں جو اکثر اوقات نفسیاتی اور اجتماعی نقصانات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ نقصانات ان شرعی ضوابط اور قیود کا لحاظ نہ رکھنے سے پیدا ہوئے ہیں جن کے ذریعے انسان کی عزت اور کرامت کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ان مقاصد شریعت کو بروئے کار لانا ہے جو فرد اور جماعت کے لیے فلاح و بہبود کے ضامن اور انسانوں کے درمیان تعاون، ایک دوسرے سے ہمدردی اور ایثار کی دعوت دینے والے ہیں۔ کونسل نے اس موضوع کو بنیادی نکات میں مرتب کیا جس سے بحث منقح ہو جائے اور اس کی مختلف قسمیں، صورتیں اور حالات جن سے حکم میں فرق واقع ہو جاتا ہے، الگ الگ متعین ہو جائیں۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد
تعریف اور اقسام کے پہلو سے

اول: یہاں عضو سے مراد انسان کا کوئی بھی جزو ہے، خواہ وہ نسیجیں ہوں یا خلیے یا خون یا کوئی چیز، مثلاً آنکھ کا قرنیہ، اور خواہ وہ جسم سے متصل ہو یا جدا۔

دوم: یہاں جو استفادہ زیر بحث ہے، اس سے مراد ایسا استفادہ ہے جس کی کسی شخص کو اپنی زندگی باقی رکھنے، یا جسم کے کسی بنیادی وظیفے، مثلاً بینائی وغیرہ کے تحفظ کے لیے سخت ضرورت ہو اور استفادہ کرنے والا ایسی زندگی سے متمتع ہو رہا ہو، جو شرعاً محترم ہے۔

سوم: استفادہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ کسی زندہ شخص کے عضو کو منتقل کرنا۔

۲۔ کسی مردہ شخص کے عضو کو منتقل کرنا۔

۳۔ شکم مادر کے بچوں کے کسی عضو کو منتقل کرنا۔

پہلی صورت: یعنی کسی زندہ انسان کے عضو کی منتقلی۔

اس کی مندرجہ ذیل حالتیں ہو سکتی ہیں:

(الف) ایک ہی جسم کے کسی حصے سے کوئی عضو منتقل کر کے اسی جسم کے دوسرے حصے میں لگا دینا، مثلاً کھال، ہڈیوں، نرم ہڈیوں، وریدوں اور خون وغیرہ کی منتقلی۔

(ب) ایک زندہ انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں کوئی عضو منتقل کرنا۔ اس صورت میں منتقل شدہ عضو یا تو ایسا ہوگا جس پر زندگی کا دارومدار ہے، یا ایسا ہوگا جس پر زندگی کا دارومدار نہیں ہوگا۔

جن اعضاء پر زندگی کا دارومدار ہے، وہ یا تو جسم میں ایک ہی ہوتے ہیں یا ایک سے زیادہ۔ پہلے کی مثال دل اور جگر ہیں اور دوسرے کی مثال گردہ اور پھیپھڑے ہیں۔

جن اعضاء پر زندگی کا دارومدار نہیں ہوتا، ان میں بعض ایسے ہیں جو جسم میں کوئی بنیادی کام انجام دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو کوئی بنیادی کام انجام نہیں دیتے۔

بعض ایسے ہیں جو خود بخود پیدا ہوتے رہتے ہیں، جیسے خون اور بعض ایسے ہیں جو دوبارہ پیدا نہیں ہوتے، بعض اعضاء ایسے ہیں کہ ان کا اثر نسب اور موروثی اشیاء پر اور انسان کی عمومی شخصیت پر پڑتا ہے، جیسے (مردوں میں) خصیہ اور (عورتوں میں) خصیۃ الرحم اور اعصابی نظام کے خلیے، بعض ایسے ہیں جن کا کوئی اثر مذکورہ اشیاء پر نہیں پڑتا۔

دوسری صورت: یعنی کسی مردہ شخص کے عضو کی منتقلی۔

یہاں اس بات کا لحاظ رہے کہ موت کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں:

پہلی حالت یہ کہ دماغ کو موت واقع ہو، بایں طور کہ دماغ کے تمام وظائف مکمل طور پر اس طرح معطل ہو گئے ہوں کہ طبی طور پر وہ دوبارہ عمل میں نہ آسکیں۔

دوسری حالت یہ کہ حرکتِ قلب اور تنفس مکمل طور پر اس طرح رک گئے ہوں کہ طبی طور پر دوبارہ جاری نہ ہو سکیں۔

دونوں صورتوں میں اکیڈمی کی اس قرارداد کی رعایت رکھی گئی ہے، جو اس کے تیسرے اجلاس میں منظور کی گئی تھی۔

تیسری صورت: یعنی شکم مادر کے بچوں سے اعضاء کی منتقلی۔

ان سے استفادہ کی تین حالتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ وہ جنین خود بہ خود گر گئے ہوں۔

۲۔ وہ جنین جن کو کسی طبی ضرورت کی وجہ سے یا کسی جرم کے ارتکاب کے نتیجے میں گرایا گیا ہو۔

۳۔ ایسے لقیحے (یعنی استقرار شدہ جنین) ہوں جن کی پرورش رحم سے باہر (ٹیسٹ ٹیوب) میں کی گئی ہو۔

شرعی احکام کے پہلو سے:

اول: انسان کے جسم کے ایک حصے سے کسی عضو کو اسی کے جسم میں دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس بات کا اطمینان کر لیا گیا ہو کہ اس آپریشن کا متوقع فائدہ اس کے نقصان سے زیادہ ہے، نیز یہ شرط بھی ملحوظ رہنی

ضروری ہے کہ یہ عمل کسی مفقود عضو کو وجود میں لانے، یا اس کی اصل صورت، یا اس کے مقصود وظیفے کو بحال کرنے، یا کسی عیب کی اصلاح یا ایسی بدصورتی کے ازالے کے لیے کیا گیا ہو جو متعلقہ شخص کے لیے نفسیاتی یا جسمانی اذیت کا موجب ہو۔

دوم: ایک انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں ایسے عضو کی منتقلی جائز ہے جو خود بخود دوبارہ وجود میں آتا رہتا ہو، مثلاً خون اور جلد۔ اس معاملہ میں ضروری ہے کہ عطیہ دینے والا کامل اہلیت رکھتا ہو (یعنی عاقل و بالغ ہو) اور معتبر شرعی شرائط پوری کر لی گئی ہوں۔

سوم: کسی شخص کے جسم سے اس کا کوئی عضو کسی بیماری کی وجہ سے نکالا گیا ہو، اس کے کسی حصہ سے دوسرے شخص کے لیے استفادہ جائز ہے، مثلاً اگر کسی شخص کی آنکھ کسی بیماری کی وجہ سے نکالی گئی ہو تو اس کا قرنیہ کسی دوسرے شخص کے لیے لیا جا سکتا ہے۔

چہارم: جس عضو پر زندگی کا دارومدار ہو مثلاً دل، اسے کسی زندہ انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں منتقل کرنا حرام ہے۔

پنجم: کسی زندہ انسان سے ایسے عضو کو منتقل کرنا جس کے الگ ہونے سے اس کی زندگی کا کوئی بنیادی کام معطل ہو جائے، خواہ زندگی کی سلامتی اس پر موقوف نہ ہو، حرام ہے۔ مثلاً دونوں آنکھوں کے قرنیے کی منتقلی۔ البتہ اگر اس عضو کی منتقلی سے کسی بنیادی کام کا صرف ایک حصہ معطل ہوتا ہو تو یہ صورت محلِ نظر ہے، اور اس کے بارے میں دفعہ نمبر ہشتم کا اطلاق ہوگا۔

ششم: کسی مردہ شخص کا ایسا عضو کسی زندہ انسان میں منتقل کرنا جائز ہے، جس پر اس (زندہ انسان) کی زندگی موقوف ہو، یا اس پر اس کی زندگی کے کسی بنیادی کام کی سلامتی کا دارومدار ہو، بشرطیکہ مرنے والے شخص نے موت سے پہلے یا اس کے ورثاء نے موت کے بعد منتقلی کی اجازت دے دی ہو،

اور اگر متوفی لاوارث ہو یا اس کی شناخت نہ ہو پا رہی ہو تو مسلمانوں کے ولی الامر نے اس کی اجازت دے دی ہو۔

ہفتم: یہ امر ہر حال میں ملحوظ رہنا چاہیے کہ مذکورہ حالات میں عضو کی منتقلی کے جواز پر اتفاق اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ منتقلی کا عمل عضو کی خرید و فروخت کے ذریعے انجام نہ پائے، کیونکہ انسانی اعضاء کی خرید وفروخت کسی حال میں جائز نہیں۔

البتہ عضو سے استفادہ کرنے والا مطلوبہ عضو کے حصول کی خواہش میں مکافات یا اکرام کے طور پر اگر عطیہ دینے والے کو کچھ مال دے تو یہ مسئلہ محل نظر ہے۔

ہشتم: منتقلیٔ اعضاء کی جن صورتوں کا اوپر ذکر آیا ہے، ان کے سوا اس عمل کی جتنی صورتیں ہیں، وہ سب محلِ نظر ہیں اور ان کی بحث و تحقیق طبی حقائق اور شرعی احکام کی روشنی میں آئندہ کسی اجلاس کا موضوع بننی چاہیے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۲۷ (۴/۲)

'صندوق التضامن الاسلامی' کے کاموں کے لیے زکوٰۃ کا استعمال

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ر فروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اس وضاحتی رپورٹ سے آگاہی حاصل کی جو 'صندوق التضامن الاسلامی' (اتحاد اسلامی فنڈ) کے بارے میں اکیڈمی کے تیسرے اجلاس میں پیش کی گئی تھی، نیز ان مقالات کو سنا جو 'صندوق التضامن الاسلامی' میں زکوٰۃ صرف کرنے سے متعلق حالیہ اجلاس میں پیش کیے گئے۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: 'صندوق التضامن الاسلامی' کے استحکام کے لیے اموال زکوٰۃ خرچ نہیں کیے جاسکتے، کیوں کہ اس سے زکوٰۃ کو ان شرعی مصارف سے روکنا لازم آئے گا جو قرآن کریم میں متعین کیے گئے ہیں۔

دوم: 'صندوق التضامن الاسلامی' مختلف اشخاص اور اداروں کی طرف سے ان کے اموال کو شرعی مصارف میں صرف کرنے کے لیے وکیل بن سکتا ہے۔

اس کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کالحاظ ضروری ہے:

(الف) مؤکل اور وکیل کے لیے شریعت میں وکالت شرعی کی جو شرائط بیان کی گئی ہیں، وہ مکمل طور پر پائی جائیں۔

(ب) فنڈ اپنے دستور اساسی اور اغراض و مقاصد میں ایسی مناسب ترمیمات کرے جن کے ذریعے اس کے لیے اس قسم کے کاموں کی انجام دہی ممکن ہو۔

(ج) 'صندوق التضامن الاسلامی' اموال زکوۃ کا مخصوص اکاؤنٹ رکھے اور انھیں دوسری ایسی آمدنیوں کے ساتھ مخلوط نہ ہونے دے جو زکوۃ کے شرعی مصارف کے علاوہ دوسری مدات مثلاً رفاہی کاموں وغیرہ میں خرچ ہوتی ہوں۔

(د) فنڈ کو یہ حق نہیں ہوگا کہ زکوۃ کے ان اموال کو دفتری اخراجات، ملازمین کی تنخواہوں اور دوسرے ایسے مصارف میں خرچ کرے جو زکوۃ کے شرعی مصارف نہیں ہیں۔

(ہ) زکوۃ دینے والے کو یہ حق ہوگا کہ وہ فنڈ پر یہ پابندی لگادے کہ اس کا مال زکوۃ کے آٹھ مصارف میں سے صرف اس کے معین کردہ کسی مصرف پر خرچ کرے۔ اس صورت میں فنڈ پر لازم ہوگا کہ وہ اس شرط کی پابندی کرے۔

(و) فنڈ پر لازم ہوگا کہ زکوۃ کے یہ اموال قریب ترین ممکنہ وقت میں اس کے مستحقین تک پہنچائے، تاکہ وہ اس سے بآسانی فائدہ اٹھاسکیں۔ یہ مدت زیادہ سے زیادہ ایک سال کی ہوسکتی ہے، اس سے متجاوز نہ ہو۔

ساتھ ہی کونسل نے درج ذیل سفارش منظور کی:

سفارش

'صندوق التضامن الاسلامی' جن اعلیٰ مقاصد کے لیے قائم کیا گیا ہے، وہ اس کے دستور اساسی میں مذکور ہیں، دوسری اسلامی چوٹی کانفرنس نے اپنی ایک قرارداد میں طے کیا تھا کہ یہ فنڈ قائم کیا جائے اور اس کی مالیات ممبر ملکوں کے تعاون سے فراہم کی جائیں۔ لیکن بعض ممالک اس فنڈ کو پابندی سے اپنا رضاکارانہ تعاون دینے میں کوتاہی کررہے ہیں۔ اس فنڈ کو استحکام بخشنے کے لیے اسلامی چوٹی کانفرنس کی قرارداد پر عمل کرتے ہوئے اور بعض ممالک کی کوتاہیوں کے مدنظر اکیڈمی تمام ملکوں، حکومتوں، انجمنوں اور اہل ثروت مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس فنڈ کی مالی امداد کے سلسلے میں اپنے فرائض بجالائیں، تاکہ وہ امت مسلمہ کی خدمت میں اپنے اعلیٰ مقاصد کو بروئے کار لاسکے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۲۸ (۴/۳)

کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۸ تا ۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱/فروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ’کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ‘ کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: کمپنیوں کے شیرز کی زکوٰۃ شیرز ہولڈرز پر واجب ہے۔ اسے کمپنی کی مینیجنگ باڈی شیرز ہولڈرز کی طرف سے نیابتاً نکالے گی، اگر کمپنی کے قوانین میں اس کی صراحت موجود ہو، یا اس کی جنرل اسمبلی اس بارے میں قرارداد منظور کر چکی ہو، یا حکومت کا قانون کمپنی کو شیرز کی زکوٰۃ نکالنے کا پابند بناتا ہو، یا خود شیرز ہولڈر نے کمپنی کو اس کے شیرز کی زکوٰۃ نکالنے کا اختیار دے دیا ہو۔

دوم: کمپنی کی مینیجنگ باڈی شیرز کی زکوٰۃ اسی طرح نکالے گی جس طرح ایک شخص اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتا ہے، یعنی تمام شیرز ہولڈرز کے مجموعی مال کو ایک شخص کے مال کی طرح سمجھا جائے گا اور اس پر اسی اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی اور شخصی مال کے جملہ احکام اس پر جاری ہوں گے جن میں

قابل زکوٰۃ مال کی نوعیت، نصاب، شرح زکوٰۃ وغیرہ داخل ہیں یہ حکم 'خلطہ' کے اصول پر مبنی ہے اور اس میں ان فقہاء کا قول اختیار کیا گیا ہے جو 'خلطہ' کو تمام اموال میں عام قرار دیتے ہیں۔

البتہ (زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت) ان شیئرز کا حصہ منہا کیا جائے گا جن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، مثلاً سرکاری خزانے کے حصص، کسی خیراتی وقف یا ادارے کے حصص اور غیر مسلموں کے حصص وغیرہ۔

سوم: اگر کمپنی کسی وجہ سے اپنے اموال کی زکوٰۃ نہ نکالے تو حصہ داروں پر اپنے اپنے حصوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس صورت میں اگر حصہ دار کے لیے ممکن ہو کہ کمپنی کے حسابات سے اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کمپنی مذکورہ بالا طریقے پر اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتی تو اس کے اپنے حصص پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوتی تو اس صورت میں وہ اپنے حصص کی زکوٰۃ اسی اعتبار سے نکالے گا، کیوں کہ حصص کی زکوٰۃ کے تعین میں اصل طریقہ یہی ہے۔

لیکن اگر حصہ دار کے لیے حسابات کا علم ممکن نہ ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس نے کمپنی کے حصص صرف اس لیے حاصل کیے ہیں کہ وہ ان کے سالانہ نفع سے مستفید ہو اور اس کا مقصد ان شیئرز کی تجارت نہ ہو تو اس صورت میں وہ ان حصص کی زکوٰۃ نفع آور جائیداد کی زکوٰۃ کی طرح نکالے گا۔ 'اسلامی فقہ اکیڈمی' نے اپنے دوسرے اجلاس میں جائیدادوں اور کرایہ پر دی ہوئی غیر زرعی زمینوں کی زکوٰۃ کے بارے میں جو قرارداد منظور کی تھی اس کے مطابق اس حصہ دار کو اپنے اصل حصص پر زکوٰۃ نہیں دینی ہوگی، بلکہ ان کے منافع پر زکوٰۃ عائد ہوگی، یعنی منافع پر قبضہ کرنے کے دن سے ایک سال گزرنے پر چالیسواں حصہ واجب ہوگا، بشرطیکہ زکوٰۃ کی تمام شرائط موجود ہوں، اور کوئی امر مانع نہ ہو۔

اور اگر حصہ دار نے یہ حصص تجارت کی غرض سے حاصل کیے ہیں تو

ان کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی زکوٰۃ کے مثل ہوگی۔ چنانچہ ان حصص کے ملکیت میں رہنے پر جب ایک سال گزر جائے تو ان کی بازاری قیمت کی زکوٰۃ عائد ہوگی، اور اگر وہ حصص بازار میں قابل فروخت نہ ہوں تو ان کی قیمت تجربہ کار افراد کے اندازے سے مقرر کی جائے گی، اور اس قیمت کا اور اگر ان پر کوئی نفع حاصل ہو تو اس نفع کا بھی ڈھائی فیصد نکالا جائے گا۔

چہارم: اگر کوئی حصہ دار سال کے درمیان ہی میں اپنے حصص فروخت کردے تو ان سے حاصل ہونے والی قیمت کو اپنے دوسرے مال میں شامل کرے گا اور جب اس کی زکوٰۃ کا سال پورا ہوگا تو اس وقت دوسرے اموال کے ساتھ اس کی زکوٰۃ بھی اسے نکالنی ہوگی، رہا وہ شخص جس نے ان حصص کو خریدا ہے، وہ ان کی زکوٰۃ مذکورہ بالا طریقے پر نکالے گا۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۲۹ (۴/۴)

مصلحت عامہ کے لیے شخصی ملکیت کو سلب کرنا

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ، سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۸ تا ۲۳/جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱/فروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ''مصلحت عامہ کے لیے شخصی ملکیت کو سلب کرنے'' کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔

'انفرادی ملکیت کا احترام' شریعت کا مسلمہ اصول ہے، حتیٰ کہ یہ دین کے ضروری اور قطعی احکام کا ایک حصہ بن چکا ہے، مال کی حفاظت ان پانچ ضروریات میں سے ایک ہے جن کی رعایت شریعتِ اسلامیہ کے مقاصد میں داخل ہے اور جن کی حفاظت پر کتاب وسنت میں بے شمار نصوص وارد ہیں۔ سنت نبوی کی دلالت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے عمل سے ثابت ہے کہ مصلحتوں کی رعایت، عام حاجت کو ضرورت کا درجہ دینے اور ضرر عام کو دور کرنے کے لیے ضرر خاص کو برداشت کرنے وغیرہ جیسے شریعت کے عام قواعد اور اصول پر عمل کرتے ہوئے مصلحت عامہ کے لیے کسی غیر منقولہ جائیداد سے شخصی ملکیت ختم کی جاسکتی ہے۔ شریعت کے ان مسلمہ امور کی روشنی میں اور سنت اور عمل صحابہ کو سامنے رکھتے ہوئے کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: انفرادی ملکیت کا احترام کرنا اور اس کو ہر زیادتی سے بچانا واجب ہے، اس کے

دائرے کو تنگ کرنا یا اس پر کوئی تحدید عائد کرنا درست نہیں۔ جو شخص کسی چیز کا مالک ہے وہ اس پر پورا اختیار رکھتا ہے اور اسے حدود شریعت میں رہتے ہوئے اپنی ملکیت میں ہر طرح کے تصرف کا حق حاصل ہے اور وہ اس سے ہر طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

دوم: کسی غیر منقولہ جائیداد کو مصلحت عامہ کے تحت کسی مالک سے چھیننا جائز نہیں ہے، البتہ صرف مندرجہ ذیل شرعی شرائط اور ضوابط کی موجودگی میں اس کی گنجائش ہے:

۱۔ جائیداد کا فوری اور منصفانہ معاوضہ ادا کیا جائے، جس کا اندازہ تجربہ کار لوگوں سے لگوایا جائے اور وہ ثمن مثل (اس وقت کی بازاری قیمت) سے کم نہ ہو۔

۲۔ جائیداد لینے والا حکمران یا اس کی طرف سے اس کا بااختیار نائب ہو۔

۳۔ جائیداد کا یہ حصول ایسی مصلحت عامہ کے تحت ہو جو ضرورتِ عامہ یا اس کے قائم مقام حاجت عامہ سے پیدا ہوئی ہو، مثلاً مسجدوں، سڑکوں یا پلوں کی تعمیر۔

۴۔ جائیداد کو حاصل کرنے کے بعد اسے عام یا خاص سرمایہ کاری میں نہ لگایا جائے اور کوئی جائیداد وقت سے پہلے نہ لی جائے۔

اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو زمین کے مالک کو اس کی زمین سے بے دخل کرنا ظلم اور غصب ہوگا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ جس مقصد کے لیے وہ زمین حاصل کی گئی تھی، اگر کسی وجہ سے اس کی ضرورت نہ رہے، تو اس کا مالک یا اس کے ورثاء منصفانہ معاوضے پر اسے واپس لینے کے زیادہ حق دار ہوں گے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۰ (۵/۴)

مضاربہ سرٹیفکیٹس اور سرمایہ کاری سرٹیفکیٹس

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ، سعودی عرب میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ر فروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ان مقالات سے آگاہی حاصل کی جو 'مضاربہ سرٹیفکیٹس اور سرمایہ کاری سرٹیفکیٹس' کے موضوع پر پیش کیے گئے، اور جو اس مذاکرے کا ماحصل تھے جسے اکیڈمی نے 'اسلامی ترقیاتی بینک' کے ادارۂ اسلامی برائے ریسرچ و ٹریننگ کے تعاون سے مورخہ ۶ تا ۹ رمحرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۲ تا ۸ ر ستمبر ۱۹۸۷ء اپنے تیسرے اجلاس میں منظور کردہ قرارداد نمبر (۳/۱۰) کی تنفیذ کے لیے منعقد کیا تھا۔ اس اجلاس میں اکیڈمی کے متعدد ارکین اور ماہرین، نیز بینک کے تحقیقی ادارے اور دوسرے علمی اور اقتصادی مراکز کے اسکالرس نے شرکت کی تھی۔ اس لیے کہ یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل تھا، اس کے تمام پہلوؤں کے احاطے کی ضرورت تھی اور سرمایہ اور محنت کے اشتراک کے ذریعے محاصل عامہ میں اضافے کے لیے یہ سرٹیفکیٹس فعال کردار ادا کر سکتے ہیں۔ کونسل نے مذکورہ مذاکرے میں منظور شدہ دس سفارشات کا بھی جائزہ لیا اور مذاکرہ میں پیش کردہ مقالات کی روشنی میں ان پر بحث و مباحثہ کیا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: ''مضاربہ سرٹیفکیٹس'' کی، شرعی طور پر قابل قبول صورت

(۱) 'مضاربہ سرٹیفکیٹس' سے مراد ایک ایسی دستاویز سرمایہ کاری ہے جو مضاربت کے رأس المال کو بہت سے حصوں پر تقسیم کر کے مساوی قیمت کی اکائیوں کی بنیاد پر جاری کی جائیں اور مضاربت کے رأس المال میں ملکیت کی نمائندگی کریں یہ دستاویزیں اپنے حاملین کے نام رجسٹرڈ ہوں گی اور ان کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے حاملین مضاربت کے رأس المال میں، خواہ وہ کتنی شکلیں بدل چکا ہو، مشترک حصص کے مالک ہیں۔ اس دستاویز سرمایہ کاری کو مضاربت سرٹیفکیٹس کا نام دیا جائے۔

(۲) مضاربہ سرٹیفکیٹس کے شرعاً مقبول ہونے کے لیے مندرجہ ذیل عناصر کا پایا جانا ضروری ہے:

پہلا عنصر:

یہ دستاویز اس بات کی دلیل سمجھی جائے گی کہ صاحب دستاویز اس پروجیکٹ میں، جسے قائم کرنے یا جسے سرمایہ فراہم کرنے کے لیے یہ سرٹیفکیٹس جاری کیے گئے ہیں، ایک مشترک حصے کا مالک ہے اور یہ ملکیت پروجیکٹ کی پوری مدت میں از اول تا آخر باقی رہے گی اور اس پر وہ تمام حقوق و تصرفات مرتب ہوں گے جو شرعاً ایک مالک کو اپنی ملکیت میں حاصل ہوتے ہیں، مثلاً بیع، ہبہ، رہن اور میراث وغیرہ۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ دستاویز مضاربت کے رأس المال کی نمائندگی کریں گی۔

دوسرا عنصر:

مضاربہ سرٹیفکیٹس میں معاہدہ کی صورت یہ ہوگی کہ معاہدہ کی شرائط 'اجراء کے اعلامیہ' میں طے کر دی جائیں گی۔ جو شخص ان سرٹیفکیٹس کو حاصل کرنے کے لیے اپنا نام لکھوائے گا اس کا نام لکھوانا ایجاب قرار دیا جائے گا اور جاری کرنے

والے کی طرف سے اس کا نام منظور کرنا قبول کہلائے گا۔

'اجراء کے اعلامیہ' میں وہ تمام باتیں درج ہونا ضروری ہے جو شرعاً مضاربت کے معاہدہ میں معلوم ہونی چاہئیں، مثلاً رأس المال کی مقدار، نفع کی تقسیم کا تناسب اور دوسری شرائط جو خاص طور پر اس اجراء سرمایہ کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہیں، بشرطیکہ تمام شرطیں شرعی احکام کے مطابق ہوں۔

تیسرا عنصر:

سرٹیفکیٹس کے اجراء کے بعد جب نام لکھوانے کی معین مدت گزر جائے تو اس کے بعد یہ سرٹیفکیٹس قابل بیع وشراء ہوں گے، یعنی ان کا حامل انھیں کسی اور کو بیچ سکے گا، گویا ان سرٹیفکیٹس کے اجراء کے وقت مضارب کی طرف سے ان کی پیشگی اجازت متصور سمجھی جائے گی، البتہ اس میں مندرجہ ذیل ضوابط کی رعایت ضروری ہے:

(الف) مضاربت کا جو مال سرٹیفکیٹس کے لیے نام لکھوانے کے بعد جمع ہوا ہو اور ابھی اسے پروجیکٹ میں نہ لگایا گیا ہو، اگر وہ مکمل طور پر نقد کی شکل میں ہو تو سرٹیفکیٹس کی بیع وشراء نقد کا نقد سے تبادلہ قرار پائے گا اور اس پر بیع صرف کے احکام جاری ہوں گے۔

(ب) اگر مضاربت کا پورا مال دَین کی شکل میں ہو تو ان سرٹیفکیٹس کی بیع وشراء پر دَین کی بیع وشراء کے احکام جاری ہوں گے،

(ج) اگر مضاربت کا مال نقد' دین' سامان اور منافع کا مجموعہ ہو، لیکن سامان اور منافع کی مقدار غالب ہو تو ان سرٹیفکیٹس کی بیع ہر اس نرخ پر ہو سکے گی جس پر بائع اور مشتری کا اتفاق ہو جائے، لیکن اگر اس مال کا غالب حصہ نقد یا دین کی صورت میں ہو تو اس کی خرید وفروخت میں ان احکام شرعیہ کی رعایت رکھی جائے گی جو اس قرارداد کے تشریحی نوٹ میں بیان کیے جائیں گے، یہ تشریحی نوٹ انشاء اللہ مجلس کے آئندہ اجلاس میں مدون کر کے پیش کیا جائے گا۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں بیع وشراء کا رجسٹریشن ضروری ہوگا۔

چوتھا عنصر:

جو شخص یا ادارہ ان سرٹیفکیٹس کے اجراء اور ان کے ذریعے رقوم کے حصول کے بعد پروجیکٹ پر عملاً کام کرے گا اسے مضارب سمجھا جائے گا اور پروجیکٹ کی ملکیت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، البتہ اگر وہ خود کچھ سرٹیفکیٹس خرید لیتا ہے تو ان سرٹیفکیٹس کے حصے کی حد تک پروجیکٹ کی ملکیت میں وہ بھی شریک ہو جائے گا۔ اس صورت میں بحیثیت مضارب وہ نفع کے طے شدہ حصے کا حق دار ہوگا اور اپنے خریدے ہوئے سرٹیفکیٹس کی حد تک بحیثیت رب المال اپنے حصے کے بقدر نفع کا بھی حق دار ہوگا۔

مالِ مضاربت پر مضارب کا قبضہ بطور امانت ہوگا اور جب تک ضمان کے شرعی اسباب میں سے کوئی سبب نہ پایا جائے وہ اس مال کا ضامن نہیں ہوگا۔

(۳) بیع وشراء کے مذکورہ بالا ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سرٹیفکیٹس کو اوراقِ مالیہ کے بازاروں (اسٹاک ایکسچینج) میں بھی شرعی ضوابط کے مطابق، قوانین رسد وطلب کے تحت اور فریقین کی باہمی رضامندی سے فروخت کیا جا سکے گا۔ اور یہ بھی جائز ہوگا کہ جس ادارے نے یہ سرٹیفکیٹس جاری کیے تھے، وہی متعین وقفوں میں اعلانِ عام یا ایجابِ عام کرے اور اس کے مطابق متعین مدت میں خود خریدنے کا التزام کرے اور ان سرٹیفکیٹس کو طے شدہ نرخ پر واپس خرید لے، لیکن بہتر ہوگا کہ قیمت کی تعیین میں بازار اور پروجیکٹ کے مالی مرکز کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہرین سے مدد لے۔ اس قسم کی خریداری کا التزام کوئی اور ادارہ بھی اعلانِ عام کے ذریعے کر سکتا ہے۔

(۴) سرٹیفکیٹس یا ان کے اعلامیہ میں کوئی بھی ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے جس کی رو سے مضارب سرمائے یا کسی معین نفع یا سرمایہ کے تناسب سے کسی خاص فی صد کی ضمانت دے، اور یہ شرط صراحتاً بیان کی گئی ہو یا ضمناً، دونوں صورتوں میں ضمانت

کی شرط باطل ہوگی، اور مضارب اس مضاربت کے مثلی نفع کا حقدار ہوگا۔

(۵) سرٹیفکیٹس یا ان کے اعلامیہ میں یہ شرط لگانا جائز نہیں ہے کہ ان کے حامل کو آئندہ کسی معین وقت میں یا کسی بھی وقت سرٹیفکیٹس لازماً فروخت کرنے ہوں گے، البتہ ان سرٹیفکیٹس کی بیع کا وعدہ کرنا جائز ہے، اس صورت میں یہ بیع مستقل عقد کے ذریعے دونوں کی باہمی رضامندی سے اس قیمت پر ہوگی جس کی تعیین ماہرین کریں گے۔

(۶) سرٹیفکیٹس یا ان کے اعلامیہ میں ایسی عبارت ہونا درست نہیں جس سے منافع میں حصہ داری کا اصول ختم ہوجاتا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو عقد باطل ہوجائے گا۔ اس اصول سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:

(الف) اعلامیہ یا اس کی بنیاد پر جاری ہونے والے مضاربہ سرٹیفکیٹس میں کمپنی یا شیرز ہولڈر کے لیے کوئی معین رقم طے کرلینا جائز نہیں۔

(ب) محل تقسیم صرف منافع ہے، اور شرعاً منافع وہ حقیقی آمدنی ہے جو ابتداءً لگائے ہوئے اصل سرمایہ سے زائد حاصل ہوئی ہو۔ ہر پیداوار اور آمدنی کو منافع نہیں کہا جائے گا۔ حقیقی منافع معلوم کرنے کے دو طریقے ہیں: ایک یہ کہ کاروبار کے تمام اثاثوں کو فروخت کرکے نقد کی شکل میں لے آیا جائے، (جسے اصطلاح میں 'تنضیض' کہتے ہیں) اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تمام اثاثوں کی بازاری قیمت لگا کر حساب کرلیا جائے، (جسے 'تقویم' کہتے ہیں) دونوں صورتوں میں اصل سرمایہ پر جتنا اضافہ ہوا ہو وہ منافع ہے، جو سرٹیفکیٹس ہولڈرز اور کمپنی کے درمیان طے شدہ معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

(ج) ضروری ہے کہ پروجیکٹ کے نفع اور نقصان کا پورا حساب تیار کیا جائے، اور اس کا عام اعلان ہو، اور وہ تمام سرٹیفکیٹس ہولڈرز کے تصرف میں ہو۔

(۷) نفع کا استحقاق ظہورِ نفع کے بعد ہوجاتا ہے اور اس پر مستحقین کی ملکیت تنضیض

(نقد کر لینے) یا تقویم (قیمت لگانے) سے آتی ہے، اور اس کی ادائیگی کا وجوب تقسیم سے ہوتا ہے، اور جس پروجیکٹ کی کچھ آمدنی ہو، اس کی آمدنی کو تقسیم کرنا جائز ہے، البتہ تنضیض (تصفیہ) سے پہلے عاقدین کو منافع کی جو رقم دی جائے گی وہ علی الحساب سمجھی جائے گی۔

(۸) اعلامیہ میں یہ صراحت کرنے میں شرعاً کوئی مانع نہیں کہ ہر دورانیہ کے اختتام پر، اگر اس دورانیہ کی 'تنضیض' ہو چکی ہو تو سرٹیفکیٹس ہولڈرز کے منافع کا ایک معین حصہ، ورنہ علی الحساب تقسیم شدہ آمدنی کا معین حصہ اصل سرمایہ میں پیش آنے والے ممکنہ خسارے کو پورا کرنے کے لیے احتیاطاً علیحدہ کر دیا جائے۔

(۹) 'اعلامیہ' یا 'مضاربہ سرٹیفکیٹس' میں یہ صراحت کہ کوئی تیسرا شخص یا ادارہ جو عقدِ مضاربت کے دونوں فریقوں سے شخصی اور مالی ذمہ داری کے اعتبار سے بالکل الگ ہو، یہ وعدہ کر سکتا ہے کہ وہ تبرّعاً کسی معاوضے کے بغیر کسی معین پروجیکٹ میں نقصان کی صورت میں مخصوص رقم کے ذریعے اس نقصان کی تلافی کرے گا، یہ صراحت کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ یہ وعدہ عقدِ مضاربت سے الگ بالکل مستقل عقد کے ذریعے ہو، اس طور پر کہ اس وعدہ کا ایفاء عقد مضاربت کے نفاذ اور اس عقد کے ذریعے فریقین پر مرتب ہونے والے احکام کے لیے شرط کی حیثیت نہ رکھتا ہو، لہٰذا اگر متبرع اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو سرٹیفکیٹس ہولڈرز اور کمپنی میں سے کسی کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ عقد مضاربت کو باطل قرار دیں، یا اس عقد کے ذریعے ان پر عائد ہونے والے التزامات کی ادائیگی سے اس بنیاد پر انکار کر دیں کہ متبرع کا یہ وعدہ مضاربت کے اندر شامل تھا۔

دوم: اکیڈمی کی کونسل نے ان کے علاوہ مزید ان چار صورتوں کا بھی جائزہ لیا جو اکیڈمی کی قائم کردہ ذیلی کمیٹی نے اپنی سفارشات میں بیان کی تھیں۔ ان میں وقف کی آبادکاری اور اس کی املاک کو نفع بخش کاموں میں لگا کر

ان سے فائدہ اٹھانے کی تجویز پیش کی گئی تھی، بشرطیکہ اس عمل سے ان شرائط میں کوئی خلل واقع نہ ہو جو وقف کی ابدیت کی حفاظت کے لیے لگائی گئی ہیں۔ وہ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) وقف اور سرمایہ کاروں کے درمیان ایک شرکت عمل میں لائی جائے اس میں وقف کا سرمایہ اس کے تمام اثاثوں کی قیمت کے حساب سے متعین ہوگا اور سرمایہ کاروں کا حصہ وہ رقم ہوگی جو وہ اس وقت وقف کی تعمیر کے لیے دینا چاہتے ہیں۔

(ب) وقف کے موجود اثاثے (جامد اثاثے) ایسے شخص کے سپرد کیے جائیں جو اپنے مال سے وقف کی تعمیر کسی متناسب نفع کی بنیاد پر کرے۔

(ج) وقف کی تعمیر کا کام اسلامی بینکوں کے ساتھ عقد استصناع کے ذریعے آئندہ حاصل ہونے والی آمدنی کے عوض کرایا جائے۔

(د) وقف کو عینی اجرت پر کرائے پر دیا جائے اور ہونے والی تعمیر کو کرایہ شمار کیا جائے، یا اس کے ساتھ معمولی نقد اجرت ملالی جائے۔

اکیڈمی کی کونسل نے اس موضوع پر ذیلی کمیٹی کی سفارشات سے اتفاق کرتے ہوئے اور مزید تحقیق اور غور وفکر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اس مسئلے پر مقالے تحریر کرائے، سرمایہ کاری کی مزید شرعی صورتوں پر غور کرے اور اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی قائم کرے اور اس کے نتائج اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں پیش کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید نا
محمد خاتم النبیین وعلی آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۱ (۴/۶)

بدل الخلو یعنی حق کرایہ داری (پگڑی) کی بیع

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ، سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۸ تا ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'حق کرایہ داری (پگڑی) کی بیع' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والی فقہی تحقیقات سے آگاہی کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: 'بدل الخلو' کے معاہدے کی چار صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱۔ یہ معاہدہ عقدِ اجارہ کے شروع ہی میں مالک جائیداد اور کرایہ دار کے درمیان ہو جائے۔

۲۔ یہ معاہدہ عقد اجارہ کی مدت کے دوران یا اس کے اختتام پر مالک جائیداد اور کرایہ دار کے درمیان طے پائے۔

۳۔ یہ معاہدہ پرانے کرایہ دار اور کسی نئے کرایہ دار کے درمیان عقد اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے یا اس کے بعد طے پائے۔

۴۔ یہ معاہدہ نئے کرایہ دار اور مالک جائیداد اور پرانے کرایہ دار دونوں سے مدتِ اجارہ ختم ہونے سے پہلے یا اس کے بعد طے پائے۔

دوم: اگر مالکِ جائیداد اور کرایہ دار دونوں کا اس بات پر اتفاق ہو جائے کہ

کرایہ دار ایک معین رقم مالک کو ادا کرے گا جو (ماہانہ یا سالانہ) معین کردہ کرایہ کی رقم کے علاوہ ہوگی (جسے بعض ممالک میں 'خلو' کہا جاتا ہے) تو شرعاً اس معین رقم کے لین دین میں کوئی قباحت نہیں۔ اس رقم کو کل مدت کرایہ داری کی مجموعی اجرت کا ایک حصہ سمجھا جائے گا اور کرایہ داری کا معاملہ فسخ کرنے کی صورت میں اس رقم پر اجرت ہی کے احکام جاری کیے جائیں گے۔

سوم: اگر مالک اور کرایہ دار کرایہ داری کی مدت پوری ہونے سے پہلے اس بات پر اتفاق کرلیں کہ کرایہ دار اس جگہ کو خالی کردے اور مدتِ اجارہ کے اختتام تک کرایہ دار کو اس جائیداد سے نفع اٹھانے کا جو حق حاصل ہے اس کے عوض میں مالک کرایہ دار کو ایک معین رقم ادا کرے گا، تو یہ 'بدل الخلو' شرعاً جائز ہے، اس لیے کہ (بدل الخلو کی) یہ رقم کرایہ دار کے مالک کے لیے اپنے حق منفعت سے رضا کارانہ دست برداری کا معاوضہ ہے۔

لیکن اگر کرایہ داری کی مدت ختم ہوگئی تھی اور عقدِ اجارہ کی تجدید صراحتاً یا عقد اجارہ کی شرائط کے تحت خودکار طریقے سے ضمناً نہیں ہوئی تھی تو اس صورت میں 'بدل الخلو' (پگڑی) کے طور پر کوئی رقم لینا جائز نہیں۔ اس لیے کہ مدتِ اجارہ ختم ہونے پر کرایہ دار کا حق ختم ہوگیا، اب مالک اس جائیداد کا زیادہ حق دار ہے۔

چہارم: اگر مدتِ اجارہ کے دوران پرانے کرایہ دار اور نئے کرایہ دار کے درمیان یہ معاہدہ ہو جائے کہ پرانا کرایہ دار اپنے بقیہ حقِ کرایہ داری سے اس نئے کرایہ دار کے حق میں دست بردار ہو جائے گا اور اس کے عوض وہ 'بدل الخلو' کے طور پر کوئی معین رقم نئے کرایہ دار سے وصول کرے گا، جو اصل (ماہانہ یا سالانہ) کرایہ کے علاوہ ہوگی، تو یہ معاہدہ شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ ان شرائط کی رعایت رکھی گئی ہو جو اول کرایہ دار اور مالک مکان کے درمیان طے ہوئی تھیں

اوران رائج الوقت قوانین کی بھی رعایت رکھی گئی ہو جو احکام شرعیہ کے موافق ہوں۔

البتہ کرایہ داری کے طویل مدتی معاملات میں پرانے کرایہ دار کے لیے مالک کی اجازت کے بغیر وہ جائیداد دوسرے کرایہ دار کو دینا اور اس پر بدل الخلو وصول کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ یہ معاہدۂ اجارہ کی اس نص کے خلاف ہے جس کی بعض قوانین میں اجازت دی گئی ہے۔

اگر مدتِ اجارہ ختم ہو جانے کے بعد پہلا کرایہ دار کسی نئے کرایہ دار سے کرائے کا معاملہ کرے تو اس سے بدل الخلو (پگڑی) وصول کرنا شرعاً اس کے لیے جائز نہیں، اس لیے کہ مدتِ اجارہ کے اختتام پر پہلے کرایہ دار کا حقِ منفعت ختم ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۲ (۴/۷)

تجارتی نام اور لائسنس کی خرید وفروخت

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ رفروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'تجارتی نام اور لائسنس کی خرید وفروخت' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ موضوع کے احاطہ کے سلسلے میں ان مقالات میں تفاوت پایا جاتا تھا اور اس میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کے سلسلے میں بھی اختلاف تھا۔ اس لیے کہ یہ اصطلاحات ان لغوی اصولوں کے تابع ہیں جن سے ان جدید مضامین کا ترجمہ کیا گیا ہے، لہٰذا یہ مقالات ایک موضوع پر موصول نہیں ہوئے، اور ان کے نقطہ ہائے نظر میں بھی اختلاف تھا۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اس موضوع پر مزید غور وفکر کونسل کے پانچویں اجلاس تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس وقت تک اس موضوع کے تمام پہلو منقح ہو کر سامنے آجائیں اور ان میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت بھی ہو:

(الف) بحث میں طریقِ کار ایک جیسا اختیار کیا جائے اور اس کی بنیاد ایسے مقدمات پر ہو جن سے صورتِ مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے، بحث کا دائرہ محدود ہو اور حقوق کی بحثوں میں تمام مروجہ اصطلاحات اور ان کے مترادفات کا احاطہ کیے ہوئے ہو۔

(ب) اگراس موضوع سے متعلق گزشتہ تاریخوں میں شرعی اور قانونی نظیریں ملتی ہوں جن کا اثر مسئلے کی وضاحت اور تقسیم احکام پر پڑتا ہوتو ان کی طرف بھی اشارہ کیا جائے۔

دوم: 'تجارتی نام اور لائسنس کی خرید وفروخت' کے موضوع کو عام موضوع یعنی 'حقوق مجردہ' کے تحت لانے کی کوشش کی جائے، تا کہ مسئلے کی تحقیق زیادہ مستحکم اور اس کا فائدہ زیادہ عام اور وسیع ہو، اور دوسرے حقوق مجردہ مثلاً حقِ تصنیف، حقِ ایجاد، حقِ رسالہ، ٹریڈ مارک، صنعتی وتجارتی فارمولے اور ڈیزائین اور مخصوص مارک کا حق وغیرہ بھی اس موضوع کے تحت شامل ہو جائیں۔

سوم: مقالہ نگار مندرجہ بالا حقوق میں سے کسی ایک حق پر بحث کر سکتے ہیں اور ان کیلئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے مقالوں کے دائرے کو وسیع کر دیں، تا کہ عام موضوع کے تحت وہ سب حقوق آجائیں جو آپس میں متقارب ہیں۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۳ (۴/۸)

تملیکی اجارہ، مرابحہ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۸ تا ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ رفروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس میں کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: تملیکی اجارہ اور مرابحہ کے موضوعات پر مزید غور وخوض اور 'کرنسی کی قیمت میں تبدیلی' کے موضوع پر حتمی فیصلہ، تاکہ اس کے تمام پہلو سامنے آجائیں، اکیڈمی کے آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

دوم: اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے کہ وہ ان دونوں موضوعات پر مزید تحقیقات حاصل کرے اور 'تملیکی اجارہ' کے موضوع پر 'بیت التمویل الکویتی' کے زیر اہتمام پہلے فقہی سیمنار منعقدہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء میں پیش کیے گئے مقالات اور منظور کی جانے والی قراردادوں اور 'مرابحہ' کے موضوع پر اسلامی ترقیاتی بینک کے 'ادارۂ اسلامی برائے ریسرچ وٹریننگ' اور 'شاہی اکیڈمی برائے تہذیب اسلامی' کے تعاون سے عمان میں ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء میں منعقد ہونے والے سیمنار بعنوان 'اسلامی بینکوں میں سرمایہ کاری کی حکمت عملی' میں مرابحہ کے موضوع پر پیش کیے جانے والے کے مقالات حاصل کرے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۴ (۴/۹)

فرقۂ بہائیہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۸ تا ۲۳ ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ ر فروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں پانچویں اسلامی چوٹی کانفرنس منعقدہ کویت مؤرخہ ۲۶ تا ۲۹ ر جمادی الاولی ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۶ تا ۲۹ ر جنوری ۱۹۸۷ء کی اس قرارداد پر عمل کیا گیا جس میں کہا گیا تھا کہ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی ان تخریبی مذاہب ومسالک کے بارے میں اپنا فیصلہ سنائے جو کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ کی تعلیمات سے متصادم ہوں۔

کونسل کو احساس ہے کہ فرقہ بہائیہ کی طرف سے اسلام کو خطرات درپیش ہیں اور اسلام دشمن طاقتوں کی طرف سے اس کو سرپرستی اور امداد حاصل ہے۔

کونسل نے اس فرقے کے عقائد میں گہرائی سے غور وخوض کیا جس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس فرقے کا بانی 'بہاء' نبوت کا مدعی ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ اس کی تالیفات وحی منزل ہیں، وہ تمام لوگوں کو اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ اس پر نازل ہونے والی کتابیں قرآن کریم کو منسوخ کرنے والی ہیں، اسی طرح وہ 'تناسخ ارواح' کا بھی قائل ہے۔

کونسل کو یہ بھی معلوم ہوا کہ 'بہاء' نے فقہ کے بہت سے فروعی مسائل میں تبدیلی کردی ہے یا انھیں ساقط کردیا ہے۔ مثلاً اس نے فرض نمازوں کی تعداد اور ان کے

اوقات میں یہ تبدیلی کی کہ ان کے تعداد نو کردی جو تین تین اوقات میں ادا کی جا سکتی ہیں۔ ایک مرتبہ صبح سویرے، دوسرے شام کے وقت، تیسرے زوال کے وقت۔ تیمّم میں یہ تبدیلی کی کہ تیمّم کرنے والا شخص صرف تیمّم کا تصور کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے: بسم اللہ الاطھر الاطھر (اس کا تیمّم ہو جائے گا)۔ روزے صرف انیس دن کے کر دیے، جو ہر سال ۲۱/مارچ کو نیروز کے دن اختتام پزیر ہوتے ہیں۔ 'قبلہ' کو تبدیل کر کے 'بیت البہاء' کی طرف کر دیا جو مقبوضہ فلسطین کے شہر عکا میں ہے۔ جہاد کو حرام اور حدود کو ساقط کر دیا۔ میراث میں مرد اور عورت کا حصہ برابر کر دیا، اور سود کو حلال قرار دیا۔

کونسل نے ان مقالات سے بھی آگاہی حاصل کی جو مجالات الوحدة الاسلامیة ' (وحدتِ اسلامی کے مختلف میدان) کے موضوع پر پیش کیے گئے، جن میں ایسی تخریب پسند تحریکوں سے ہوشیار کیا گیا تھا جو امت میں تفرقہ ڈالنے والی، اس کی وحدت کو متزلزل کرنے والی، اس کو مختلف گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم کرنے والی اور ارتداد اور اسلام سے دوری کا سبب بننے والی ہیں۔

ان امور کے پیش نظر کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

(فرقہ بہائیہ کے بانی) 'بہاء' نے رسالت اور اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا دعویٰ کیا، اپنے اوپر نازل ہونے والی کتابوں کے ذریعے قرآن کریم کو منسوخ قرار دیا اور شریعت کے بہت سے فروعی مسائل میں، جو تواتر سے ثابت ہیں، تبدیلی کی، یہ سب ضروریات دین کا انکار ہے اور ایسے منکر پر بالاتفاق کفار کے احکام جاری ہوں گے۔

ساتھ ہی کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

پوری دنیا کی اسلامی تنظیموں پر لازم ہے کہ وہ حتی المقدور اس الحادی رجحان کے خطرات کا مقابلہ کریں جو اسلام کے عقائد، احکام اور طریقہ زندگی کو اپنا ہدف بنائے ہوئے ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۵ (۴/۱۰)

تسہیل فقہ کا منصوبہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۸ تا ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ رفروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'تسہیل فقہ' کے منصوبہ کی نگراں کمیٹی کی تیار کردہ رپورٹ، جو منصوبے کے مجوزہ پروگرام پر مشتمل تھی، کا جائزہ لیا۔

ساتھ ہی کونسل نے اس ذیلی کمیٹی کی رپورٹ سے بھی آگاہی حاصل کی جو اس اجلاس کے دوران تسہیل فقہ کے منصوبے کا جائزہ لینے کے لیے تشکیل دی گئی تھی۔ اس رپورٹ میں کمیٹی نے مذکورہ پروگرام کی منظوری کی سفارش کی تھی اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو اس کے نفاذ کی ذمہ داری سونپی تھی۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

تسہیل فقہ کے سلسلے میں نگراں کمیٹی کی رپورٹ میں جو منصوبہ پیش کیا گیا ہے اس کو مجوزہ ترمیم کے مطابق منظور کیا جاتا ہے اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو اس کے نفاذ کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۶ (۴/۱۱)

اقتصادی فقہی انسائیکلو پیڈیا کا منصوبہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ ر فروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اقتصادی فقہی انسائیکلو پیڈیا کے منصوبے کا لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے ذمہ دار کمیٹی کی رپورٹ کا جائزہ لیا جو اس منصوبے کے نفاذ کے مجوزہ اقدامات اور اس اسکیم کو شروع کرنے کے لیے مجوزہ خاکے اور طریق کار پر مشتمل تھی۔

اسی طرح کونسل نے اس ذیلی کمیٹی کی رپورٹ سے بھی آگاہی حاصل کی جو اقتصادی فقہی انسائیکلو پیڈیا کے منصوبے کا جائزہ لینے کے لیے اجلاس کے دوران تشکیل دی گئی تھی۔ اس رپورٹ میں کمیٹی نے منصوبہ کے مجوزہ لائحہ عمل کو منظوری دی تھی اور بعض مجوزہ تبدیلیاں کرنے، موضوعات کے خاکے میں بعض پہلوؤں کو شامل کرنے اور مآخذ کی فہرست میں مزید مآخذ کا اضافہ کرنے کی سفارش کی تھی۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اس منصوبے کی تیاری کے لیے تشکیل شدہ کمیٹی کی رپورٹ کو ذیلی کمیٹی کی مجوزہ ترمیمات کے مطابق منظور کیا جاتا ہے اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو اس کے نفاذ کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۷ (۴/۱۲)

قواعد فقہیہ کی انسائیکلوپیڈیا کا منصوبہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ رفروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے قواعد فقہیہ کا جامع مجموعہ تیار کرنے کے منصوبے سے متعلق تیار کردہ رپورٹ کا جائزہ لیا اور اجلاس کے دوران قواعد فقہیہ کی انسائیکلوپیڈیا کے منصوبے اور اس کے تمام مراحل پر غور وخوض کے لیے تشکیل دی جانے والی ذیلی کمیٹی کی رپورٹ سے آگاہی حاصل کی۔ یہ رپورٹ منصوبے کی آخری ترتیب پر مشتمل تھی، اس میں انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کے لیے سات مراحل تجویز کیے گئے تھے، پہلے اور پانچویں مرحلے کے بارے میں کمیٹی کے ارکان میں اختلافِ رائے پایا جاتا تھا۔ بقیہ مراحل کے سلسلے میں ان کے درمیان اتفاق تھا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: قواعد فقہیہ کی انسائیکلوپیڈیا کے منصوبے کی آخری شکل کو اور منصوبے پر ذیلی کمیٹی کے متفقہ تجویز کردہ مراحل کو منظور کیا جاتا ہے۔

دوم: اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ کمیٹی کے تجویز کردہ مراحل میں سے جن مراحل پر اس کے ارکان میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے ان میں جس رائے کو مناسب سمجھے اختیار کر کے نافذ کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۸ (۴/۱۳)

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی سفارشات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ رفروری ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس میں مندرجہ ذیل سفارشات منظور کی گئیں:

سفارشات

اول: کونسل نے 'اخلاقی خرابیوں کے ازالے کا طریق کار' کے موضوع پر اکیڈمی کوموصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ ان مقالات میں ان اخلاقی مفاسد کو واضح کیا گیا تھا جن سے آج پوری دنیا دوچار ہے اور جو رفتہ رفتہ عالمِ اسلام میں بھی اس طرح پھیلنا شروع ہو گئے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غضب بھڑکے گا اور وہ انسانیت کو اعتقادی، اخلاقی اور عملی پاکیزگی کی طرف رہنمائی کرنے سے متعلق اس امت کے شاندار اور قائدانہ کردار سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔

اسلام کی کامل خصوصیات کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرتے ہوئے کونسل کا احساس ہے کہ اخلاقیات کا شمار دین کے اہم شعبوں میں ہوتا ہے، اور اسلام سے وابستگی کے مکمل ثمرات اور نتائج اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے جب تک شریعت اسلامی کے تمام بنیادی اصولوں اور احکام کو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں عملاً نافذ نہ کرلیا جائے۔

اس بنا پر کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

(الف) لوگوں کی مکمل ذہن سازی اوران میں صحیح عقیدے کے نقوش بیدار کرنے کے دوران عقائدی مانع کی تصحیح اور تقویت کی سعی کی جائے۔

(ب) عالم اسلام میں تحریری، بصری اور سمعی ذرائع ابلاغ اور تجارتی اشتہارات کو اللہ تعالیٰ کی معصیت کا سبب بننے والی ہر چیز سے پاک کرنے اور انھیں جذبات کو برانگیختہ کرنے، انحراف کا سبب بننے اور اخلاقی مفاسد میں مبتلا کرنے والی ہر چیز سے دور رکھنے کی کوشش کی جائے۔

(ج) اسلام کی عظمت اور اس کے ورثہ کی حفاظت کرنے، مغرب کی تقلید اور ثقافتی اور اسلامی تشخص کے خاتمہ کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے اور اسلامی اصول و اخلاق سے متعارض فکری اور ثقافتی یلغار کی تمام شکلوں کا مقابلہ کرنے کے لیے عملی منصوبے تیار کیے جائیں۔

نیز یہ کہ سیاحتی سرگرمیوں اور بیرون ملک وفود بھیجنے کے لیے ایک اسلامی سپروائزری بورڈ بنایا جائے تاکہ یہ چیزیں اسلامی تشخص اور اخلاق کی بنیادوں کے انہدام کا سبب نہ بن جائیں۔

(د) تعلیم کو اسلامی رخ پر ڈالا جائے، تمام علوم کی تدریس اسلامی نقطہ نظر سے ہو اور تمام تعلیمی مراحل اور تخصصات میں دینی مضامین کو لازمی اور بنیادی قرار دیا جائے، جس سے اسلامی عقیدہ مضبوط ہو اور دلوں میں اسلامی اخلاق راسخ ہوں، امت مسلمہ کو تیار کیا جائے کہ وہ علم کے مختلف میدانوں میں قائدانہ کردار انجام دے۔

(ہ) اسلامی خاندان کی صحیح بنیادوں پر تعمیر کی جائے، شادی کو آسان بنایا جائے اور اس پر ابھارا جائے اور ماں باپ کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح اسلامی اطوار سے پرورش کریں، تاکہ ایک ایسی طاقتور نسل تیار ہو جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والی اور اسلام کی اشاعت اور دعوت کو مستقل اپنا مشغلہ بنانے والی ہو۔ عورت کو تیار کیا جائے کہ وہ ماں اور گھر کی ملکہ کی حیثیت

سے اپنا کردار انجام دے، جیسا کہ شریعت اسلامی نے اس کا میدانِ کار طے کیا ہے۔ اور غیر ملکی، خصوصاً غیر مسلم خادماؤں اور مربیات سے کام لینے کی وبا کو مکمل طور پر ختم کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔

(و) ایسے تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں جن سے نئی نسل کی صحیح اسلامی تربیت ہو، وہ اسلام کے ارکان اور واجبات کی پابندی کرے، اپنے رب اور امت کے تعلق سے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے اور روحانی خلا سے نجات پائے جو نشہ آور چیزوں کے استعمال اور مختلف طرح کی اخلاقی آوارگی کا سبب بنتا ہے۔
نوجوانوں کو مختلف اہم کاموں پر لگایا جائے، ان کی طاقت اور قابلیت کے مطابق انھیں مختلف ذمہ داریاں سونپی جائیں، ان کے فارغ اوقات میں انھیں مختلف مفید کاموں میں مشغول رکھا جائے اور ان کے لیے ورزش، کھیلوں اور صاف ستھرے اور پاکیزہ مقابلوں کے لیے وسائل مہیا کیے جائیں۔ یہ سب کام مکمل اسلامی نقطۂ نظر سے انجام دیے جائیں۔

دوم: کونسل نے 'اتحاد اسلامی کے مواقع اور ان سے استفادہ کے طریقے' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔
کونسل کو احساس ہے کہ امت مسلمہ کی مختلف جماعتوں کے درمیان اسلامی تعلق اور رابطے کو اولیت حاصل ہے۔ یہ ایک ایسا رابطہ ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ یہ باہمی اتحاد پیدا کرنے کی ایک قوی بنیاد ہے۔ یہ ہر اس تہذیبی عمارت کی پختہ بنیاد ہے جس کے پیش نظر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا اور عصر حاضر کے چیلنجوں کے مقابلہ اور عزت اور ترقی کے حصول کے لیے کی جانے والی کوششوں کو یکجا کرنا ہو۔
کونسل کو اس کا بھی احساس ہے کہ اسلامی تعلق اور رابطے میں معاشی اور معاشرتی ترقی کے مختلف میدانوں میں اسلامی ممالک کی پالیسیوں میں یکسانیت پیدا کرنے اور امت کے مختلف گروہوں کے درمیان باہمی امداد، اعانت اور ہمدردی کے تعلقات

کو مضبوط کرنے کے لیے ایک قوی محرک اور داعی موجود ہے، لہٰذا اس کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے، عصر حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور اسے ترقی، استحکام اور عروج دلانے کے لیے آپس کے تعلقات میں مضبوطی اور اتحاد بہت ضروری ہے۔

چنانچہ کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

(الف) اسلامی عقیدے کا دفاع کیا جائے، اسے تمام شبہات سے پاک وصاف صورت میں پیش کیا جائے، اسے ان تمام چیزوں سے بچایا جائے جو اسے منہدم کرنے یا اس کی بنیادوں میں شک پیدا کرنے والی ہوں اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور انہیں مختلف ٹولیوں میں باہم تقسیم کر کے آپس میں دست و گریباں بنانے کا باعث ہوں۔

(ب) بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کو ان فقہی تحقیقات اور مطالعات پر بطور خاص توجہ دینی چاہیئے جن میں عصر حاضر کے تقاضوں سے پیدا شدہ فکری چیلنجوں کا جواب دیا گیا ہو، معاشرے کو درپیش مسائل حل کرنے کے سلسلے میں فقہ اسلامی کی اہمیت بیان کی گئی ہو، امت کے فکری ارتقاء کے لیے اسے بنیادی عنصر قرار دیا گیا ہو اور اس کا دائرہ معاشرے کے عام معاملات میں اسلامی ممالک میں وضع کیے جانے والے قوانین اور ضوابط تک وسیع کیا گیا ہو۔

(ج) ضروری ہے کہ تعلیم وتربیت کے میدان میں، مشتملات اور طریقۂ کار کے اعتبار سے، اسلام کی قائم کردہ فکری تہذیب کے پختہ وسائل و ذرائع پر گہری ہم آہنگی ہو اور اس کا مقصد یہ ہو کہ مسلمانوں کی ایسی نسلیں تیار ہوں جن کا تعبدی مرجع ایک ہو، فکری رخ قریب قریب ہو اور جو اپنے تہذیبی انتساب پر فخر کرتی ہوں۔

(د) علم وفکر کے مختلف میدانوں میں علمی تحقیقات کو انتہائی ترجیح دی جائے۔ اور کل آمدنی کا ایک فیصد حصہ اسلامی یونیورسٹیوں کے درمیان آپس میں بھرپور تعاون کی بنیاد پر تحقیقاتی پروگراموں کے مالی تعاون اور سائنسی لیبارٹریوں کے قیام پر صرف کرنے کے لیے مختص کیا جائے۔

(ہ) اسلامی یونیورسٹیوں کے ساتھ مل کر ایک ایسا نصابِ تعلیم مرتب کیا جائے جو ان چند بڑے مضامین پر مشتمل ہو جو فقہی تحقیقات کا مقصود ہیں۔ نیز ان تحقیقات کا جائزہ لینے اور انھیں منظور کرنے کے لیے مسلمان مفکرین پر مشتمل ایک اعلیٰ سطح کا بورڈ تشکیل دیا جائے اور ان میں سے بہترین تحقیق پر ایوارڈ دیا جائے۔

(و) اسلامی ممالک میں میڈیا کی تمام قسموں (تحریری، سمعی، بصری) کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کی بندگی قائم کی جائے، اور اچھے اخلاق اور اعمال کی اشاعت کی جائے، اور اخلاق و افکار کو تباہ کرنے والی اور اللہ کے دین میں الحاد اور صراط مستقیم سے انحراف پیدا کرنے والی چیزوں سے نجات حاصل کی جائے۔

(ز) اسلامی معاشی نظام قائم کیا جائے جو نہ مشرقی ہو نہ مغربی، بلکہ خالص اسلامی ہو اور مشترکہ اسلامی منڈی قائم کی جائے جس میں دوسروں کا محتاج ہوئے بغیر تمام مسلمان آپس میں پیداوار اور مارکیٹنگ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، اس لیے کہ معاشیات معاشروں کے قیام کا بنیادی رکن ہے اور معاشی تعاونِ باہمی امتِ مسلمہ کی جماعتوں میں اتحاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

سوم: کونسل کا احساس ہے کہ اسلامی ممالک میں تعلیم کی اسلامی تشکیل ایک ایسی ضرورت ہے جس سے بے اعتنائی برتنا ممکن نہیں۔ اس کا مقصد ایسی مسلمان نسلیں تیار کرنا ہے، جو فکر و خیال اور سلوک و عمل میں یکساں اور کامل ہوں۔

چنانچہ کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

تمام علوم کے حصول کی غرض دین اسلام کی پیروی کو بنایا جائے، اسلام کے قوانین اور ضوابط ان علوم کو محیط ہوں اور اسلامی عقیدے کو تعلیم و تربیت کے بنیادی ڈھانچے میں کلیدی حیثیت حاصل ہو۔ تعلیم کی اسلامی تشکیل سے متعلق مطلوبہ طریق کار کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(الف) اسلامی عقیدے کو اس عظیم اسلامی تصور کی بنیاد بنایا جائے جو کائنات، انسان

اور زندگی کا ایک کلّی اور ہمہ گیر نظریہ فراہم کرتا ہے۔ یہ نظریہ خالق کا ئنات کا تعلق کائنات سے اور انسان کا تعلق اس کے خالق اور معاشرے سے واضح کرتا ہے۔

(ب) اسلام کو اجتماعی ، انسانی ، معاشی اور سیاسی علوم کا محور بنایا جائے اور اس کے متعلق انسانی نظریات اور خالقِ کائنات ، انسان اور زندگی سے ان کا تعلق نمایاں کیا جائے۔ اس سلسلے میں اس میدان میں کام کرنے والی دوسری اسلامی تنظیموں مثلاً ،' اسلامی تنظیم برائے طبی علوم' اور' اسلامی تنظیم برائے تربیت وعلوم و ثقافت' کا تعاون حاصل کیا جائے۔

(ج) اسلامی عقیدے کے مخالف اور مادیت اور دہریت کی دعوت دینے والے علوم اور دوسرے گمراہ کن علوم مثلاً کہانت ، جادو، علم نجوم وغیرہ کی خرابیوں کو برملا ظاہر کیا جائے ، اور مسلمانوں کو ان علوم سے ہوشیار کیا جائے جن کی مذمت اور حرمت اسلام نے بیان کی ہے اور جو فسق وفجور کی دعوت دینے والے ہیں۔

(د) علوم وفنون کی تاریخ دوبارہ مرتب کی جائے ، ان کا ارتقاء بیان کرتے ہوئے ان میں سے ہر ایک میں مسلمانوں کے کارناموں کا تذکرہ کیا جائے اور انھیں ایسے تمام استشراقی اور مغربی نظریات سے پاک کیا جائے جو تاریخ کے صحیح حقائق کو مسخ کرنے کے لیے ان میں داخل کیے گئے ہیں اور مختلف اسلامی ممالک میں قائم علمی تحقیقات کے اداروں اور اسلامی معیشت کے مراکز کے ذریعے اسلامی نقطۂ نظر سے علوم اور مناہج تحقیق کی تقسیم پر نظر ثانی کی جائے۔

(ہ) جو علوم کائنات، انسان اور زندگی سے بحث کرتے ہیں، ان کے گہرے روابط ان کے خالق سے پیدا کیے جائیں، اس لیے کہ جو سائنس داں ان میدانوں میں بحث وتحقیق کرتا ہے اسے انھیں اس حیثیت سے دیکھنا چاہیئے کہ وہ علوم الٰہی اختراع اور محکم ربّانی صنعت کی ترجمانی کرتے ہیں۔

(و) دین اسلام سے مستنبط یا اس کے اغراض ومقاصد سے ہم آہنگ ایسے قوانین اور ضوابط وضع کیے جائیں جو تمام علوم یا ان میں سے کسی ایک علم کی بنیاد بن سکیں ، اور

مغربی مناہج کے عیوب ظاہر کیے جائیں جنھوں نے مذہب اور سائنس کے درمیان ایک خیالی دیوار قائم کردی ہے یا علوم کو غلط بنیادوں پر قائم کیا ہے، مثلاً تاریخ، معاشیات اور سماجی علوم۔

یہاں قابل ذکر ہے کہ ایک ایسے منصوبے پر کام ہورہا ہے جو تعلیم کی اسلامی تشکیل میں معاون ومددگار ہے، بلکہ اس کے لیے ضروری وسائل فراہم کررہا ہے۔ وہ منصوبہ ''اسلامیۃ المعرفۃ '' کے نام سے ہے۔ اس کی پلاننگ، تقاضوں کی تکمیل اور مقالات، تالیفات اور مذاکرات کے ذریعے تنفیذ کے ذرائع کی فراہمی ''عالمی ادارہ برائے فکر اسلامی'' کررہا ہے۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

پانچواں اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: کویت

مورخہ یکم تا ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

مطابق ۱۰ تا ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء

قراردادیں ۳۹ـ۴۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۳۹ (۵/۱)

خاندانی منصوبہ بندی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۱ تا ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ’خاندانی منصوبہ بندی‘ کے موضوع پر اکیڈمی کے اراکین اور ماہرین کی جانب سے پیش کردہ مقالات سے واقفیت حاصل کی اور موضوع پر ہونے والے مباحثوں اور مناقشوں کو سنا۔

کونسل کا یہ بھی احساس ہے کہ شریعت اسلامیہ میں نکاح کا اصل مقصد اولاد کا حصول اور نسل انسانی کی حفاظت ہے، اور اس مقصد کو پامال کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ اس مقصد کی پامالی شریعت کی ان نصوص اور ہدایات کے منافی ہے جو تکثیر نسل اور حفاظتِ نسل کی دعوت دیتی ہیں۔ حفاظت نسل ان پانچ بنیادی امور میں سے ہے جن کی رعایت اور حفاظت کا حکم تمام شریعتوں میں آیا ہے۔

اس بنا پر کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: ایسا عام قانون نافذ کرنا جائز نہیں ہے جو زوجین کی آزادیٔ تولید پر پابندی عائد کردے۔

دوم: مرد اور عورت کی تولیدی صلاحیت کو بالکلیہ ختم کردینا،، جس کو بانجھ کردینا یا نس بندی کرنا کہتے ہیں، حرام ہے، جب تک کہ شرعی معیارات کے مطابق ضرورت اس کی داعی نہ ہو۔

سوم: حمل کے وقفوں کے درمیان فاصلہ رکھنے یا اسے متعین مدت کے لیے روکنے کی غرض سے عارضی طور پر برتھ کنٹرول کا کوئی طریقہ اختیار کرنا جائز ہے، جبکہ کوئی معتبر شرعی ضرورت اس کی داعی ہو اور زوجین کے آپس میں مشورے اور رضامندی سے وقت کا تعین کیا گیا ہو، بشرطیکہ کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہو اور جو ذریعہ اختیار کیا گیا ہو وہ بھی جائز ہو اور ان کے اس عمل سے استقرار شدہ حمل پر کوئی زیادتی لازم نہ آئے۔ واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۰۔۴۱ (۵/۲، ۵/۳)

وعدۂ بیع کا ایفاء اور خریداری کا حکم دینے والے سے مرابحہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ا تا ۶ر جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'وعدۂ بیع کا ایفاء' اور 'مرابحہ' کے موضوعات پر ممبران اور ماہرین کے پیش کردہ مقالات سے آگاہی حاصل کی اور ان پر ہونے والے مباحثے کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: خریداری کا حکم دینے والے (آمر) سے مرابحتاً بیع کرنا اس صورت میں جائز ہے جب یہ بیع کسی واقعی سامان پر اس وقت واقع ہوئی ہو جب وہ سامان مامور کی ملکیت میں آچکا ہو اور اس کو شرعی قبضہ حاصل ہو چکا ہو، بشرطیکہ اگر وہ سامان مامور کے قبضے میں رہنے کے دوران اور آمر کو سپرد کرنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو اس کے نقصان کی ذمہ داری مامور اٹھائے، نیز اگر مامور نے وہ سامان آمر کو سپرد کر دیا ہو تو پوشیدہ عیب وغیرہ کی بنیاد پر بیع کو رد کرنے کی ذمہ داری بھی مامور پر ہو، اور اس کے علاوہ بھی بیع کے جواز کی تمام شروط موجود ہوں، اور کوئی شرعی مانع نہ پایا جائے۔

دوم: وعدہ (جو آمر یا مامور میں سے کوئی انفرادی طور پر کرے) کا پورا کرنا دیانتاً وعدہ کرنے والے پر لازم ہے، الّا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ اگر وہ وعدہ کسی ایسے سبب

پر معلق ہو، جس کو پورا نہ کرنے کے نتیجے میں موعود کو تکلیف اور ضرر لاحق ہوتا ہو تو ایسے وعدے کو پورا کرنا قضاءً بھی لازم ہے، اس صورت میں اس ضرر کو ختم کرنے کیلئے یا تو وعدہ پورا کیا جائے، یا بلا عذر وعدہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے موعود کو جو ضرر واقعتاً لاحق ہوا ہو، وعدہ کرنے والا اس کا معاوضہ ادا کرے۔

سوم: بیع مرابحہ میں باہمی وعدہ (جو طرفین کے درمیان ہو) کرنا جائز ہے، بشرطیکہ دونوں کو یا ایک کو اختیار دیا جائے۔ اگر کسی کو بھی اختیار نہ ہو تو اس صورت میں یہ باہمی وعدہ جائز نہیں، اس لیے کہ بیع مرابحہ میں ایسا باہمی وعدہ جس کو پورا کرنا فریقین کے لیے لازم ہو، بیع کے مشابہ ہے، اس صورت میں ضروری ہے کہ بائع اس چیز کا مالک ہو جسے وہ بیچ رہا ہے، تاکہ نبی ﷺ کی اس ممانعت کی مخالفت لازم نہ آئے جس میں آپ نے ان چیزوں کی بیع سے منع فرمایا ہے جو انسان کی ملکیت میں نہ ہوں۔

دیکھا گیا ہے کہ اکثر اسلامی بینکوں نے اپنی سرمایہ کاری کے اکثر معاملات میں 'مرابحہ' کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے، اس کی روشنی میں کونسل نے مندرجہ ذیل سفارش کی:

سفارش

اول: تمام اسلامی بینک اپنے معاملات میں اقتصادی ترقی کے مختلف طریقوں کو اپنائیں، خاص کر صنعتی اور تجارتی پروجیکٹس شروع کریں۔ یہ کام وہ اپنے طور پر کریں یا دوسروں کے ساتھ شرکت و مضارب کے اصول پر کرنے کی کوشش کریں۔

دوم: اسلامی بینکوں میں مرابحہ کے نفاذ کے لیے عملی حالات کا جائزہ لیا جائے، تاکہ ایسے اصول و قوانین وضع کیے جائیں جو اس کے نفاذ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرسکیں اور جن کی مدد سے شریعت کے عام احکام اور مرابحہ کے بارے میں خصوصی احکام کی رعایت رکھی جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۲ (۵/۴)

کرنسی کی قیمت میں تبدیلی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۱ تا ۶/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵/دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'کرنسی کی قیمت میں تبدیلی' کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کیے گئے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مباحثوں کو سنا۔

کونسل نے اکیڈمی کے تیسرے اجلاس کی قرارداد نمبر ۲۱ (۳/۹) سے بھی واقفیت حاصل کی جس میں کہا گیا تھا کہ کاغذی نوٹ (فقہی اعتبار سے) 'نقود اعتباریہ' کی حیثیت رکھتے ہیں، کہ ان میں ثمنیت مکمل طور پر موجود ہے اور شریعت میں ربا، زکوٰۃ اور سلم وغیرہ معاملے میں سونے چاندی کے جو احکام طے شدہ ہیں وہی احکام ان نوٹوں پر بھی جاری ہوں گے۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

کسی کرنسی میں پرانے قرضوں کی ادائیگی کے معاملے میں اعتبار مثلیت کا ہوگا نہ کہ قیمت کا، اس لیے کہ قرضے مثلیت کا ساتھ قابلِ ادائیگی ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی شخص کے ذمہ پرانے قرضوں کو، خواہ اس کی اصل کچھ بھی ہو، نرخوں کے معیار (Price Level) سے جوڑنا جائز نہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۳ (۵/۵)

حقوق معنویہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۱تا ۶ رجمادی الاولی ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ ردسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ''حقوق معنویہ'' کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کردہ مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

پھر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: تجارتی نام، تجارتی پتہ، ٹریڈ مارک، حق تالیف، حق ایجاد، یا حق اختراع (Patent) ایسے حقوق ہیں جو ان کے مالکان کے لیے مخصوص ہیں، موجودہ عرف میں مالی اعتبار سے ان کی ایک قیمت ہوگئی ہے، اس لیے کہ لوگوں نے ان حقوق کو مال قرار دے دیا ہے۔ شرعاً ان حقوق کا اعتبار کیا جائے گا، لہٰذا ان پر ظلم وزیادتی کرنا جائز نہیں۔

دوم: تجارتی نام، تجارتی پتہ اور ٹریڈ مارک میں تصرف کرنا اور ان کو دوسرے کی طرف منتقل کرنا مالی معاوضے کے بدلے میں جائز ہے، بشرطیکہ اس منتقلی میں دھوکہ، فریب اور جعل سازی نہ پائی جائے، اس لیے کہ یہ ایک مالی حق کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔

سوم: حق تالیف اور حق ایجاد و اختراع شرعاً محفوظ حقوق ہیں، اور ان کے مالکان کو ان میں تصرف کا حق حاصل ہے، اور ان حقوق پر ظلم وزیادتی جائز نہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۴(۵/۶)

تملیکی اجارہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۱تا ۶/ جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'تملیکی اجارہ' کے موضوع پر ارکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کردہ مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مباحثوں کو سنا۔

کونسل نے اکیڈمی کے تیسرے اجلاس کی قرارداد نمبر ۱۳ (۳/۱) سے بھی واقفیت حاصل کی (جو اسلامی ترقیاتی بینک کے سوالات کے جوابات پر مشتمل تھی) اس قرارداد کا فقرہ ''ب'' لیزنگ کے معاملات سے متعلق تھا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: بہتر یہ ہے کہ تملیکی اجارہ کی تمام صورتوں کو چھوڑ کر اس کے متبادل دوسری صورتیں اختیار کی جائیں۔ دو متبادل صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی صورت یہ کہ ضروری ضمانتیں حاصل کر کے اقساط پر بیع کی جائے۔

دوسری صورت یہ کہ عقد اجارہ کیا جائے، اور مدتِ اجارہ کے دوران کرایہ کی جتنی قسطیں واجب ہوں ان سب کی ادائیگی کے بعد مالک مستأجر کو یہ اختیار دے کہ وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار کر سکتا ہے:

—— یا تو ''اجارہ'' کی مدت بڑھادے۔

——یا عقد اجارہ ختم کردے، اور زیرِ کرایہ چیز مالک کو واپس کردے۔

——یا مدتِ اجارہ کے اختتام پر زیرِ کرایہ چیز کو بازاری قیمت پر خرید لے۔

دوم: تملیکی اجارہ کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ ان پر غور وخوض اور ان کے سلسلے میں قرارداد کی منظوری کو آئندہ اجلاس تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ اس وقت تک اسلامی بینکوں کے تعاون سے ان معاملات کے نمونے سامنے آجائیں اور ان کے شرائط اور قیود اچھی طرح واضح ہوسکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۵ (۵/۷)

مکانوں کی تعمیر اور خریداری کے لیے ہاؤس فائنانسنگ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۱ تا ۶/جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵/دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں 'ہاؤس فائنانسنگ' کا موضوع پیش کیا گیا۔ اس پر کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

ہاؤس فائینانسنگ کے موضوع پر مزید بحث وتحقیق کی ضرورت ہے۔ اس لیے اس پر غور وخوض اور اس کے سلسلے میں قرارداد کی منظوری کو چھٹے اجلاس تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۶ (۵/۸)

تاجروں کے نفع کی تحدید

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مورخہ ۱تا ۶/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰تا۱۵/دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'تاجروں کے نفع کی تحدید' کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کردہ مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: نصوص اور قواعد شرعیہ سے اسلام کا جو اصل نظریہ ثابت ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کے احکام اور قواعد کے دائرے میں لوگوں کو خرید فروخت اور اپنی مملوکہ اشیاء اور اموال میں تصرف کے معاملے میں بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَـٰطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَـٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ﴾ (النساء: ۲۹)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے اموال کو اپنے درمیان باطل طریقے سے مت کھاؤ، الا یہ کہ آپس کی رضامندی سے کوئی تجارت کر کے حاصل کرو۔"

دوم: (شریعت میں) نفع کی کسی معین تناسب کی کوئی تحدید نہیں ہے جس پر تاجروں کو ان کے معاملات میں پابند کیا جائے ، بلکہ اسے تجارت کے عام حالات اور تاجر اور سامانِ تجارت کے احوال پر چھوڑ دیا گیا ہے، البتہ اس سلسلے میں آدابِ شرعیہ مثلاً نرمی، قناعت، رواداری اور آسانی کی رعایت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

سوم: شریعتِ اسلامیہ کی بکثرت نصوص میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ معاملات کو اسبابِ حرام اور اس کے متعلقات سے ضرور پاک رکھا جائے۔ مثلاً دھوکہ، فریب، جعل سازی، دوسرے کی غفلت سے فائدہ اٹھانا، حقیقی نفع کی غلط بیانی اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ، جن کا ضرر ہر خاص وعام کو پہنچتا ہے۔

چہارم: حکمراں قیمتوں کی تعیین میں مداخلت نہیں کرے گا، ہاں! اگر وہ بازار اور نرخوں کے فطری نظام میں مصنوعی عوامل کی وجہ سے واضح خلل پالے تو اس وقت ایسے ممکنہ، منصفانہ وسائل کے ذریعے مداخلت کرے جو ان عوامل اور بگاڑ، گرانی اور کھلے غبن کے اسباب کا خاتمہ کردیں۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۷(۵/۹)

عرف

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۱تا۶/ جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰تا۱۵/دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'عرف' کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: 'عرف' سے مراد وہ چیز ہے جس کے لوگ عادی ہو جائیں اور اس کو اختیار کرلیں، چاہے وہ کوئی قول ہو، یا کسی چیز کا ترک کرنا ہو۔ شرعاً وہ کبھی معتبر ہوتا ہے اور کبھی معتبر نہیں ہوتا۔

دوم: ''عرف'' اگر کسی علاقے کے ساتھ مخصوص ہو تو وہ صرف اسی علاقے کے لوگوں کے لیے معتبر ہوگا اور اگر وہ عام ہو تو سب کے حق میں معتبر ہوگا۔

سوم: شرعاً وہ 'عرف' معتبر ہے جس میں مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں:

(الف) وہ شریعت کے خلاف نہ ہو، لہٰذا اگر کوئی ''عرف'' کسی نصِ شرعی یا قواعدِ شرعیہ میں سے کسی قاعدے کے خلاف ہوگا، تو وہ 'عرف فاسد' ہے۔

(ب) وہ 'عرف' مسلسل یا غالب اوقات میں رہا ہو۔

(ج) تصرف کے وقت وہ عرف برقرار ہو۔

(د) دونوں معاملہ کرنے والوں نے اس کے خلاف کی صراحت نہ کی ہو، اگر انھوں نے خلاف کی صراحت کی ہو تو اس عرف کا اعتبار نہ ہوگا۔

چہارم: کسی فقیہ کے لیے — چاہے وہ مفتی ہو یا قاضی — مناسب نہیں کہ وہ صرف فقہاء کی کتابوں میں منقول مسائل پر جمارہے اور تبدیلی عرف کی رعایت نہ کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۸ (۵/۱۰)

احکام شرعیہ کا نفاذ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۱تا ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'احکام شرعیہ کے نفاذ' کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کے پیش کردہ مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کا قیام نیک ارادوں اور تمناؤں کے ساتھ تیسری اسلامی چوٹی کانفرنس منعقدہ مکہ المکرمہ کے موقع پر ہوا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد امتِ اسلامیہ کی مشکلات کا شرعی حل تلاش کرنا، مسلمانوں کی زندگی کے مسائل کو شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے ذریعے منضبط کرنا، اللہ کی شریعت کے نفاذ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرنا، اس کے نفاذ کے لیے تمام ضروری طریقوں کو بروئے کار لانا، اللہ کی حاکمیت کا اقرار اور شریعت کی بالادستی کو تسلیم کرنا، بعض مسلم حکمرانوں اور ان کی رعایا کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کو دور کرنا، ان کے علاقوں میں کشیدگی، اختلاف اور کش مکش کے اسباب کا ازالہ کرنا اور مسلم مما لک میں امن وامان کے قیام کی کوشش کرنا ہے۔

مذکورہ مقالات سننے کے بعد اور مذکورہ بالا امور کی رعایت کرتے ہوئے کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

مسلم حکمرانوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا پر اللہ کی شریعت نافذ کریں۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل مسلم ممالک کی تمام حکومتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ کے نفاذ میں تیزی سے کام کریں، زندگی کے تمام میدانوں میں مکمل اور مستقل طور پر شریعت کو اپنا فیصل اور ثالث تسلیم کریں اور اسلامی معاشروں کو — چاہے وہ افراد ہو یا اقوام یا حکومتیں — دعوت دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین سے وابستہ ہو جائیں، اس کی شریعت کو نافذ کریں اور اس دین کو عقیدہ، شریعت، طریقہ اور نظامِ زندگی سمجھیں۔

کونسل یہ سفارش بھی کرتی ہے کہ:

سفارش

(الف) اکیڈمی کو چاہیے کہ شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے سلسلے میں مختلف پہلوؤں پر گہرے مطالعات اور تحقیقات کا کام جاری رکھے اور اسلامی ممالک میں جہاں کہیں نفاذِ شریعت پر کام ہو رہا ہو اس پر نگاہ رکھے۔

(ب) اکیڈمی اور دوسرے ایسے علمی اداروں کے درمیان باہمی ربط ہو جو شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے موضوع پر کام کر رہے ہوں اور ایسے پروگرام اور وسائل تیار کر رہے ہوں جو اسلامی ممالک میں نفاذ شریعت کے کام میں رکاوٹوں اور شبہات کو دور کرنے والے ہیں۔

(ج) اسلامی قوانین کے ان منصوبوں کو جمع کیا جائے جو مختلف اسلامی ممالک میں تیار ہوئے ہیں اور ان سے استفادہ کی غرض سے ان کا مطالعہ کیا جائے۔

(د) تعلیم و تربیت کے طریقوں اور مختلف ذرائع ابلاغ کی اصلاح کرنے اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے عمل میں انھیں لگانے کی کوشش کی جائے اور ایک ایسی نسل تیار کی جائے جو صرف اللہ تعالیٰ کی شریعت ہی کی حکمرانی کو تسلیم کرے۔

(ہ) شریعت اسلامیہ کے نفاذ کیلئے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہے ان کو حاصل کرنے اور ججوں اور وکلاء کو انکا اہل بنانے کیلئے بڑے پیمانے پر کوشش کی جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۴۹ (۵/۱۱)

بین الاقوامی اسلامی کمیٹی برائے قانون

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا پانچواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۱ تا ۶ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ / دسمبر ۱۹۸۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے سترہویں (۱۷) اسلامی وزرائے خارجہ کانفرنس منعقدہ عمان، اردن کی قرارداد نمبر (۴۵ / ۱۷ اس) کی بنیاد پر وجود میں آنے والی 'بین الاقوامی اسلامی کمیٹی برائے قانون' کے بنیادی نظام کے منصوبے سے متعلق یادداشت سے آگاہی حاصل کی۔

اور اس کی بنیاد پر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

'بین الاقوامی اسلامی کمیٹی برائے قانون' کے بنیادی نظام کے منصوبے پر غور وخوض اور کمیٹی کو اہم ذمہ داری کی سپردگی کو منظور کیا جاتا ہے، تاکہ یہ بھی اکیڈمی کی سرگرمیوں میں شامل ہو جائے۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: جدہ (سعودی عرب)

مورخہ ۱۷ تا ۲۳ / شعبان ۱۴۱۰ھ

مطابق ۱۴ تا ۲۰ / مارچ ۱۹۹۰ء

قراردادیں ۵۰-۶۲

نام سے یا سروس چارج کے پردے میں مزید کوئی رقم طلب نہ کرے، البتہ قرض دینے کی کارروائی اور اس سے متعلق امور پر جو اخراجات آئیں اگر انھیں پورا کرنے کی ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ قرض کی ادائیگی پر آنے والے واقعی اخراجات پر اکتفا کیا جائے، جیسا کہ اکیڈمی کے تیسرے اجلاس کی قرارداد نمبر ۱۳ (۳/۱) کے فقرہ (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔

(ب) صاحب استطاعت ممالک مکانات کی تعمیر کا کام اپنے ذمے لیں، پھر انھیں ذاتی رہائش حاصل کرنے والوں کو ادھار اور قسطوں پر فروخت کر دیں اور اس سلسلے میں ان شرعی قواعد کا لحاظ رکھیں جو اسی اجلاس کی قرارداد نمبر ۵۱ (۶/۲) میں بیان کیے گئے ہیں۔

(ج) سرمایہ کاری کرنے والے افراد یا کمپنیاں رہائشی مکانات بنانے کا ذمہ لیں اور انھیں ادھار فروخت کریں۔

(د) عقدِ استصناع کے ذریعہ رہائشی مکانات کی تملیک ہو، اس طور پر کہ اسے عقدِ لازم قرار دینے کی بنیاد پر معاملہ ہو۔ اس طرح مکان کی تعمیر سے پہلے ہی اس کی خریداری مکمل ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اس مکان کی تمام جزوی تفصیلات کا اس طرح ذکر ہو کہ اس سے نزاع کا سبب بننے والی ناواقفیت ختم ہو جائے۔ اس صورت میں مکان کی پوری قیمت کی فوری ادائیگی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کی ادائیگی کو ایسی قسطوں پر موخر کرنا جائز ہوگا جس پر اتفاق ہو جائے۔ البتہ عقد استصناع کی ان شرائط اور احوال کی رعایت ضروری ہے جن کا ذکر ان فقہاء نے کیا ہے جو عقدِ استصناع کو عقدِ سلم سے علیحدہ خیال کرتے ہیں۔

ساتھ ہی کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

ضرورت مندوں کو ذاتی رہائش کی فراہمی کے لیے دوسرے جائز طریقے پیدا کرنے کے لیے غور وفکر کا سلسلہ جاری رہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۱ (۶/۲)

قسطوں پر بیع

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ رمارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'قسطوں پر بیع' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: نقد فروخت کے مقابلے میں ادھار فروخت کی صورت میں قیمت زیادہ مقرر کرنا جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ بیچنے والا خریدار کو نقد اور ادھار دونوں کی قیمتوں کا فرق بتا دے۔ لیکن جب تک بیچنے والا اور خریدار نقد یا ادھار میں سے کسی ایک صورت کو متعین نہ کرلیں اس وقت تک بیع درست نہ ہوگی۔ لہٰذا اگر نقد اور ادھار کے درمیان تردّد اور شک کے ساتھ اس طرح بیع ہو جائے کہ ایک معیّن ثمن پر اتفاقِ قطعی نہ ہوا ہو تو اس صورت میں یہ بیع شرعاً ناجائز ہوگی۔

دوم: ادھار فروخت کی صورت میں یہ شرعاً جائز نہیں ہے کہ فروخت شدہ سامان کی ایک قیمت مقرر کرلی جائے، پھر اس قیمت پر قسط وار ادائیگی کے سود کا، قیمت سے الگ اس طرح ذکر کیا جائے کہ یہ سود مدت کے

ساتھ مربوط ہو۔ خواہ شرح سود فریقین نے باہمی رضامندی سے طے کی ہو یا اسے رائج شرح سود سے منسلک کیا ہو۔

سوم: اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں مقررہ مدت سے تاخیر کردے تو اس پر سابقہ شرط کی بنیاد پر، یا بغیر شرط کے قرض کے علاوہ کچھ اضافی رقم لازم کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ یہ 'ربا' ہے جو حرام ہے۔

چہارم: جن قسطوں کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو ان کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا صاحبِ استطاعت خریدار کے لیے حرام ہے۔ لیکن اس کے باوجود ادائیگی کے مؤخر ہونے کی صورت میں کسی قسم کے معاوضے کی شرط لگانا شرعاً جائز نہیں۔

پنجم: یہ شرعاً جائز ہے کہ ادھار بیچنے والا بیع میں یہ شرط لگادے کہ اگر خریدار چند قسطوں کی ادائیگی وقت پر نہ کرے تو باقی ماندہ قسطوں کی ادائیگی بھی فوراً واجب ہو جائے گی۔ بشرطیکہ خریدار اس شرط پر عقد کے وقت راضی ہو گیا ہو۔

ششم: بیع ہو جانے کے بعد سامان کی ملکیت اپنے پاس رکھنے کا بائع کو کوئی حق نہیں ہے، لیکن اس کے لیے جائز ہے کہ خریدار سے آئندہ قسطوں کی وصولی کی ضمانت کے طور پر سامان کو رہن رکھنے کی شرط لگادے۔

ساتھ ہی کونسل یہ سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

'قسطوں پر بیع' سے متعلق بعض دوسرے مسائل کی مزید تحقیق کی جائے، تاکہ کافی بحث وتمحیص کے بعد اس کے بارے میں حتمی فیصلہ کیا جاسکے۔

ان میں سے بعض مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) بائع کا بینکوں کے پاس مستقبل میں واجب الاداء قسطوں پر بٹہ لگوانا۔

(ب) قرض کا کچھ حصہ ساقط کروانے کے لیے جلد ادائیگی کرنا، اس کو ''ضع وتعجل'' کا مسئلہ کہتے ہیں۔

(ج) بالاقساط خریداری کی صورت میں اگر مکمل ادائیگی سے پہلے بائع یا خریدار کا انتقال ہو جائے تو باقی ماندہ اقساط پر اس کا کیا اثر ہوگا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۲ (۶/۳)

جدید مواصلاتی آلات کے ذریعے معاملات کرنے کا حکم

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۷ تا ۲۳ / شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ / مارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'جدید مواصلاتی آلات کے ذریعے معاملات' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔

کونسل کے مدنظر یہ بات بھی ہے کہ مواصلات کے وسائل میں زبردست ترقی ہوئی ہے اور مالی معاملات اور دیگر تصرفات کی جلد تکمیل کے لیے عقود کو طے کرنے میں ان کا کثرت سے استعمال ہونے لگا ہے۔

کونسل نے اس بات کو بھی متحضر رکھا ہے کہ فقہاء نے عقود کو طے کرنے کے لیے زبانی معاملہ، تحریر، اشارہ اور قاصد کے احکام سے بحث کی ہے اور بیان کیا ہے کہ دو موجود افراد کے درمیان عقد کے درست ہونے کے لیے (سوائے وصیت، ایصاء اور وکالت کے) یہ شرط ہے کہ ایک مجلس ہو، ایجاب اور قبول میں مطابقت ہو، دونوں میں سے کسی سے ایسا فعل صادر نہ ہوا ہو جو اس کے عقد سے اعراض کرنے پر دلالت کرے اور عرف کے مطابق ایجاب وقبول میں اتصال ہو۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: جب دو ایسے افراد کے درمیان معاملہ ہو جو ایک جگہ نہ ہوں اور نہ ایک دوسرے

کو دیکھ سکتے ہوں اور نہ ایک دوسرے کی بات سن سکتے ہوں اور ان دونوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ تحریر یا خط یا سفارت (قاصد) ہو، تار، ٹیلکس، فیکس اور کمپیوٹر پر بھی یہ صورت صادق آتی ہے۔ اس حالت میں جب ایجاب دوسرے فرد تک پہنچ جائے اور وہ اسے قبول کرلے تو اس وقت معاملہ مکمل ہو جائے گا۔

دوم: جب طرفین کے درمیان معاملہ ایک ہی وقت میں طے پا جائے، اس حال میں کہ وہ دونوں دور علیحدہ علیحدہ جگہ پر ہوں —— اس صورت کا اطلاق ٹیلی فون اور وائرلیس پر ہوگا —— ایسے دو افراد کے درمیان ہونے والے معاملہ کو دو حاضر افراد کے درمیان ہونے والے معاملے کی طرح سمجھا جائے گا اور اس حالت پر وہ اصلی احکام منطبق ہوں گے جو فقہاء کے نزدیک طے شدہ ہیں اور جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے۔

سوم: اگر ان وسائل کے ذریعے ایجاب کرنے والا ''ایجاب'' کو ایک معین مدت تک کے لیے وسیع کردے تو اس کے لیے اس مدت تک اپنے ایجاب پر برقرار رہنا لازم ہوگا اور اس سے رجوع کرنے کا اسے حق نہیں ہوگا۔

چہارم: سابقہ قواعد کا اطلاق عقد نکاح، بیع صرف اور بیع سلم پر نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ نکاح میں گواہی، بیع صرف میں دونوں طرف سے ایک ہی مجلس میں قبضہ اور بیع سلم میں قیمت کی پیشگی ادائیگی مشروط ہے۔

پنجم: جہاں تک جعل سازی، فریب کاری اور غلط بیانی کا تعلق ہے، ان کے لیے اثبات کے عام ضوابط کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۴)

قبضہ: اس کی صورتیں (خصوصاً جدید صورتیں) اور ان کے احکام

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ رمارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ”قبضہ: اس کی صورتیں، خصوصاً جدید صورتیں اور ان کے احکام“ کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: جس طرح اموال پر قبضہ، حسّی طور پر ہاتھ میں لینے سے، یا کھانے کی اشیاء میں ناپ تول کے ذریعے، یا قابض کے قبضہ میں منتقل کرنے سے مکمل ہو جاتا ہے، اسی طرح حکماً تصرّف پر مکمل اختیار دے کر متعلقہ شئے کو قابض کے لیے الگ رکھ دینے سے بھی ہو جاتا ہے، اگرچہ حسّی قبضہ نہ پایا جائے۔ مختلف اشیاء پر قبضہ کی کیفیت، ان کے حالات کے اعتبار سے اور عرف کے مختلف ہونے کے لحاظ سے، مختلف ہوتی ہے۔

دوم: حکمی طور پر قبضہ کی شرعاً اور عرفاً معتبر صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مندرجہ ذیل صورتوں میں بینک کا کسی اکاؤنٹ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں کسی رقم کا اندراج کرنا:

(الف) جب کسی اکاؤنٹ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں کچھ رقم بلا واسطہ براہ راست یا بذریعہ چیک جمع کی جائے۔

(ب) جب کوئی اکاؤنٹ ہولڈر خود اپنے ہی بینک کے ساتھ ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے بدلے فروختگی کا معاملہ کرے۔

(ج) جب بینک اکاؤنٹ ہولڈر کے حکم سے کچھ رقم اس کے اکاؤنٹ سے وضع کر کے دوسرے کے اکاؤنٹ میں، دوسری کرنسی میں تبدیل کر کے جمع کر دے، چاہے وہ دوسرا اکاؤنٹ اسی بینک میں ہو یا کسی دوسرے بینک میں، اور یہ منتقلی چاہے اس اکاؤنٹ ہولڈر کے مفاد کے لیے ہو، یا دوسرے شخص کے مفاد کے لیے، لیکن اس صورت میں بینک کے لیے ان قواعد کی رعایت ضروری ہوگی، جو عقدِ صرف کے لیے شریعت نے مقرر کیے ہیں۔

بینک اکاؤنٹ میں ایسا اندراج جس کے ذریعے متعلقہ شخص اس رقم کو نکلوانے کے لائق ہو جائے، ایسے اندراج میں اتنی تاخیر معاف ہوگی جو اس عمل کے لیے بینکوں میں متعارف ہو، البتہ جس شخص کے اکاؤنٹ میں رقم منتقل کی گئی ہے اس کے لیے اس رقم میں تصرف کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اکاؤنٹ میں اندراج کے بعد وہ عملاً اسے وصول کرنے کے لائق نہ ہو جائے۔

(۲) چیک وصول کرنا، جبکہ اس کی وصولی کے وقت اس پر درج شدہ رقم اکاؤنٹ کے بیلنس میں موجود اور قابلِ اخراج ہو، اور بینک اس چیک کو وصول کر لے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۴ (۶/۵)

دماغی خلیوں اور اعصابی نظام کی پیوند کاری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ رمارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اس موضوع سے متعلق مقالات اور سفارشات سے آگاہی حاصل کی جو ''چھٹے فقہی طبی سیمنار'' کے موضوعات میں شامل تھا۔ یہ سیمنار کویت میں مؤرخہ ۲۳ تا ۲۶ رربیع الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۶ راکتوبر ۱۹۹۰ء 'بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی' اور 'اسلامی تنظیم برائے طبی علوم' کے تعاون سے منعقد ہوا تھا۔

مذکورہ کانفرنس اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ اس عمل کا مقصد ایک انسان کے دماغ کو دوسرے انسان میں منتقل کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد دماغ کے مخصوص خلیات جو کیمیاوی اور ہارمونی مادوں کو برابر مقدار میں خارج کرنے سے قاصر رہتے ہیں، ان کا علاج کرنا ہے۔ اس کے لیے دوسری جگہ سے حاصل شدہ انہی کے مثل خلیوں کو ان کی جگہ پر رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح اس عمل کا مقصد کسی چوٹ اور ضرب کے نتیجے میں اعصابی نظام میں واقع شدہ خلا کا علاج کرنا ہے۔

مقالات سے آگاہی اور مذکورہ کانفرنس کے نتائج کی روشنی میں، کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اگر نسیجوں کے حصول کا ماخذ اسی مریض کا کلوی غدود ہو اور اس مریض کا جسم

اس کو قبول کر لیتا ہو، کیونکہ وہ خلیات اسی کے جسم سے لیے گئے ہیں تو شرعی طور پر اس کی پیوند کاری میں کوئی حرج نہیں۔

دوم: اگر اس کا ماخذ کوئی حیوانی جنین ہو، تو اگر اس طریقے کی کامیابی کا امکان ہو اور اس میں شرعی خرابیاں لازم نہ آتی ہوں تو اس کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ طریقہ مختلف قسم کے حیوانوں میں کامیاب ہو چکا ہے اور اس طریقے کی کامیابی کی امید ہے، بشرطیکہ ضروری طبی احتیاطی تدابیر اختیار کر لی جائیں، تاکہ منتقل شدہ عضو کو جسمانی عدمِ قبولیت کے مضر اثرات سے بچایا جا سکے۔

سوم: اگر نسیجوں کے حصول کا ماخذ ایسے زندہ خلیے ہوں جو جنین بالکر (وہ جنین جو دسویں یا گیارہویں ہفتے کا ہو) کے دماغ سے حاصل کیے گئے ہوں تو اس کا شرعی حکم مندرجہ ذیل صورتوں کے اعتبار سے مختلف ہو جائے گا:

(الف) پہلا طریقہ:

اس کو ماں کے پیٹ میں موجود انسانی جنین سے، رحمِ مادر کو جراحی کے ذریعے کھول کر براہ راست حاصل کیا جائے۔ اس طریقے میں جنین کے دماغ سے خلیوں کو حاصل کرتے ہی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ طریقہ شرعاً حرام ہے، الا یہ کہ یہ عمل جنین کے بلا قصد طبعی اسقاط یا جنین کی موت کا یقین ہو جانے کے بعد ماں کی زندگی بچانے کے لیے کیے گئے اسقاط کے بعد کیا جائے اور اس سلسلے میں ان شرائط کی بھی رعایت کی گئی ہو جو جنین سے استفادہ کے بارے میں اسی اجلاس کی قرارداد نمبر ۵۹ (۶/۸) میں آنے والی ہیں۔

(ب) دوسرا طریقہ:

یہ طریقہ ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں اختیار کیا جائے، اور وہ یہ کہ دماغی خلیوں سے استفادہ کے لیے خصوصی طریقوں سے ان کی افزائش کی جائے۔ شرعاً اس طریقے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ افزائش کردہ خلیوں کا ماخذ شرعی ہو اور

اسے شرعی طریقے پر حاصل کیا گیا ہو۔

چہارم: **بغیر دماغ کے پیدا ہونے والا بچہ:**

ایسا بچہ پیدا ہونے کے بعد جب تک زندہ رہے اس وقت تک اس کے کسی عضو کو حاصل کرنے کے لیے اس سے کسی قسم کا تعرض جائز نہیں۔ یہ اس وقت جائز ہو گا جب ساق دماغ کی موت کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو جائے۔ اس سلسلے میں اس بچے اور دوسرے صحیح سالم بچوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ جب وہ مر جائے تو اس کے اعضاء لینے میں ان احکام اور شروط معتبرہ کی رعایت ضروری ہے جو ایک مردہ کے اعضاء کے حصول کے لیے ضروری ہیں، یعنی وارثین کی اجازت اور اس عضو کے بدل کی عدم موجودگی اور واقعی ضرورت کا ہونا وغیرہ ان کا تذکرہ اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر ۲۶ (۴/۱) میں آچکا ہے۔ شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس بغیر دماغ کے بچے کے ساق دماغ کی موت واقع ہو جانے کے بعد اس کو محرکِ حیات مصنوعی آلات کے ذریعے باقی رکھا جائے، تاکہ اس کے قابل منتقلی اعضاء میں زندگی باقی رکھی جا سکے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے انھیں مذکورہ شرائط کے ساتھ دوسری جگہ منتقل کیا جا سکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۵ (۶/۶)

ضرورت سے زائد تلقیح شدہ بیضات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ رمارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اس موضوع سے متعلق مقالات اور سفارشات سے آگاہی حاصل کی جو "چھٹے فقہی طبی سمینار" کے موضوعات میں شامل تھا۔ یہ سمینار کویت میں مؤرخہ ۲۳ تا ۲۶ رربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳ تا ۲۶ راکتوبر ۱۹۹۰ء کو 'بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی' اور 'اسلامی تنظیم برائے طبی علوم' کے تعاون سے منعقد ہوا تھا۔

کونسل نے 'اسلامی تنظیم برائے طبی علوم' کے تیسرے سمینار منعقدہ کویت مؤرخہ ۲۰ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۸ تا ۲۱ راپریل ۱۹۸۷ء کی تیرہویں اور چودہویں سفارشات اور اسی تنظیم کے پہلے سمینار منعقدہ کویت مؤرخہ ۱۱ تا ۱۴ رشعبان ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۴ تا ۲۷ رمئی ۱۹۸۲ء کی پانچویں سفارش سے بھی آگاہی حاصل کی جو تلقیح شدہ بیضات کے انجام سے متعلق تھیں۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول : سائنسی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ غیر تلقیح شدہ نسوانی بیضوں کو آئندہ استعمال کے لیے محفوظ رکھنا ممکن ہے۔ اس کی روشنی میں بیضوں کی مصنوعی بارآوری کے وقت ضروری ہے کہ ہر مرتبہ بیضوں کی صرف مطلوب تعداد پر اکتفا کیا

جائے، تا کہ زائد تلقیح شدہ بیضوں کی موجودگی کا امکان ختم کر دیا جائے۔

دوم: اگر تلقیح شدہ بیضوں میں سے کوئی کسی بھی طریقے سے زائد حاصل ہو جائے تو اس کو طبی توجہ کے بغیر ویسے ہی چھوڑ دیا جائے، یہاں تک کہ اس زائد بیضہ کی زندگی طبعی طور پر ختم ہو جائے۔

سوم: ایک عورت کے بیضے کی تلقیح دوسری عورت میں کرنا حرام ہے۔ اس سلسلے میں ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا لازم ہے جن کے تحت کسی عورت کا تلقیح شدہ بیضہ کسی غیر شرعی حمل میں استعمال نہ ہو سکے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۶ (۶/۷)

اعضاء کی پیوندکاری کے لیے جنین کا استعمال

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ر شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ر مارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اس موضوع سے متعلق مقالات اور سفارشات سے آگاہی حاصل کی جو 'چھٹے فقہی طبی سمینار' کے موضوعات میں شامل تھا۔ یہ سمینار کویت میں مؤرخہ ۲۳ تا ۲۶ر ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳ تا ۲۶ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کو 'بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی' اور 'اسلامی تنظیم برائے طبی علوم' کے تعاون سے منعقد ہوا تھا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: کسی دوسرے انسان میں پیوندکاری کی غرض سے مطلوب اعضاء حاصل کرنے کے لیے کسی جنین کا استعمال جائز نہیں، البتہ بعض حالات میں مندرجہ ذیل ضوابط کی پابندی کے ساتھ ایسا کیا جا سکتا ہے:

(الف) کسی دوسرے انسان میں جنین کے اعضاء کی پیوندکاری کے لیے اس کا استعمال کرنے کی غرض سے اسقاط کرانا جائز نہیں، بلکہ اس عمل کو صرف اس جنین تک محدود رکھا جائے گا جو بلا قصد طبعی طور پر خود بخود ساقط ہو جائے، یا جس کا اسقاط کسی عذر شرعی کی وجہ سے کیا جائے۔ اسی طرح رحم مادر سے جنین نکالنے کے لیے آپریشن نہیں کیا جائے، الا یہ کہ ماں کی زندگی بچانے کے لیے اس کی نوبت آ جائے۔

(ب) اگر جنین کی زندگی برقرار رکھی جا سکتی ہے تو اس صورت میں ضروری ہے کہ طبی علاج کا رخ اس کی زندگی کی بقا اور اس کی حفاظت کی طرف ہو، نہ کہ اعضاء کی پیوند کاری کے لیے اس سے فائدہ اٹھانے کی طرف، اور اگر اس کی زندگی برقرار رکھنا ممکن نہ ہو تو اس سے استفادہ اسی وقت جائز ہے جب اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر ۲۶ (۴/۱) میں بیان کردہ شروط کے مطابق اس کی موت واقع ہو جائے۔

دوم: اعضاء کی پیوند کاری کے اعمال کو تجارتی مقاصد کے تابع کرنا قطعاً جائز نہیں۔

سوم: ضروری ہے کہ اعضاء کی پیوند کاری کے اعمال کی نگرانی ایک ماہر اور قابل اعتماد ادارے کے سپرد ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۷ (۶/۸)

اعضائے تناسل کی پیوند کاری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ / مارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اس موضوع سے متعلق مقالات اور سفارشات سے آگاہی حاصل کی جو چھٹے فقہی طبی سمینار' کے موضوعات میں شامل تھا۔ یہ سمینار کویت میں مورخہ ۲۳ تا ۲۶ / ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳ تا ۲۶ / اکتوبر ۱۹۹۰ء کو بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی' اور' اسلامی تنظیم برائے طبی علوم' کے تعاون سے منعقد ہوا تھا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: تناسلی غدود کی پیوند کاری:

چونکہ خصیہ اور بیضہ دانی متعلقہ شخص کی موروثی صفات کے حامل ہوتے ہیں، حتی کہ دوسری جگہ پر پیوند کاری کے بعد بھی ان کی یہ صفات باقی رہتی ہیں ،اس لیے ان کی پیوند کاری شرعاً حرام ہے۔

دوم: تناسلی نظام کے اعضاء کی پیوند کاری:

اعضائے مخصوصہ کے علاوہ تناسلی نظام کے بعض دوسرے اعضاء جو موروثی صفات کو منتقل نہیں کرتے، ان کی پیوند کاری شرعی ضرورت کے وقت جائز ہے، لیکن اس سلسلے میں ان شرعی ضوابط اور معیارات کو ملحوظ رکھا جائیگا جو اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر ۲۶ (۴/۱) میں بیان کئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۸ (۹/۶)

حد یا قصاص میں کاٹے گئے عضو کی پیوند کاری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ رمارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'حد یا قصاص میں کاٹے گئے عضو کی پیوند کاری' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور ان پر ہونے والے مناقشوں کا سنا۔

کونسل کو اس بات کا احساس ہے کہ حد کے نفاذ سے شریعت کا مقصود زجر، توبیخ اور عبرت ہے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب سزا کا اثر آئندہ مستقل باقی رہے، تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہو اور جرائم کا بالکلیہ خاتمہ ہو جائے۔ دوسری جانب کاٹے گئے عضو کو دوبارہ اپنی جگہ پر لگانے کے لیے طب جدید کے عُرف میں فوری عمل کی ضرورت ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب پہلے سے اس کے لیے مخصوص تیاری کر لی گئی ہو، اور یہ چیز نفاذِ حد کی سنجیدگی اور اثر پزیری کو قائم نہیں رکھ سکتی۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: جس عضو کو حد جاری کرتے ہوئے کاٹ دیا گیا ہو اسے دوبارہ اپنی جگہ پر لگانا شرعی طور پر جائز نہیں۔ اس لیے کہ سزا کا اثر باقی رکھنے میں ہی شریعت کی مقرر کی ہوئی سزا کی مکمل تنفیذ، اس میں لاپروائی سے حفاظت اور حکم شریعت کی پامالی کا بدلہ ہے۔

دوم: چونکہ قصاص کی مشروعیت عدل کے قیام، مظلوم کے ساتھ انصاف، معاشرہ کے حقِ زندگی کی حفاظت اور امن وسلامتی کی فراہمی کے لیے ہے، اس لیے جس عضو کو بطور قصاص کاٹا گیا ہو اس کو دوبارہ اپنی جگہ پر لگانا جائز نہیں، البتہ مندرجہ ذیل حالات میں اس کی اجازت ہے:

(الف) مظلوم، قصاص جاری ہونے کے بعد مجرم کو عضو دوبارہ اسی جگہ پر لگوانے کی اجازت دیدے۔

(ب) مظلوم نے اپنے بریدہ عضو کو دوبارہ اس کی جگہ پر لگوالیا ہو۔

سوم: حد یا قصاص کے معاملے میں فیصلہ یا نفاذ میں غلطی کے سبب کاٹے گئے عضو کو دوبارہ اس کی جگہ پر لگانا جائز ہے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۵۹ (۶/۱۰)

فائنانشیل مارکیٹس

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ / شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ / مارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ان مقالات، سفارشات اور نتائج سے آگاہی حاصل کی جو مالیاتی بازار (فائنانشیل مارکیٹس) کے موضوع پر رباط (مراکش) میں منعقد ہونے والے سمینار مؤرخہ ۲۰ تا ۲۴ / ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۰ تا ۲۴ / اکتوبر ۱۹۸۹ء میں پیش کیے گئے تھے۔ یہ سمینار 'بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی' اور اسلامی ترقیاتی بینک کے 'ادارہ اسلامی برائے تحقیق وتربیت' کے تعاون سے منعقد ہوا تھا اور حکومتِ مراکش کی وزارت اوقاف ومذہبی امور نے اس کی میزبانی کی تھی۔

کونسل کو بخوبی معلوم ہے کہ اسلامی شریعت میں کسبِ حلال، مال کی سرمایہ کاری اور اسلامی سرمایہ کاری کی بنیادوں پر بچت (Savings) میں اضافہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ سرمایہ کاری ذمہ داریوں اور خطرات مول لینے میں شرکت پر مبنی ہوتی ہے۔ اس میں قرض داری کے خطرات بھی شامل ہیں۔

کونسل کو اس بات کا بھی علم ہے کہ مالیاتی بازار کا اموال کے لین دین اور ان کی سرمایہ کاری کے فروغ میں اہم کردار ہے۔ ان کے بارے میں دلچسپی اور ان کے احکام کی تحقیق سے عصری مسائل میں دین کے احکام سے لوگوں کی واقفیت کی اہم ضرورت پوری ہوگی، اور یہ چیز فقہائے کرام کی ان گراں قدر کوششوں سے ہم آہنگ ہوگی جو

انھوں نے مالی معاملات اور خاص طور پر بازار کے احکام اور بازاروں پر احتساب کے نظام سے متعلق کی ہے۔ مالیاتی بازاروں کی یہ اہمیت ان ثانوی بازاروں کو بھی شامل ہے جو سرمایہ کاروں کو اس بات کا موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ ابتدائی بازار میں بار بار داخل ہوں، اور نقد حاصل کرنے کے لیے بھی موقع فراہم کرتے ہیں، اور سرمایہ لگانے والوں کے دل میں یہ اعتماد پیدا کرتے ہیں کہ وہ ضرورت کے وقت بازار سے باہر جاسکتے ہیں، جس سے سرمایہ لگانے کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔

کونسل نے ان معلومات سے بھی آگاہی حاصل کی جو مالیاتی بازار کے موجودہ نظام وقوانین اور اس کے آلات ووسائل سے متعلق پیش کردہ مقالات میں بیان کی گئی تھیں۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: مالیاتی بازاروں کا اہتمام مال کی حفاظت اور اس کی افزائش کے لیے واجب عمل کی تکمیل ہے، کیونکہ اس کے ذریعے حوائج عامہ کی تکمیل اور مال میں واجب دینی اور دنیاوی حقوق کی ادئیگی میں تعاون ہوتا ہے۔

دوم: یہ مالیاتی بازار اگر چہ اپنی بنیادی فکر کے لحاظ سے ایک ضرورت کی چیز ہیں، لیکن جس طرح موجودہ دور میں ان کا نظام چل رہا ہے اس حالت میں وہ ایسا نمونہ نہیں ہیں جو اسلامی نقطۂ نظر سے مال کی افزائش اور سرمایہ کاری کے مقاصد کو صحیح طور پر روبہ عمل لاسکے۔ اس صورت حال کا تقاضا یہ ہے کہ فقہاء اور ماہرینِ اقتصادیات مشترکہ علمی کوششیں کر کے ان کے حالیہ نظام اور ان کے ذرائع اور طریقوں کا جائزہ لیں اور اسلامی شریعت کے طے شدہ اصولوں کی روشنی میں جن چیزوں کی اصلاح ضروری ہے، ان کی اصلاح کریں۔

سوم: مالیاتی بازار کا تصور انتظامی اصول وقواعد پر مبنی ہے۔ ان کی پابندی میں شرعاً کوئی حرج نہیں اور ان میں مصالح مرسلہ کا قاعدہ جاری ہوگا جس کی رو سے اگر

کوئی چیز کسی نص یا شرعی قاعدے کے منافی نہ ہو تو اسے جاری رکھا جاسکتا ہے۔ یہ ان انتظامی امور کے قبیل سے ہیں جنھیں حکم راں پیشوں اور دوسرے شعبوں میں اپنی صواب دید سے جاری کرتا ہے۔ اگر یہ انتظامی قواعد شرعی اصولوں اور ضابطوں پر پورے اترتے ہوں تو کسی کے لیے ان کی مخالفت یا ان سے فرار کے لیے حیلہ سازی جائز نہیں۔

ساتھ ہی کونسل یہ سفارش بھی کرتی ہے کہ:

سفارش

مالیاتی بازاروں میں جو طریقے اور وسائل اس وقت رائج ہیں ان پر مزید غور وفکر کے لیے تحقیقی مقالات اور فقہی اور اقتصادی بحثیں لکھوائی جائیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۰ (۶/۱۱)

بانڈز

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ / مارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ان مقالات، سفارشات اور نتائج سے آگاہی حاصل کی جو مالیاتی بازار (فائینانشیل مارکیٹس) کے موضوع پر رباط (مراکش) میں منعقد ہونے والے سمینار مورخہ ۲۰ تا ۲۴ رربیع الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۰ تا ۲۴ / اکتوبر ۱۹۸۹ء میں پیش کیے گئے تھے۔ یہ سمینار 'بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی' اور اسلامی ترقیاتی بینک جدہ کے 'ادارہ اسلامی برائے تحقیق و تربیت'' کے تعاون سے منعقد ہوا تھا اور حکومت مراکش کی 'وزارت اوقاف و مذہبی امور' نے اس کی میزبانی کی تھی۔

کونسل کو اس چیز کی بھی آگاہی ہوئی کہ ''بانڈ'' اپنے جاری کرنے والے کی طرف سے اس بات کی شہادت ہے کہ مدت پوری ہونے پر وہ اس پر تحریر شدہ قیمت (Face Value) اس کے حامل کو ادا کرے گا، ساتھ ہی وہ طے شدہ منافع بھی دے گا جو اس بانڈ کی ظاہری قیمت (Face Value) کی طرف منسوب ہے، یا اس پر کوئی اور طے شدہ نفع دے گا، خواہ یہ طے شدہ نفع انعامات کی صورت میں ہو جو قرعہ کے ذریعے تقسیم ہوں گے، یا معین رقم کی صورت میں یا کمیشن (ڈسکاؤنٹ) کی صورت میں۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: وہ بانڈز جو اس بات کا اقرار کرتے ہوں کہ ان کے حامل کو ان کی مالیت

کے ساتھ ان سے منسوب نفع یا کسی اور قسم کا طے شدہ نفع دیا جائے گا، وہ شرعاً حرام ہیں، یعنی ان کو جاری کرنا، ان کو خریدنا، ان کا لین دین کرنا سب حرام ہے، اس لیے کہ وہ سودی قرض ہیں، چاہے ان کو جاری کرنے والا خاص (کمپنی) ہو، یا عام یعنی حکومت سے متعلق کوئی ادارہ، اور ان کے ناموں کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ چاہے ان کا نام 'سرٹیفکیٹس' رکھ دیا جائے یا 'سرمایہ داری وثیقہ جات' یا 'بچت اسکیم' یا اس بانڈ پر لازمی ملنے والے سودی نفع کا نام 'منافع' یا 'آمدنی' یا 'سروس چارج' یا 'کمیشن' رکھ دیا جائے، ہر صورت میں یہ حرام ہوں گے۔

دوم: 'زیرو کوپن بانڈز' بھی حرام ہیں، اس لیے کہ وہ ایسے قرض ہیں جس کو ان کی اصلی قیمت سے کم پر فروخت کیا جاتا ہے اور ان کے مالکان ان کی قیمتوں کے تفاوت اور فرق سے بطور ڈسکاؤنٹ نفع حاصل کرتے ہیں۔

سوم: اسی طرح 'پرائز بانڈز' بھی حرام ہیں، اس لیے کہ وہ ایسے قرض ہیں جن میں تمام قرض دینے والوں کے لیے یا بغیر تعیین کے ان میں سے بعض کے لیے نفع یا زیادتی کی شرط ہوتی ہے، اس کے علاوہ اس میں 'قمار' (جوا) کا شبہ بھی موجود ہے۔

چہارم: وہ بانڈز جن کو جاری کرنا یا خریدنا یا لین دین کرنا شرعاً حرام ہے، ان کے متبادل وہ بانڈز اور سرٹیفکیٹس ہیں جو کسی پروجیکٹ یا کسی معین سرمایہ کاری میں مضاربت کی بنیاد پر جاری کیے جائیں، اس طور پر کہ ان کے مالکوں کے لیے کوئی معین نفع نہ ہوگا، بلکہ جس مقدار کے بانڈز یا سرٹیفکیٹس کے وہ مالک ہوں گے ان کو پروجیکٹ کے نفع میں اسی تناسب سے نفع ملے گا، اور یہ نفع ان کو اس وقت ملے گا جب وہ حقیقتاً وجود میں آجائے گا۔

اس سلسلے میں اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر ۳۰ (۴/۵) بابت 'مضاربہ سرٹیفکیٹس' سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے، جس کو اکیڈمی کی کونسل متفقہ طور پر منظور کرچکی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۱ (۶/۱۲)

شعبۂ منصوبہ بندی کے تجویز کردہ موضوعات اور اجلاس

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ رمارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے شعبۂ منصوبہ بندی کی اس رپورٹ سے آگاہی حاصل کی جو اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو پیش اور اکیڈمی کی کونسل کے تمام اراکین میں تقسیم کی گئی تھی۔ یہ رپورٹ ان موضوعات پر مشتمل تھی جن پر اجلاس میں غور وخوض ہونا تھا اور ترجیحات کی بنیاد پر ان کی درجہ بندی کی جانی تھی۔

یہ موضوعات مندرجہ ذیل ہیں:

—— معاصر اسلامی فقہ میں بین الاقوامی حقوق۔

—— معاصر اسلامی فقہ میں نکاح اور میراث کے احکام۔

—— معاصر اسلامی فکر۔

—— معاصر اسلامی فقہ میں عبادات۔

—— معاصر اسلامی فقہ میں معاملات اور معاشیات۔

—— اصول فقہ جدید دور کی روشنی میں۔

—— طب اور سائنس۔

—— مذکورہ بالا امور کے علاوہ پیش آمدہ جدید حالات اور مسائل۔

اس کے علاوہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل موضوعات پر سیمینار منعقد کرنے کی سفارش کی گئی تھی:

——اسلام میں عورت کے حقوق اور فرائض۔
——اسلام میں بین الاقوامی حقوق۔
——انسانی حقوق اور 'تنظیم اسلامی کانفرنس' کی کوششوں کے ساتھ ہم آہنگی۔
——اسلام میں بچے کے حقوق، بچوں کے حقوق سے متعلق بین الاقوامی چارٹر کی روشنی میں۔
——اسلام کے زیر سایہ غیر مسلموں کے حقوق اور فرائض۔
——مسلمان موجودہ دور میں، بنیاد پرستی اور نقالی کے درمیان۔
——اسلامی دستور کے نمونوں کا مطالعہ وجائزہ۔
——فنونِ جدیدہ (تصویر سازی، گانا بجانا، موسیقی اور ڈرامے) کے بارے میں اسلام کا موقف۔
——اسلامی نظامِ حکومت: بنیادیں، قواعد اور موجودہ دور میں اس کے اہم مسائل۔
——ابلاغ اور اس کے موجودہ ذرائع اسلامی نقطہ نظر سے۔
——جس کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہو، اس کی قیمت کی تبدیلی کے احکام فقہ اسلامی میں۔
——اسلام میں کفالتِ عامہ (سوشل سیکیورٹی) اس کی جدید عملی صورتوں کی روشنی میں۔
——سرکاری تمسکات اور سرمایہ کاری تمسکات۔
——مالیاتی بازار (Financial Markets) میں اختیارات (Options) اور مستقبل (Future) کے سودے۔

اس رپورٹ سے آگاہی کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: ان تجاویز پر عمل کیا جائے اور جنرل سیکریٹریٹ کو اختیار دیا جائے کہ وہ ان میں سے ایسے موضوعات کا انتخاب کرے جنھیں مصلحت کے مطابق سمجھتی ہو۔ بالخصوص ان موضوعات کا جن کے بارے میں مطالعہ وتحقیق کی تجویز گزشتہ اجلاس میں پیش کی گئی تھی۔

دوم: جنرل سیکریٹریٹ حالات اور دستیاب وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ان مجوزہ مذاکروں کے انعقاد کے لیے تیاری کرے اور ان میں ان موضوعات کو اولیت دے جو مختلف اجلاسوں میں اٹھائے جا چکے ہیں۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۲ (۶/۱۳)

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے چھٹے اجلاس کی سفارشات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۱۷تا۲۳رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴تا۲۰ر مارچ ۱۹۹۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے مندرجہ ذیل سفارشات منظور کیں:

سفارشات

اول: دنیا کے تمام مسلمانوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اتحاد واتفاق کو اپنائیں، اپنے مسائل کے اسلامی حل کو استعمال کریں اور مادیت پر مبنی منحرف اصولوں (جن کا کھوکھلا پن اب ڈھکا چھپا نہیں رہا) کی پناہ میں آنے کے بجائے اپنی ذمہ داری کو سرانجام دیں اور دنیا کے سامنے اسلام کو اس طرح پیش کریں کہ صرف وہی ان کے مسائل ومشکلات کا بنیادی حل ہے۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کو دعوت دی جائے کہ وہ مشرقی ممالک میں اپنے بھائیوں کے مسائل سے دلچسپی لیں اور مذہبی تشخص کی حفاظت اور انسانی حقوق سے بہرہ وری کے جن حقوق کے وہ مستحق ہیں انھیں دلانے میں ان کی مدد کریں۔

دوم: اکیڈمی ارض مبارکہ، ارض اسراء ومعراج کی طرف سوویت یہود کی نقل مکانی کی مذمت کرتی ہے۔ اس کی نظر میں یہ انتہائی خطرناک کام ہے جو پوری دنیا کی امت مسلمہ کے لیے چیلنج ہے۔ اکیڈمی عرب اور اسلامی ممالک سے

مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنا شیرازہ یکجا کریں، اتحاد و اتفاق پیدا کریں اور اس بڑے خطرے کو روکنے کے لیے ہر ممکن اقدام کریں۔ وہ مقبوضہ اراضی کو غاصبوں کے قبضے سے دوبارہ حاصل کریں، مقدس مقامات کو آزاد کرانے اور رسول ﷺ کے جائے قیام کی خلاصی کے لیے ہر ممکن تدبیر اختیار کریں اور اس انتفاضہ (تحریک بیداری) کی حمایت اور تعاون کریں جو غاصب صہیونی دشمن سے برسرپیکار ہے، تاکہ اس کے مقاصد پورے ہوں اور اس کا سفر محفوظ رہ سکے۔

سوم: اسلامی ممالک میں تمام ذرائع ابلاغ سے دلچسپی لی جائے اور ان کی اصلاح اور صحیح رہنمائی کی کوشش کی جائے جس سے اصلاح، رہنمائی، خدمتِ اسلام اور تباہ کن جدید چیلنجوں کے مقابلہ کا کام انجام پا سکے۔ اس سلسلے میں جنرل سکریٹریٹ ذرائعِ ابلاغ کے موضوع پر ایک سمینار کا انعقاد کرے۔

چہارم: عصر حاضر میں جو فنون عام ہیں اور جن سے ابلاغ کا کوئی ذریعہ خالی نہیں ہے، مثلاً ڈرامہ، گانا بجانا، موسیقی، رقص وغیرہ، ان پر ایک سمینار منعقد کیا جائے۔

پنجم: کفارۂ قتل کے تعدد کے موضوع پر مزید تحقیقات اور مطالعات پیش کیے جائیں، تاکہ اس کے سلسلے میں قطعیت کے ساتھ کوئی قرارداد منظور کی جا سکے۔

ششم: شیرز کے موضوع کو ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ اس پر مزید تحقیقات اور مطالعات تیار کیے جاسکیں۔

ہفتم: اختیارات (Options) اور مستقبل کے سودوں کے موضوع پر ایک سمینار منعقد کیا جائے۔

ہشتم: جنرل سکریٹریٹ کی جانکاری میں فقہاء اور ماہرین اقتصادیات کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، تاکہ وہ شیرز والی کمپنیوں میں شرکت کے موضوع پر اسلامی ترقیاتی بینک کے سوالات کے جوابات تیار کر سکے۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

ساتواں اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: جدہ (سعودی عرب)

مورخہ ۷ تا ۱۲ ؍ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ

مطابق ۹ تا ۱۴ ؍ مئی ۱۹۹۲ء

قراردادیں ٦۳ - ٦۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷)

فائنانشیل مارکیٹس

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۷ تا ۱۲/ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴/مئی ۱۹۹۲ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'فائینانشیل مارکیٹس' حصص، اختیارات، سامانِ تجارت اور کریڈٹ کارڈ کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: حصص

۱۔ کمپنیوں میں حصہ داری

(الف) چونکہ معاملات میں اصل حلّت ہے، اس لیے ایسی جوائنٹ اسٹاک کمپنی قائم کرنا جس کے اغراض ومقاصد اور سرگرمیاں شریعت کے مطابق ہوں، جائز ہے۔

(ب) اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جن کمپنیوں کی بنیادی غرض وغایت حرام ہو، مثلاً سودی کاروبار کرنا یا حرام چیزیں تیار کرنا یا ان کی تجارت کرنا وغیرہ، ایسی کمپنیوں کے شیرز لینا حرام ہے۔

(ج) جو کمپنیاں کبھی کبھی حرام معاملات کرتی ہوں، مثلاً سودی لین دین وغیرہ، ان

کے معاملے میں اصل یہ ہے کہ ان کے شیرز لینا حرام ہے، خواہ ان کی بنیادی سرگرمیاں جائز ہوں۔

۲۔ ضمان اصدار (Under Writing)

ضمان اصدار سے مراد یہ ہے کہ کسی کمپنی کے قیام کے وقت کوئی شخص کمپنی سے یہ معاہدہ کرلے کہ کمپنی کے جاری کردہ حصص (Issued Shares) میں سے جتنے حصص عوام نہیں خریدیں گے وہ سب یا ان کا کچھ حصہ وہ خریدنے کا پابند ہوگا، اس معاہدے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ معاہدہ کرنے والا ان حصص کو ان کی ظاہری قیمت (Face Value) ہی پر خریدے اور اس ذمہ داری کے عوض کوئی فیس وصول نہ کرے، البتہ اگر وہ ضمانت کے علاوہ کوئی اور کام بھی انجام دے، مثلاً اس کی معلومات اور تحقیقاتی رپورٹ تیار کرنا یا ان حصص کو بازار میں متعارف کرانا وغیرہ، تو اس قسم کے کاموں کے بدلے اس کا کوئی معاوضہ طلب کرنا شرعاً جائز ہے۔

۳۔ شیرز کی قیمت قسطوں میں ادا کرنا

شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جس شخص نے کسی کمپنی میں کوئی حصہ لیا ہو وہ اس کی قیمت کا ایک حصہ فوراً ادا کردے اور باقی حصہ قسطوں میں ادا کرے۔ اس لیے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے فی الحال اپنی ادا شدہ رقم کی حد تک کمپنی میں شرکت کی ہے، اور آئندہ سرمایے میں اضافہ کا وعدہ کیا ہے اور اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی، کیونکہ اس صورت کا تمام حصوں پر یکساں اطلاق ہوگا۔ البتہ جو کمپنی کے باہر کے اشخاص ہیں ان کے حق میں کمپنی کی ذمہ داری اس کے اعلان کردہ پورے سرمایے کی ہوگی۔ کیونکہ کمپنی کے ساتھ معاملہ کرنے والوں نے سرمایہ کی اسی مقدار پر کمپنی کے ساتھ معاملہ کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

۴۔ حصہ برائے حامل (Bearer Shares)

چونکہ حصہ برائے حامل (بیرر شیرز) میں بھی دراصل خریداری کمپنی کے

اثاثوں کے متناسب حصے کی ہوتی ہے، اور شیرز سرٹیفکیٹ محض ایک وثیقہ ہے، جس کے ذریعہ اس متناسب حصے کی ملکیت کو ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے، لہٰذا کسی کمپنی کے ایسے شیرز جاری کرنے میں یا ان کی خرید وفروخت کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۔ شیرز کی بیع میں محلِ عقد (Subject Matter)

کسی حصے کی بیع میں محلِ عقد کمپنی کے اثاثوں کا مشترک یا متناسب Proportionate حصہ ہوتا ہے اور شیئر سرٹیفکیٹ اس حصے میں خریداری کے حق کا ایک وثیقہ ہے۔

۶۔ ترجیحی حصص (Preference Shares)

ایسے ترجیحی حصص جاری کرنا جائز نہیں ہے جن کو ایسی مالی خصوصیات دی گئی ہوں جو حصہ دار کے لگائے ہوئے سرمایے یا اس پر نفع کی کسی مقدار کی ضمانت پر مشتمل ہوں یا جنھیں حسابات کے تصفیہ یا سالانہ منافع کی تقسیم میں دوسرے حصوں پر مقدم رکھا جائے۔

البتہ بعض حصوں کو دفتری اور انتظامی امور سے متعلق کوئی امتیازی خصوصیت دینا جائز ہے۔

۷۔ سودی طریقوں سے شیرز کا کاروبار

(الف) کسی دلال وغیرہ سے سودی قرض لے کر اس رقم سے کسی کمپنی کے شیرز خریدنا، پھر ان شیرز کو قرض دینے والے کے پاس بطور رہن رکھ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ سودی معاملہ ہے، جس کی توثیق رہن سے کی گئی ہے۔ اور یہ دونوں کام اس حدیث کی رو سے حرام ہیں جس میں سود لینے والے، دینے والے، اس کی دستاویز تیار کرنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

(ب) اس شیئر کا بیچنا جائز نہیں ہے جو بائع کی ملکیت میں نہ آیا ہو، بلکہ دلال نے یہ وعدہ کر رکھا ہو کہ حوالگی کی تاریخ میں وہ شیئر بطور قرض دے دے گا۔ اس کے ناجائز

ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی چیز کی بیع ہے جو بائع کی ملکیت میں نہیں ہے۔ یہ حرمت اس صورت میں اور زیادہ ہو جاتی ہے جب حاصل شدہ قیمت دلال کو اس شرط پر دی جائے کہ وہ قرض دینے کے بدلے یہ رقم سودی اکاؤنٹ میں رکھوادے اور اس سے نفع حاصل کرے۔

۸۔ شیرز کی بیع یا رہن

کمپنی کے قواعد وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے شیرز کی بیع یا اس کا رہن جائز ہے، مثلاً اگر کمپنی کے قواعد کی رو سے بیع مطلقاً جائز قرار دی گئی ہو تو شیرز جس کو چاہیں فروخت کیے جا سکتے ہیں اور اگر کمپنی کے قواعد کی رؤ سے پرانے شرکاء کو خریداری کا پہلے حق حاصل ہو تو اس کی رعایت کی جائے گی۔ اسی طرح اگر قواعد میں شرکاء کے پاس حصہ رہن رکھنے کی گنجائش رکھی گئی ہو تو اسے مشترک یا متناسب حصے کا رہن سمجھا جائے گا۔

۹۔ انتظامی اخراجات شامل کر کے شیرز جاری کرنا

شیرز کی قیمت پر ایک متعین تناسب سے اضافہ کر کے کوئی رقم اس لیے وصول کرنا کہ اس سے شیرز جاری کرنے کے دفتری اخراجات وصول کیے جا سکیں، شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ یہ رقم تناسب سے متعین کی گئی ہو۔

۱۰۔ زیادتی یا کمی کے ساتھ شیرز جاری کرنا

کمپنی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے سرمایے میں اضافہ کے لیے نئے شیرز جاری کرے، بشرطیکہ یہ نئے شیرز یا تو پرانے شیرز کی حقیقی قیمت کی بنیاد پر جاری کیے جائیں، جس کا تعین ماہرین کمپنی کے اثاثوں کی قیمت لگا کر کر سکتے ہیں، یا پھر ان کا اجراء قدیم شیرز کی بازاری قیمت کی بنیاد پر ہو۔

۱۱۔ شیرز کی خریداری کے لیے کمپنی کی ضمانت

کونسل کی رائے ہے کہ اس سلسلے میں مزید غور وفکر اور تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس لیے حتمی قرارداد کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

۱۲۔ جوائنٹ اسٹاک لمٹیڈ کمپنی کی ذمہ داری کی تعیین

ایسی کمپنی قائم کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں جس کی ذمہ داری اس کے سرمایے کی حد تک محدود ہو۔ کیونکہ یہ بات ان تمام لوگوں کو معلوم ہوتی ہے جو کمپنی کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔ اور اس علم کی بنا پر کمپنی سے لین دین کرنے والوں کے دھوکہ میں پڑنے کا امکان نہیں ہوتا۔

اسی طرح اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے کہ بعض شیئر ہولڈرز کی ذمہ داری قرض خواہوں کے مقابلے میں غیر محدود ہو، بشرطیکہ اس ذمہ داری کا کوئی معاوضہ ان حصہ داروں نے وصول نہ کیا ہو، یہ صورت ان کمپنیوں میں ہوتی ہے جن میں بعض شرکاء ضامن اور بعض شرکاء محدود ذمہ داری والے ہوتے ہیں۔

۱۳۔ شیئرز کے لین دین کو اجازت یافتہ بروکرس کے ساتھ کر دینا اور بازار میں اس کے کاروبار پر فیس عائد کرنا

حکومت کے متعلقہ شعبوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بعض شیئرز کے لین دین کو اس طرح منظم کریں کہ یہ لین دین صرف اجازت یافتہ مخصوص بروکرس کے ذریعہ انجام دیا جائے۔ کیونکہ اس قسم کی پابندیاں حکومت کی جانب سے جائز مصالح کی وجہ سے لگائی جاسکتی ہیں۔

اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ شیئرز بازار میں کاروبار کرنے والوں سے رکنیت کی فیس وصول کی جائے، کیونکہ اس کا تعلق بھی انتظامی امور سے ہے اور اس کا مقصد جائز مصالح کا حصول ہے۔

۱۴۔ حقِ اوّلیت

کونسل کی رائے ہے کہ اس سلسلے میں مزید غور و فکر اور تحقیق کی ضرورت ہے، اس لیے اس پر حتمی قرارداد کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ حقِ ملکیت کی گواہی

کونسل کی رائے ہے کہ اس سلسلے میں مزید تحقیق اور غور و فکر کی ضرورت ہے

اس لیے اس پر حتمی قرارداد کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

دوم: اختیارات (Options)

الف: اختیارات کے معاملوں کی صورت

عقود اختیارات (Options Contracts) کا مقصد مالی معاوضے کے بدلے میں یہ ذمہ داری لینا ہے کہ کسی خاص وقت یا خاص مدت کے دوران ایک طے شدہ نرخ پر کوئی طے شدہ اور متعین خصائص والی چیز بیچی یا خریدی جا سکے گی۔ یہ معاملہ فریقین کے درمیان براہ راست بھی ہوسکتا ہے اور کسی ایسے ادارے کے توسط سے بھی انجام دیا جا سکتا ہے جو جانبین کے حقوق کی ضمانت دے۔

(ب) شرعی حکم

آج کل عالمی مالیاتی بازاروں میں جس طریقے پر 'عقود اختیارات' کا رواج ہے، وہ معروف شرعی عقود میں سے کسی عقد کی تعریف میں نہیں آتے، بلکہ وہ نئی قسم کے معاملات ہیں۔

اور چونکہ ان معاملات میں معقود علیہ (Subject Matter) نہ تو کوئی مال ہے، نہ منفعت ہے اور نہ کوئی ایسا مالی حق ہے جس کا معاوضہ لینا جائز ہو، لہٰذا یہ معاملات شرعاً ناجائز ہیں۔

اور چونکہ یہ معاملات ابتداءً ہی ناجائز ہیں، اس لیے ان کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے۔

سوم: منظم بازاروں میں اشیاء، کرنسیوں اور اشاریوں کی خرید وفروخت۔

(ا) اشیاء:

منظم مالیاتی بازاروں میں اشیاء کی خرید وفروخت مندرجہ ذیل چار مختلف طریقوں سے ہوتی ہے:

پہلا طریقہ:

پہلا طریقہ یہ ہے کہ فروخت کی جانے والی اشیاء یا ان کی نمائندگی کرنے

والے کاغذات بائع کی ملکیت اور قبضے میں موجود ہوں اور عقد کے ذریعہ خریدار کو سامان پر اور بائع کو قیمت پر قبضہ کرنے کا حق فوری طور سے منتقل ہو جائے۔

یہ طریقہ بیع کی معروف شرائط کے مطابق شرعاً جائز ہے۔

دوسرا طریقہ:

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عقد کے ذریعہ خریدار کو سامان پر اور بائع کو قیمت پر قبضہ کرنے کا حق فوری طور سے منتقل ہو جائے۔ اور بازار کی انتظامیہ کی معرفت قبضہ کی اس منتقلی کا امکان بھی موجود ہو۔

یہ طریقہ بھی بیع کی معروف شرائط کے مطابق شرعاً جائز ہے۔

تیسرا طریقہ:

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ یہ معاہدہ ہو کہ بائع طے شدہ اوصاف کی اشیاء آئندہ کسی تاریخ میں خریدار کے حوالے کرے گا، اور خریدار حوالگی کے وقت ان کی قیمت ادا کرے گا، اور معاہدے میں یہ بات طے ہو کہ یہ معاملہ بالآخر معیّن تاریخ پر واقعتاً اشیاء اور قیمت کے لین دین پر ختم ہوگا۔

یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں سامان اور قیمت دونوں ادھار ہیں (یعنی دونوں کی ادائیگی کو معاہدے کی رو سے مؤخر کر دیا گیا ہے) البتہ یہ طریقہ اس طرح درست ہو سکتا ہے کہ اس میں ''بیع سلم'' کی تمام شرائط پوری کر دی جائیں۔ اس صورت میں یہ طریقہ جائز ہو جائے گا۔

اسی طرح جو چیز بیع سلم کے طور پر خریدی گئی ہو، جب تک خریدار اس پر قبضہ نہ کر لے اسے آگے کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

چوتھا طریقہ:

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ عقد بیع کے ذریعہ بائع طے شدہ اوصاف کی اشیاء کو آئندہ کسی تاریخ میں خریدار کے حوالے کرنا اپنے ذمے لے لے، اور خریدار حوالگی کی تاریخ میں قیمت کی ادائیگی اپنے ذمہ لے لے۔ اور عقد میں یہ بات طے شدہ نہ ہو کہ یہ معاملہ بالآخر اشیاء اور قیمت کے عملی لین دین پر ختم ہوگا، بلکہ

اس بات کی گنجائش ہو کہ معاملہ بالآخر ایک برعکس عقد پر ختم ہو جائے۔ (جس میں اشیاء کے حقیقی لین دین کے بجائے محض قیمتوں کے فرق سے ادائیگی کا تصفیہ ہو جائے۔)

اشیاء کے منظم بازاروں میں یہی طریقہ زیادہ رائج ہے (جس کو Futures Tradings کہا جاتا ہے)۔ اس قسم کا عقد اپنی اصل کے اعتبار سے ناجائز ہے۔

۲۔ کرنسیوں کی تجارت

منظم بازاروں میں کرنسیوں کی تجارت بھی مذکورہ بالا چار طریقوں پر ہوتی ہے جن کا ذکر اشیاء کی تجارت کے سلسلے میں اوپر ہوا۔ ان میں تیسرے اور چوتھے طریقے سے کرنسیوں کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔

البتہ پہلے اور دوسرے طریقے سے کرنسیوں کی خرید و فروخت اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ ''بیع صرف'' کی معروف شرائط پوری کر لی گئی ہوں۔

۳۔ اشاریوں کی تجارت

اشاریہ (Index) ایک نمبر ہوتا ہے جس کا تعین ایک خاص حسابی طریقے سے کیا جاتا ہے اور اس سے کسی معیّن بازار میں نرخوں کی تبدیلی کی مقدار معلوم کی جاتی ہے۔ بعض عالمی بازاروں میں ان نمبروں کی بھی تجارت ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا اشاریہ (Index) کی خرید و فروخت بالکل ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ خالص جوا ہے اور ایک ایسی خیالی چیز کی بیع ہے جس کا وجود میں آنا ممکن نہیں۔

۴۔ اشیاء اور کرنسی میں حرام معاملات کا شرعی متبادل

اشیاء اور کرنسیوں کی تجارت کے لیے ایک اسلامی بازار منظم کرنے کی ضرورت ہے جو شرعی معاملات کی بنیاد پر قائم ہو اور جس میں خاص طور پر بیع سلم، بیع صرف، وعدۂ بیع اور استصناع کے اصولوں پر تجارت کی جائے۔

اکیڈمی محسوس کرتی ہے کہ ان متبادل معاملات کی شرائط اور منظم اسلامی

بازاروں میں ان کے اطلاق کے طریقوں کا بھرپور جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

چہارم: کریڈٹ کارڈ

(الف) تعریف:

'کریڈٹ کارڈ' ایک دستاویز ہوتی ہے جو اس کو جاری کرنے والا ادارہ کسی حقیقی یا اعتباری شخص کے لیے باہمی معاہدہ کی بنیاد پر جاری کرتا ہے اور اس کے ذریعہ وہ شخص اشیاء اور خدمات، قیمت کی فوری ادائیگی کے بغیر ان لوگوں سے خرید سکتا ہے جو اس دستاویز پر اعتماد رکھتے ہیں، اس لیے کہ اس کو جاری کرنے والا ادارہ قیمت کی ادائیگی کی ذمہ داری لیتا ہے۔ بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ بینکوں سے روپیہ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ 'کریڈٹ کارڈ' کی کئی صورتیں ہیں:

☆ بعض کریڈٹ کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے بموجب رقم کا حصول یا خریدی گئی اشیاء کی قیمت کی ادائیگی بینک میں موجود کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ہوتی ہے، کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے اکاؤنٹ سے نہیں ہوتی۔ اور بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بموجب قیمت کی ادائیگی انھیں جاری کرنے والے ادارہ کی طرف سے ہوتی ہے، پھر وہ ادارہ وقتاً فوقتاً کارڈ ہولڈر سے وصول کرلیتا ہے۔

☆ بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے غیر ادا شدہ مجموعی سرمایہ پر مطالبہ کی تاریخ سے متعین وقفوں میں سود لازم آتا ہے۔ اور بعض کارڈ انٹرسٹ فری ہوتے ہیں۔

☆ اکثر کریڈٹ کارڈ ایسے ہوتے ہیں کہ کارڈ ہولڈر پر سالانہ فیس عائد کی جاتی ہے، البتہ بعض کریڈٹ کارڈ ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں جاری کرنے والے ادارہ کی طرف سے کوئی سالانہ فیس نہیں لگائی جاتی۔

(ب) کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت:

بحث ومباحثہ کے بعد کونسل نے کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت اور حکم کے بارے میں حتمی فیصلے کو مؤخر کردیا، تاکہ آئندہ اجلاس میں اس پر مزید غور وتحقیق کی جاسکے۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۴ (۷/۲)

قسطوں پر بیع

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۷تا۱۲رذی قعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴رمئی ۱۹۹۲ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'قسطوں پر بیع' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کا سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: قیمت کی قسط وار ادائیگی کے معاہدے پر بیع کرنا شرعاً جائز ہے، خواہ اس میں اس چیز کی قیمت نقد لین دین کی قیمت سے زیادہ رکھی گئی ہو۔

دوم: تجارتی وثیقے (مثلاً چیک، پرامیسری نوٹ، بل آف ایکسچینج) واجب الادا رقم کی تحریری توثیق کے جائز طریقے ہیں۔

سوم: تجارتی وثیقوں کے لین دین پر لگایا جانے والا کمیشن شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ یہ ''ربا النسیئة'' کی ایک صورت ہے جو حرام ہے۔

چہارم: جو رقم آئندہ کسی مقررہ تاریخ میں واجب الادا ہو اسے قبل از وقت وصول کرنے کے لیے واجب الادا رقم میں کمی کر دینا شرعاً جائز ہے، خواہ یہ کمی قرض دینے والے کی طرف سے ہو یا مقروض کے مطالبے پر ہو۔ یہ سود میں داخل نہیں، بشرطیکہ یہ کسی سابقہ معاہدے کی بنیاد پر نہ ہو اور یہ معاملہ

صرف قرض دینے والے اور مقروض کے درمیان ہو۔ اگر دونوں کے درمیان کوئی تیسرا فریق شامل ہو جائے (یعنی وہ تیسرا فریق دین کو کم قیمت پر خرید لے) تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس کا حکم وہی ہے جو ہنڈیوں کی کٹوتی کا ہے۔

پنجم: قرض کا معاہدہ کرتے وقت فریقین کا اس بات پر اتفاق کر لینا جائز ہے کہ اگر مقروض نے تنگ دست نہ ہونے کے باوجود واجب الادا قسطوں میں سے کسی ایک قسط کی ادائیگی بروقت نہ کی تو باقی ماندہ تمام قسطیں بھی فوری طور پر واجب الادا ہو جائیں گی۔

ششم: جب مقروض کی موت یا اس کے دیوالیہ ہو جانے یا ادائیگی میں تاخیر کے سبب پوری رقم فوری طور پر واجب الادا ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں میعاد سے قبل ادائیگی کی وجہ سے واجب الادا رقم میں باہمی رضامندی سے کمی کرنا جائز ہے۔

ہفتم: مقروض کی ایسی تنگ دستی جس کی بنا پر اسے شرعاً مہلت دینا واجب ہو اس کا معیار یہ ہے کہ مقروض کے پاس اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد اتنی نقد رقم یا سامان نہ ہو جس سے وہ اپنا قرض ادا کر سکے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۵ (۷/۳)

عقد استصناع

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۷ تا ۱۲ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'عقد استصناع' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

کونسل نے انسانوں کے مصالح کے سلسلے میں شرعی مقاصد اور عقود و تصرفات کے بارے میں فقہی قواعد کو بھی ملحوظ رکھا، اور یہ بات بھی اس کے پیشِ نظر رہی کہ صنعت و حرفت کو آگے بڑھانے، سرمایہ کاری کے وسیع مواقع مہیا کرنے اور اسلامی اقتصادی عمل کو ترقی دینے میں 'عقد استصناع' کا بہت دخل ہے۔

چنانچہ اس نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: 'عقد استصناع'، جس میں کوئی چیز تیار کرنے کی ذمہ داری ہوتی ہے، فریقین پر لازم ہے، بشرطیکہ اس کے ارکان و شروط موجود ہوں۔

دوم: عقد استصناع میں مندرجہ ذیل شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(الف) جو چیز بنوائی جا رہی ہے، اس کی جنس، نوع، مقدار اور مطلوبہ اوصاف کی وضاحت ہو۔

(ب) حوالگی کی تاریخ متعین ہو۔

سوم: عقد استصناع میں پوری قیمت کی ادائیگی بعد میں کرنے کا معاملہ کیا جائے، یا معلوم مدت میں کئی قسطوں میں اس کی ادائیگی طے کی جائے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔

چہارم: یہ بھی جائز ہے کہ 'عقد استصناع' میں فریقین کے باہمی اتفاق سے جرمانہ کی شرط عائد کردی جائے (یعنی یہ شرط کہ اگر بنانے والا مقررہ وقت پر وہ چیز تیار نہ کرسکا تو ہر دن کی تاخیر پر قیمت میں اتنی کمی ہوجائے گی) بشرطیکہ حوالگی میں تاخیر غیر اختیاری حالات کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ٦٦ (۷/۴)

بیع الوفاء

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۷ تا ۱۲/ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴/مئی ۱۹۹۲ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'بیع الوفاء' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔ اس بیع کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں اس شرط پر کوئی سامان بیچا جاتا ہے کہ جب فروخت کنندہ اس کی قیمت واپس کردے گا تو خریدار اس کو سامان واپس کردے گا۔

کونسل نے اس کے سلسلے میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: 'بیع الوفاء' کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسا قرض ہے جو نفع کا موجب ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ سودی معاملے کا ایک حیلہ ہے اور جمہور علماء اس کے ناجائز ہونے کے قائل ہیں۔

دوم: یہ عقد شرعاً ناجائز ہے۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۷ (۵/۷)

طبّی علاج

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۷ تا ۱۲/ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ مئی ۱۹۹۲ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ''طبّی علاج'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: علاج معالجہ

علاج معالجہ کے سلسلے میں اصل حکم یہ ہے کہ وہ جائز ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم میں اور قولی اور فعلی احادیث میں اس کی مشروعیت وارد ہے۔ اور اس لیے بھی کہ علاج کے ذریعہ نفس اور جان کی حفاظت ہوتی ہے جو شریعت کے کلّی مقاصد میں سے ہے۔

علاج کا حکم حالات اور شخصیات کے اختلاف سے بدل جاتا ہے۔

☆ اگر کسی شخص کو ایسی بیماری لاحق ہے، جس سے اس کے ہلاک ہو جانے یا اس کے کسی عضو کے ضائع ہو جانے یا معذور ہو جانے کا اندیشہ ہو، یا وہ کسی ایسے متعدی مرض میں مبتلا ہو جس کے دوسروں کو لگنے کا اندیشہ ہو تو ان تمام صورتوں میں اس شخص پر اپنا علاج واجب ہے۔

☆ اگر اسے کوئی ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے صرف بدن میں ضعف پیدا ہو جاتا ہو، کوئی ایسی حالت پیدا نہ ہوتی ہو جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا تو اس صورت میں اس بیماری کا علاج کرانا مستحب ہے۔

☆ اگر اس بیماری کی وجہ سے مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت پیدا نہ ہوتو پھر علاج کرنا مباح ہے۔

☆ اور اگر کوئی ایسی بیماری ہو جس کا علاج کرنے سے موجودہ بیماری سے زیادہ بڑی بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتو علاج کرنا مکروہ ہے۔

دوم: مایوس کن مرضی کیفیات کا علاج

(الف) مسلمان کا عقیدہ ہے کہ بیماری اور شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، علاج معالجہ ان اسباب کو اختیار کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں ودیعت کر رکھے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا جائز نہیں، بلکہ اللہ کے حکم سے شفاء کی امید رکھنی چاہیے۔

ڈاکٹروں اور مریض کے اقربا کو چاہیے کہ وہ اس کا حوصلہ بڑھائیں اور چاہے اس کی شفاء کی توقع ہو یا نہ ہو، مسلسل اس کی دیکھ بھال رکھیں اور اس کی نفسیاتی اور جسمانی تکالیف میں کمی لانے کی کوشش کرتے رہیں۔

(ب) ایسی مرضی کیفیت جس کے علاج کی امید نہ ہو، اس کا اعتبار ہر زمانے میں ڈاکٹروں کے اندازے اور ہر جگہ حاصل طبی امکانات و وسائل اور مریضوں کے مخصوص حالات کے لحاظ سے ہوتا ہے۔

سوم: مریض کی اجازت

(الف) اگر مریض اجازت دینے کے قابل ہے تو علاج کے لیے اس کی اجازت شرط ہے اور اگر وہ اجازت دینے کے بالکل قابل نہیں یا اس کی اہلیت ناقص ہے تو اس صورت میں اس کے علاج کے لیے اس کے ولی کی اجازت معتبر ہوگی اور اس میں ولایتِ شرعی کی ترتیب اور اس کے احکام کا لحاظ رکھا جائے گا۔ ان احکام

کے مطابق ولی کو صرف ان کاموں میں تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے جن میں اس کے زیرولایت شخص کی منفعت، مصلحت، اوراس کی تکلیف کا ازالہ ہو۔

لہٰذا مریض کی عدمِ اجازت کی صورت میں ولی کو اس تصرف کا حق حاصل نہیں ہوگا جس سے مریض کا واضح ضرر اور نقصان ہو۔ اس صورت میں یہ حقِ تصرف بعد والے ولی کو حاصل ہوگا اور دوسرا کوئی ولی نہ ہو تو حاکم وقت کو یہ حق تصرف حاصل ہوگا۔

(ب) بعض حالات میں حاکم وقت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ لوگوں کے لیے علاج معالجہ لازم کردے۔ مثلاً متعدی امراض اور تحفظاتی ٹیکوں کے معاملے میں۔

(ج) ایسی حادثاتی صورتوں میں جن میں مریض کی زندگی خطرہ میں ہو، علاج کے لیے اس کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

(د) میڈیکل ریسرچ کی کارروائی کے لیے مکمل اہلیت کے حامل شخص کی اجازت ضروری ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اجازت کے حصول میں جبر واکراہ کا شائبہ نہ ہو۔ (مثلاً وہ شخص قیدی نہ ہو) اور نہ کوئی مادی لالچ دیا گیا ہو (مثلاً وہ شخص غریب نہ ہو) اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس میڈیکل ریسرچ سے اس کو کوئی ضرر نہ پہنچتا ہو۔

جو شخص اجازت دینے کا اہل نہ ہو یا اس کی اہلیت ناقص ہو، اس پر میڈیکل ریسرچ کی کارروائی جائز نہیں، خواہ اس کے اولیاء اس کی اجازت دے دیں۔

ساتھ ہی کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ مندرجہ ذیل طبی موضوعات پر مقالات تحریر کرائے تاکہ انھیں اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں میں پیش کیا جاسکے:

— حرام اور ناپاک چیزوں سے علاج اور دوائیں استعمال کرنے کے ضوابط۔

— حسن کی افزائش کے لیے علاج۔

—— طبیب کی ذمہ داری۔

—— مرد کے لیے عورت کا علاج کرنا، عورت کے لیے مرد کا علاج کرنا اور غیر مسلم ڈاکٹر سے مسلمان کا علاج کروانا۔

—— تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک سے علاج (روحانی علاج)۔

—— طبیب کی اخلاقیات۔ ضرورت ہو تو اس موضوع پر ایک سے زائد اجلاسوں میں غور ہو سکتا ہے۔

—— علاج میں مختلف طریقوں میں ترجیح کا مسئلہ۔

—— امراض کی ایسی صورتوں کے بارے میں بحث و تحقیق جن کے علاج سے اطباء قاصر ہیں یا ان کا کوئی صحیح علاج ان کی سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ مثلاً:

☆ ایک شخص کے جسم میں کینسر سرایت کر گیا ہے۔ کیا اس کا پورا علاج کیا جائے یا اسے صرف مسکنات دیے جائیں؟

☆ ایک بچے کو استسقاء الدماغ کا مرض لاحق ہے، ساتھ ہی فالج کی مختلف شکلیں بھی پائی جاتی ہیں، لیکن اس کے دماغ کے بعض حصے اب بھی کام کر رہے ہیں۔ کیا ایسے بچے کا آپریشن کیا جائے؟ اگر اس بچے کو اپنڈیسائٹس یا نمونیا ہو جائے تو کیا اس کا علاج کیا جائے یا اسے یونہی چھوڑ دیا جائے؟

☆ ایک انتہائی بوڑھا شخص مرض قلب اور فالج کا شکار ہو، پھر اس کے گردے بھی کام کرنا بند کر دیں تو کیا Renal Failure کا علاج Dialysis کے ذریعہ کیا جائے گا؟ اگر اسے ہارٹ اٹیک ہو جائے تو اسے ابتدائی طبی امداد دی جائے گی یا نہیں؟ اگر اسے نمونیا ہو جائے تو کیا اس کا علاج کیا جائے گا یا یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟

☆ ایک شخص جس کے دماغ میں شدید چوٹیں آئی ہوں، لیکن اس کے باوجود اس کے دماغ کے بعض حصے کام کر رہے ہوں، Brain death کی تعریف اس پر صادق نہ آتی ہو، وہ کوما میں ہو اور اس کی حالت بہتر ہونے کی کوئی امید نہ ہو، اگر

ایسے شخص کو ہارٹ اٹیک ہو تو کیا اسے فرسٹ ایڈ دیا جائے گا یا یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ اگر اسے نمونیا ہو جائے تو کیا اس کا علاج کیا جائے گا؟ ان حالتوں میں ایسے شخص کے علاج سے رک جانے کا فیصلہ کون کرے گا؟ اطباء کی کمیٹی؟ یا اخلاقی کمیٹی؟ یا اطباء مریض کے اہل خانہ کے ساتھ مل کر؟

- امراض کی ان حالتوں اور انواع کے بارے میں شریعت اور سنت کے موقف کا بیان ۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۸ (۶/۷)

بین الاقوامی حقوق اسلام کی نظر میں

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۷ تا ۱۲/ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ مئی ۱۹۹۲ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'بین الاقوامی قوانین اسلام کی نظر میں' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ اس نے ان کوششوں کی تعریف وتحسین کی جو اس موضوع پر مقالات کی تیاری، پیش کش اور مباحثہ میں کی گئی تھیں۔ کونسل کا احساس تھا کہ یہ موضوع بہت اہمیت کا حامل اور وسیع ہے۔ اس کے متعدد پہلوؤں پر مزید بحث وتحقیق اور غور وخوض کی ضرورت ہے۔

کونسل نے اس پر ہونے والے مناقشوں کو بھی سنا۔ اس کے بعد اس نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: ایک 'ایکشن کمیٹی' تشکیل دی جائے جو ایک ورکنگ پیپر تیار کرے، جس کی بنیاد پر اس موضوع کے بارے میں ایک مستقل سمینار منعقد کیا جائے اور اس میں موضوع کی تفصیلات پر بحث ومباحثہ کیا جائے اور اسلامی نقطۂ نظر سے بین الاقوامی قوانین کی تدوین کا ایک پروجیکٹ تیار کر کے اکیڈمی کے آئندہ سالانہ اجلاس میں پیش کرے۔

دوم: ورکنگ پیپر کے بنیادی نکات مندرجہ ذیل ہونے چاہییں:

(۱) اسلامی بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی تعلقات کے مصادر: قرآن کریم، سنت نبوی اور خلفائے راشدین کی عملی تطبیقات۔ اس سلسلے میں فقہاء کے اجتہادات سے بھی استفادہ کیا جائے۔

(۲) شریعت اسلامیہ کی عام خصوصیات اور مقاصد، اور وہ چیزیں جو تمام حالات پر عملاً اثر انداز ہوتی ہیں۔ مثلاً:

(الف) شریعت کے مقاصد۔

(ب) عام خصوصیات۔

(۳) اسلام میں امت اور وحدتِ امت کا مفہوم۔

(۴) ممالک کی تقسیم میں فقہاء کے مسالک۔

(۵) عالم اسلام کے موجودہ حالات کی تاریخی بنیادیں۔

(۶) اسلامی ریاست کے داخلی تعلقات جو عوام اور اقلیتوں سے متعلق ہوں۔

(۷) اسلامی ریاست کے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات۔

(۸) بین الاقوامی معاہدوں اور بین الاقوامی تنظیموں کے بارے میں اسلام کا موقف۔

سوم: 'الیکشن کمیٹی کونسل' ایسے تشریحی نوٹ تیار کرے جن کے ذریعہ مقالات لکھنے والے علماء بحث کے بنیادی نکات متعین کرنے میں رہنمائی حاصل کرسکیں۔ یہ کام آئندہ چند ماہ کے دوران ہو جانا چاہیئے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۹ (۷/۷)

ساتویں اجلاس کی سفارشات

بسلسلۂ

فکری یلغار

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۷ تا ۱۲ / ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ / مئی ۱۹۹۲ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'فکری یلغار' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ ان مقالات میں بتایا گیا تھا کہ اس یلغار کی ابتداء کیسے ہوئی؟ یہ کتنی سنگین اور دوررس ہے؟ اور اس نے عرب اور مسلم ممالک میں کیا نتائج پیدا کیے ہیں؟ ان مقالات میں اس چیز کا بھی جائزہ لیا گیا تھا کہ اس فکری یلغار نے کیا کیا شبہات واعتراضات اٹھائے اور کیا منصوبے اور اسکیمیں تیار کی ہیں، جن کا مقصد مسلم معاشرے کی بنیادیں ہلانا اور اسلامی دعوت کی اشاعت روکنی ہے۔ اسی طرح ان مقالات میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اسلام نے امت کو اس فکری یلغار سے بچانے اور ثابت قدم رکھنے اور اس کے بہت سے منصوبوں اور سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے کیا کردار ادا کیا ہے۔ ان مقالات میں خاص طور پر یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ اس یلغار کا مقابلہ کرنے اور تمام میدانوں اور تمام سطحوں پر امت کو اس کے اثرات سے بچانے کے لیے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔

ان مقالات پر ہونے والے مناقشوں کو سننے کے بعد کونسل مندرجہ ذیل چیزوں کی سفارش کرتی ہے:

سفارشات

اول: شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لیے کام کیا جائے اور مقامی اور بین الاقوامی سیاسی تعلقات کی تشکیل میں اس کو بنیاد بنایا جائے۔

دوم: تعلیم وتربیت کے نظاموں کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کیا جائے اور ان کو اس مقصد کے ساتھ ترقی دی جائے کہ نئی نسل کی تعمیر معاصر اسلامی تربیتی بنیادوں پر کی جائے اور اس کو اس طرح تیار کیا جائے کہ اسے اپنے دین کا شعور ہو اور وہ فکری یلغار کے تمام مظاہر سے محفوظ رہ سکے۔

سوم: داعیان اسلام کی تیاری کے لیے ایسے نصاب کی تشکیل نو ہو جس کے ذریعہ وہ اسلام کی روح اور انسانی زندگی کی تعمیر میں اس کے طریقۂ کار کا صحیح ادارک کر سکیں، ساتھ ہی انھیں عصری ثقافت سے بھی آگاہی ہو تا کہ وہ موجودہ معاشروں کے ساتھ پورے شعور اور بصیرت کے ساتھ تعامل کر سکیں۔

چہارم: ثقافتی یلغار کے تمام مظاہر اور اثرات کا مقابلہ کرنے اور مسلمانوں کو ان کے دین کی مکمل اور بھرپور واقفیت بہم پہنچانے کے لیے ان کی زندگی میں مسجد کو مکمل تربیتی مقام دیا جائے۔

پنجم: جو شبہات دشمنان اسلام نے پھیلائے ہیں ان کا ازالہ خالص علمی اور سنجیدہ انداز سے کیا جائے، جس سے ایک مومن کا اس دین پر پوری طرح اعتماد بحال رہے۔ ان شبہات کا رد کرنے میں معذرت خواہانہ اور کم زور انداز نہ اختیار کیا جائے۔

ششم: درآمدہ افکار ونظریات کے مطالعہ وجائزہ کا اہتمام کیا جائے اور پوری دیانت اور معروضیت کے ساتھ ان کے نقائص اور کوتاہیوں کی نشان دہی کی جائے۔

ہفتم: اسلامی بیداری سے دلچسپی لی جائے اور ان تمام اداروں کی امداد اور تعاون کیا جائے جو دعوت کے میدان میں سرگرم ہیں اور صحیح اسلامی تشخص کی تعمیر کا کام کررہے ہیں، تاکہ انسانی معاشرے کے سامنے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اور سیاسی، اجتماعی، ثقافتی اور اقتصادی، غرض زندگی کے تمام میدانوں میں اسلامی اصولِ حیات کی درخشاں تصویر سامنے آسکے۔

ہشتم: عربی زبان کے فروغ کی کوشش کی جائے، اس کی نشر واشاعت کا اہتمام کیا جائے اور دنیا بھر میں اس کی تعلیم کو مستحکم کیا جائے —— اس لحاظ سے کہ یہ قرآن کریم کی زبان ہے —— اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ عرب اور اسلامی ملکوں میں تمام اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنایا جائے۔

نہم: اسلام کی اعلیٰ ظرفی اور رواداری کو بیان کیا جائے اور واضح کیا جائے کہ وہ انسانوں کی دنیا و آخرت کی بھلائی اور سعادتوں کے لیے آیا ہے۔ اس چیز کی تشہیر عالمی پیمانے پر اور تمام زندہ زبانوں میں کی جائے۔

دہم: تشہیر اور خبر رسانی کے جتنے ذرائع موجودہ دور میں پائے جاتے ہیں ان سب کو، کلمۂ حق اور کلمۂ خیر دنیا کے چپے چپے میں پہنچانے کے لیے استعمال کیا جائے اور کسی بھی دستیاب ذریعہ کو استعمال کرنے میں کوتاہی نہ کی جائے۔

یازدہم: موجودہ دور کے مسائل اور مشکلات کے اسلامی حل پیش کرنے کی کوشش کی جائے اور ان حلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جدوجہد کی جائے، کیونکہ کامیاب عملی تطبیق دعوت اور اشاعتِ دین کا سب سے مؤثر طریقہ ہے۔

دوازدہم: مسلمانوں کے مابین اتحاد و اتفاق اور تمام میدانوں میں ان کے درمیان ہم آہنگی اور یک جہتی کے مظاہر کو مستحکم کرنے اور مصالحانہ طریقوں سے شریعت کے معروف احکام کے مطابق اختلافات وتنازعات کو حل کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کرنے اور ان کے

درمیان اختلافات اور تنازعات کو ہوا دینے کے منصوبے ناکام ہو جائیں۔

سیزدہم: مسلمانوں کو طاقت ور اور اقتصادی اور فوجی لحاظ سے خودکفیل بنانے کی کوشش کی جائے۔

چہاردہم: تمام عرب اور اسلامی ممالک سے اپیل کی جائے کہ روئے زمین کے مختلف حصوں میں جو مسلمان ظلم وستم کا شکار ہیں ان کی مدد وحمایت کی جائے، ان کے مسائل میں انھیں سہارا دیا جائے اور مختلف دستیاب وسائل کی مدد سے ظلم وجارحیت کو ان سے دفع کیا جائے۔

کونسل یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ فکری یلغار کے موضوع کی اہمیت اور اس کے مظاہر اور نئے اسالیب کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک مکمل اسٹریٹجی وضع کرنے کی ضرورت کے پیش نظر اس موضوع کے اہم پہلوؤں پر اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں اور مذاکروں میں بحث کروائے۔ اس کا آغاز آئندہ اجلاس میں عیسائیت کی تبلیغ اور استشراق کے موضوع پر بحث کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

قراردادیں اور سفارشات

آٹھواں اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: بندر سیری بیجوان (برونائی)

مورخہ یکم تا ۷ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء

قراردادیں ۷۰-۸۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ٧٠ (٨/١)

رخصت پر عمل اور اس کا حکم

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دار السلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ رمحرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ رجون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے "رخصت پر عمل اور اس کا حکم" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: شرعی رخصت سے مراد وہ احکام ہیں جو کسی عذر کی بنا پر مکلّفین کی آسانی کے لیے شریعت میں مقرر کیے گئے ہیں، باوجود اس کے کہ اصل حکم کے اسباب پائے جاتے ہوں۔

شرعی رخصت کے اسباب اگر موجود ہوں تو اس پر عمل کرنے کے سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بشرطیکہ اس کے دواعی ومحرکات موجود ہوں، اس کے حدود کا لحاظ کیا جائے اور شریعت کے قواعد وضوابط کی رعایت کی جائے۔

دوم: فقہی رخصتوں سے مراد وہ مسلکی اجتہادات ہیں جن میں کسی چیز کو مباح بتایا گیا ہے، جب کہ اس کے بالمقابل دوسرے اجتہادات میں وہ ممنوع ہے۔

فقہاء کی رخصتوں پر عمل (اس معنی میں کہ ان کے ان اقوال کو اختیار

کیا جائے جو نسبتاً آسان ہیں) شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ ان قواعد کی رعایت کی جائے جن کا ذکر دفعہ چہارم کے تحت آرہا ہے۔

سوم: عام مسائل میں رخصتوں کا وہی حکم ہوگا جو اصل فقہی مسائل کا ہوتا ہے، جب کہ ان سے کسی ایسی مصلحت کا حصول ہو رہا ہو جو شرعاً معتبر ہو اور ان لوگوں کے اجتماعی اجتہاد سے اس کا صدور ہوا ہو جو اجتہاد کے اہل اور تقوی اور امانتِ علمی سے متصف ہوں۔

چہارم: خواہشِ نفس کی پیروی میں فقہی مسالک کی رخصتوں پر عمل جائز نہیں، کیونکہ یہ چیز قیدِ تکلیف سے آزادی کی طرف لے جاتی ہے۔ رخصتوں پر عمل صرف حسب ذیل قواعد وضوابط کا لحاظ کرتے ہوئے جائز ہے:

(الف) فقہاء کے اس طرح کے اقوال جو رخصت پر مبنی ہیں، شرعاً معتبر ہوں اور انھیں شاذ اقوال کی حیثیت سے نہ بیان کیا گیا ہو۔

(ب) رخصت پر عمل کی ضرورت کسی پیش آمدہ دشواری کے ازالہ کے لیے ہو، خواہ اس ضرورت کا تعلق سارے معاشرے سے ہو یا اس کے کسی خاص حلقے یا خاص فرد سے۔

(ج) رخصت پر عمل کرنے والا اختیار اور ترجیح کی صلاحیت رکھتا ہو، یا اس جیسی صلاحیت کے حامل کسی شخص پر اعتماد کرتا ہو۔

(د) رخصت پر عمل کرنے سے تلفیق کی ممنوعہ صورت پیدا نہ ہو رہی ہو جس کا بیان دفعہ ششم میں آرہا ہے۔

(ہ) رخصت پر عمل سے کسی غیر شرعی مقصد کا حصول پیشِ نظر نہ ہو۔

(و) رخصت پر عمل کرنے والے کا نفس خود اس سے مطمئن ہو۔

پنجم: تقلیدِ مسالک میں تلفیق سے مراد یہ ہے کہ کسی مسلک کا مقلد ایک مسئلہ کی مختلف صورتوں میں ترکیب دے کر ایک ایسی شکل اختیار کرے جس کا ان لوگوں میں سے کوئی مجتہد قائل نہ ہو، جن کی وہ تقلید کر رہا ہو۔

ششم: تلفیق حسب ذیل صورتوں میں ممنوع ہے:

(الف) جب یہ چیز خواہش نفس کی بنا پر رخصتوں پر عمل تک پہنچادے، یا اس سے رخصتوں پر عمل کے سلسلے میں مذکور قواعد وضوابط میں سے کسی کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

(ب) جب اس سے قضاء کے حکم کی مخالفت ہو رہی ہو۔

(ج) جب اس سے پہلے کیے ہوئے کسی تقلیدی عمل کی مخالفت ہو رہی ہو۔

(د) جب اس سے اجماع کی مخالفت براہ راست یا بالواسطہ ہو رہی ہو۔

(ھ) جب اس سے مسئلہ کی کوئی ایسی مرکب صورت بن رہی ہو جس کا کوئی مجتہد قائل نہیں۔ **واللہ اعلم۔**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷۱ (۸/۲)

ٹریفک کے حادثات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دار السلام میں مورخہ یکم تا ۷ رمحرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ رجون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ٹریفک کے حادثات' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اوران پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

کونسل کے پیش نظر یہ بات بھی ہے کہ ٹریفک کے حادثات اب کثرت سے ہورہے ہیں جن سے لوگوں کی جان اور مال کو سخت خطرہ لاحق ہو گیا ہے، اس لیے مصلحت کا تقاضا ہے کہ سواریوں کے لائسنس سے متعلق ایسے قوانین بنائے جائیں جن سے امن وسلامتی کا تحقق ہو، مثلاً مشینری کی درستی، ملکیت کی منتقلی اور ڈرائیونگ لائسنس سے متعلق قواعد، نیز لائسنس جاری کرنے سے قبل ضروری احتیاط اور اس کے متعلق ضروری شرائط، مثلاً عمر، صلاحیت، نگاہ، ٹریفک کے قوانین سے واقفیت اوران کی پابندی، مناسب رفتار اور وزن کی پابندی وغیرہ۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول:

(الف) ان قوانین کی پابندی شرعاً واجب ہے جو شریعت اسلامیہ کے احکام سے نہیں ٹکراتے، کیونکہ یہ مصالح مرسلہ کی بنیاد پر حکمراں کے وضع کردہ

قوانین کی پابندی میں داخل ہے۔ مناسب ہے کہ ان قوانین میں شریعت کے وہ احکام بھی شامل کر لیے جائیں جن پر اب تک اس میدان میں عمل نہیں ہوا ہے۔

(ب) مصلحت کا تقاضا ہے کہ اس سلسلے میں کچھ سخت قوانین وضع کیے جائیں، جیسے ٹریفک کے قوانین کی مخالفت کرنے والے پر جرمانہ عائد کرنا، تا کہ گاڑیوں اور دیگر ذرائع نقل وحمل کے مالکوں کو راستوں اور بازاروں میں دوسرے لوگوں کی زندگی کو خطرے میں ڈالنے سے روکا جا سکے۔ اس کے لیے شریعت میں 'حسبۃ' کے مقررہ احکام سے استفادہ کیا جائے۔

دوم: گاڑیاں چلانے کے نتیجے میں جو حادثات پیش آتے ہیں ان کے سلسلے میں شریعتِ اسلامیہ کے فوجداری قوانین پر عمل کیا جائے۔ اگر چہ عموماً اس طرح کے حادثات غلطی سے ہوتے ہیں۔ ڈرائیور بہر حال دوسروں کو پہنچنے والے جانی اور مالی نقصان کا ذمہ دار ہے، اگر واقعی اس سے غلطی کا صدور ہوا ہو اور اس کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچا ہو۔ اس ذمہ داری سے وہ صرف حسب ذیل صورتوں میں بری تصور کیا جائے گا:

(الف) حادثہ کسی نا قابل تسخیر قوت کے نتیجہ میں ہوا ہو جس کا وہ مقابلہ نہ کر سکا ہو، اور اس سے اس کا بچنا ممکن نہ رہا ہو۔ اس سے مراد ہر وہ پیش آنے والی چیز ہے جو انسانی دائرے سے باہر ہو۔

(ب) جس شخص کو نقصان پہنچا ہو، حادثہ اس کی کسی حرکت سے پیش آیا ہو۔

(ج) حادثہ کسی دوسرے شخص کی غلطی یا زیادتی کی وجہ سے پیش آیا ہو، اس صورت میں وہی دوسرا شخص ذمہ دار ہوگا۔

سوم: جو حادثات جانوروں کی وجہ سے پیش آتے ہیں، ان کے نقصانات کے ذمہ دار جانوروں کے مالکان ہوں گے، اگر انھوں نے ان کی دیکھ بھال میں کوتاہی کی ہو۔ اس سلسلے میں عدالت کا فیصلہ آخری ہوگا۔

چہارم: اگر ڈرائیور اور دوسرا شخص دونوں ہی ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کا سبب بنے ہوں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے جانی و مالی نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

پنجم:

(الف) ان باتوں کی رعایت کی جائے جن کی تفصیل آرہی ہے: اصل یہ کہ صاحبِ فعل ہی ضامن ہوگا، اگرچہ اس نے زیادتی نہ کی ہو، دوسرا شخص جو سبب بنا ہے وہ اسی وقت ضامن ہوگا جب وہ زیادتی اور افراط کرنے والا ہو۔

(ب) صاحبِ فعل اور صاحبِ سبب دونوں جمع ہوں تو ذمہ داری صاحبِ فعل پر ہوگی، صاحبِ سبب پر نہیں، الا یہ کہ صاحبِ سبب نے زیادتی کی ہو اور صاحبِ فعل سے زیادتی کا صدور نہ ہوا ہو۔

(ج) اگر دو مختلف اسباب جمع ہو جائیں جن میں سے ہر ایک سے نقصان پہنچا ہو تو ان اسباب کے ذمہ دار اشخاص میں سے ہر ایک پر نقصان کی ذمہ داری، ان سے لاحق ہونے والے ضرر کے تناسب سے عائد ہوگی۔ اگر دونوں برابر کے ذمہ دار ہوں یا دونوں میں سے ہر ایک سے پہنچنے والے نقصان کا تناسب معلوم نہ ہو سکے تو پھر دونوں برابر کے ذمہ دار ہوں گے۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷۲ (۸/۳)

بیعانہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'بیعانہ' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور ان پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: 'بیعانہ' سے مراد یہ ہے کہ سامان کی بیع اس طرح ہو کہ خریدار بائع کو طے شدہ قیمت کا کچھ حصہ اس شرط کے ساتھ دے کہ اگر اس نے وہ سامان لیا تو دی ہوئی رقم سامان کی قیمت میں شمار کی جائے گی۔ اور اگر نہ لیا تو یہ رقم بائع کی ہو جائے گی۔

اس سلسلے میں بیع کی طرح اجارہ (کرایہ پر دینا) کے ساتھ بھی معاملہ ہوگا، اس لیے کہ اجارہ دراصل فائدہ کی بیع ہے۔ ان بیوع سے ہر وہ صورت مستثنیٰ ہوگی جس کی صحت کے لیے مجلسِ عقد میں عوضین میں سے کسی ایک پر قبضہ ضروری ہے، جیسے بیعِ سلم۔ یا دونوں پر قبضہ ضروری ہے، جیسے ان چیزوں کا تبادلہ جن میں کمی یا زیادتی سود ہے اور بیع صرف۔ لیکن یہ معاملہ مرابحہ کے ساتھ نہ ہوگا جب کہ وہ وعدہ کے مرحلے میں ہو۔

لیکن اگر وہ وعدہ کے مرحلے کے بعد بیع کے مرحلے میں آجائے تو اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔

دوم: اگر انتظار کی مدت مقرر ہو تو بیعانہ جائز ہے۔ جب خریداری مکمل ہو جائے گی تو بیعانہ سامان کی قیمت کا ایک حصہ شمار کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس مدت میں خریدار نے سامان نہ خریدا تو بیعانہ کی رقم بائع کی ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷۳ (۸/۴)

نیلامی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ر محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ر جون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'نیلامی' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور ان پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

نیلامی کا شمار موجودہ وقت میں کثرت سے ظہور میں آنے والے عقود میں ہوتا ہے، بعض حالتوں میں اس کی تنفیذ جائز حدود سے تجاوز کر جاتی ہے، اس لیے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس پر عمل کرنے کا طریقہ اس طرح منضبط کیا جائے کہ اس سے شریعتِ اسلامیہ کے احکام کے مطابق، معاملہ کرنے والوں کے حقوق کی حفاظت ہو سکے، اور جس طرح مختلف حکومتوں اور اداروں نے اپنے طور پر اس کے لیے قوانین بنا رکھے ہیں، اس کے سلسلے میں شرعی احکام کی وضاحت کی جا سکے۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: 'نیلامی' سے مراد وہ عقدِ معاوضہ ہے جس میں خواہش مندوں کو زبانی یا تحریری طور پر کسی جگہ بولی لگانے کی دعوت دی جاتی ہے اور بائع کی رضامندی سے وہ انجام پاتا ہے۔

دوم: چیزوں کے لحاظ سے نیلامی کی مختلف صورتیں بیع یا اجارہ وغیرہ جیسی ہوتی ہیں

اور نوعیت کے لحاظ سے وہ کبھی اختیاری ہوتی ہیں اور کبھی لازمی۔ اول الذکر کی مثال نیلامی کی عام صورتیں ہیں جن میں لوگ بولی لگاتے ہیں اور موخر الذکر کی مثال وہ نیلامی ہے جو عدالت کی طرف سے لازم کی جائے۔ نیلامی کی ضرورت عوامی اور پرائیویٹ اداروں، حکومتی شعبوں اور افراد سب کو ہوتی ہے۔

سوم: ضروری ہے کہ نیلامی سے متعلق ہونے والی تمام کارروائیاں (مثلاً ان کی تحریر وترتیب، انتظامی یا قانونی شرائط وقواعد) شریعتِ اسلامیہ کے احکام سے متعارض نہ ہوں۔

چہارم: نیلامی میں شرکت چاہنے والے سے ضمانت طلب کرنا شرعاً جائز ہے، مگر ضروری ہے کہ جس کے ہاتھ وہ سامان نہ آئے اسے ضمانت کی رقم لوٹا دی جائے، اور جس کے ہاتھ لگے اس کی دی ہوئی رقم اصل قیمت میں شامل کرلی جائے۔

پنجم: نیلامی میں شرکت کے لیے اتنی فیس لینے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں جو شرائط کی کاپی کی قیمت کے برابر ہو اور کسی صورت میں اس کی واجبی قیمت سے زیادہ نہ ہو۔

ششم: اسلامی بینک وغیرہ کے لیے جائز ہے کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے مختلف منافع بخش پروگرام لوگوں کے سامنے پیش کرے، خواہ پیسہ لگانے والے بینک کے ساتھ عقدِ مضاربت میں شریک ہوں یا نہ ہوں۔

ہفتم: نَجش حرام ہے، اس کی بعض صورتیں درج ذیل ہیں:

(الف) سامان کی قیمت میں وہ شخص اضافہ کرے جو اسے خریدنا نہ چاہتا ہو، تاکہ دوسرے خریدار کو رغبت ہو۔

(ب) جو شخص اس سامان کو خریدنا نہ چاہتا ہو وہ اس کی تعریف، اس سے اپنی واقفیت، تجربہ اور پسندیدگی کا اظہار کرے، تاکہ خریدار دھوکے میں مبتلا ہو کر

قیمت میں اضافہ کردے۔

(ج) سامان کا مالک یا اس کا وکیل یا دلال جھوٹا دعویٰ کرے کہ سامان کی اتنی قیمت دی جارہی تھی، تاکہ اس کا بھاؤ تاؤ کرنے والے دھوکا کھا جائیں۔

(د) نجش کی ایک نئی شکل، جو شرعاً حرام ہے، یہ ہے کہ مختلف سمعی، بصری اور تحریری ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سامان کی ایسی خصوصیات بیان کی جائیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو، یا ان کی قیمت بڑھا چڑھا کر ذکر کی جائے، تاکہ خریدار دھوکا کھا جائے اور اسے لینے کے لیے معاملہ کرلے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷۴ (۸/۵)

اسلامی مارکیٹ کے قیام کے لیے شرعی تنفیذات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اسلامی مارکیٹ کے قیام کے لیے شرعی تنفیذات' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ یہ موضوع دراصل 'فائینانشیل مارکیٹس' اور 'اسلامی کرنسی نوٹس' کے موضوعات کا تتمہ تھا جن سے متعلق پچھلے اجلاسوں (خصوصاً ساتویں اجلاس بمقام جدہ) اور سمیناروں میں بحث ہو چکی ہے جنھیں کونسل نے اس مقصد کے لیے منعقد کیا تھا، تا کہ فائنانشیل مارکیٹ کے لیے چند مناسب شرعی وسائل تک رسائی ہو سکے، کیونکہ یہی وہ مقام ہے جو مسلم ممالک میں موجود کرنسی نوٹ کے بہاؤ کا احاطہ کرتا ہے اور ان کے ترقیاتی منصوبوں اور باہمی تعاون، توازن اور ہم آہنگی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

کونسل نے ان مناقشات کو بھی سنا جو اسلامی مارکیٹ کے قیام کی ضروری صورتوں (یعنی شیرز، چیک اور خاص عقود) سے استفادہ کی کیفیت کے بارے میں ہوئے۔ تا کہ شرعی بنیادوں پر اسلامی مارکیٹ قائم ہو سکے۔

اس کے بعد حسب ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: شیرز:

اسلامی فقہ اکیڈمی نے فائینانشل مارکیٹس (شیرز، اختیارات، سامان تجارت، کرنسی نوٹ) سے متعلق قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱) منظور کی ہے، جس میں ان ساری چیزوں کے شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں اسلامی مارکیٹ کے قیام سے متعلق ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

دوم: وثیقے (سرٹیفکیٹس)

(الف) مضاربہ سرٹیفکیٹس اور سرمایہ کاری سرٹیفکیٹس:

اسلامی فقہ اکیڈمی نے مضاربہ سرٹیفکیٹس سے متعلق قرارداد نمبر ۳۰ (۴/۵) منظور کی ہے۔

(ب) اجارہ یا تملیکی اجارہ کے وثیقے:

ان کے بارے میں اسلامی فقہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۴ (۵/۶) منظور ہوچکی ہے۔ اس طرح یہ وثیقے اسلامی فائینانشل مارکیٹ میں منافع کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

سوم: عقدِ سَلم

عقدِ سَلم (جو شرائط کے مطابق ہو) کا میدان وسیع ہے، کیونکہ خریدار منافع حاصل کرنے کے لیے فاضل مال کی سرمایہ کاری میں اس سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔ اور بائع پیداوار میں قیمت سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔ مگر اس سلسلے میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱) کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، جس میں یہ وضاحت ہے کہ ''جس سامان کو بطورِ سَلم خریدا گیا ہو اس پر قبضہ سے پہلے اسے فروخت کرنا جائز نہیں''۔

چہارم: عقدِ استصناع

اس سلسلے میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۶۵ (۷/۳) منظور ہوچکی ہے۔

پنجم: ادھار بیع

ادھار بیع سرمایہ کاری کی مختلف صورتوں میں سے ایک عملی صورت ہے، جس سے خریداری کی کارروائیوں میں سہولت ہوتی ہے، کیوں کہ اس میں خریدار کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ سامان فی الحال مل جاتا ہے اور قیمت بعد میں ادا کرنی ہوتی ہے۔ اور بائع کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ قیمت زیادہ ملتی ہے۔ نتیجتاً سامانِ تجارت کی لوگوں کے درمیان بڑے پیمانے پر تقسیم اور چلن ہوتا ہے۔

ششم: وعدۂ بیع کا ایفاء اور مرابحہ

اس سلسلے میں اکیڈمی دو قرارداد یں نمبر ۴۰، ۴۱ (۲، ۳/۵) منظور کر چکی ہے۔

ساتھ ہی کونسل نے مندرجہ ذیل سفارش منظور کی:

سفارش

جن موضوعات پر اب تک گہرائی کے ساتھ بحث نہیں ہو سکی ہے، ان سے متعلق تحقیقی مقالات تیار کرنے کے لیے فقہاء اور ماہرین معاشیات کو دعوت دی جائے، تاکہ ان کی تحقیقات سے واضح ہو سکے کہ ان کا نفاذ کہاں تک ممکن ہے، اور اسلامی فائینانشیل مارکیٹ کے سلسلے میں شرعاً ان سے کس قدر استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ موضوعات حسب ذیل ہیں:

(الف) شراکت کے وثیقہ جات کی مختلف قسمیں۔

(ب) اجارہ یا تملیکی اجارہ کے وثیقہ جات کی عبارت۔

(ج) قرض سَلم کا عوض لینا، اس کی تولیت اور شراکت، اس کی معافی اور اس پر مصالحت وغیرہ۔

(د) بیعِ مرابحہ کے علاوہ بیع کی دیگر صورتوں میں وعدہ کا ایفاء، خصوصاً بیعِ صرف میں۔

(ھ) قرضوں کی بیع۔

(و) فائینانشیل مارکیٹ میں صلح، خواہ معاوضۃً ہو یا اس کے بغیر۔

(ز) مقاصّہ (Clearance)

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷۵ (۸/۶)

کرنسی کے مسائل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ رمحرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ رجون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'کرنسی کے مسائل' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: کام کے عقود و معاملات جن میں اجرتوں کی تعیین نقدی کی شکل میں ہوتی ہے، ان کے قواعد وضوابط اور قوانین میں 'اجرتوں کے قیاسی ربط' کی شرط رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے عام اقتصادیات کو ضرر لاحق نہ ہو۔

یہاں 'اجرتوں کے قیاسی ربط' سے مراد تجربہ کاروں اور ماہرین کے اندازہ کے مطابق قیمتوں کے معیار میں تبدیلی کے تحت وقفہ وقفہ سے اجرتوں میں تبدیلی کرنا ہے۔ اس تبدیلی کا مقصد کام کرنے والوں کی نقدی اجرت کو افراطِ زر کے سبب مقدارِ اجرت کی قوتِ خرید کی گراوٹ اور اس کے نتیجے میں اشیاء اور خدمات کی قیمتوں کے عام معیار میں مسلسل اضافہ سے بچانا ہے۔

اس لیے کہ شروط کے معاملے میں اصل یہ ہے کہ وہ جائز ہیں، سوائے

اس شرط کے جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر دے۔

البتہ اگر اجرت بہت زیادہ اکٹھی ہو جائے اور وہ قرض بن جائے تو اس پر قرض کے احکام نافذ ہوں گے، جن کا تذکرہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۲ (۵/۴) میں آیا ہے۔

دوم: یہ جائز ہے کہ قرض خواہ اور مقروض ادائیگی کے دن نہ کہ اس سے قبل اس بات پر اتفاق کرلیں کہ قرض کی ادائیگی قرض کی کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی میں کی جائے، اگر یہ ادائیگی کے دن اس کی شرح مبادلہ کے مطابق ہو۔ اسی طرح متعین کرنسی کی قسطوں پر قرض کے معاملے میں جائز ہے کہ دونوں کسی قسط کی ادائیگی کے دن اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اس کی مکمل ادائیگی کسی ایسی کرنسی میں کی جائے جو اس دن اس کی شرح مبادلہ کے مطابق ہو۔

مذکورہ تمام احوال میں شرط یہ ہے کہ مقروض کے ذمے کوئی ایسی چیز باقی نہ ہو جس پر کرنسی کی تبدیلی کا معاملہ طے پایا ہو۔ اس سلسلے میں قبضہ کے بارے میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۵۰ (۶/۱) پیشِ نظر رہے۔

سوم: یہ جائز ہے کہ معاملہ کے دونوں فریق وقتِ معاملہ بعد میں ادا کی جانے والی قیمت یا اجرت کی تعیین پر متفق ہو جائیں اور اس بات پر بھی ان کا اتفاق ہو جائے کہ اس کی ادائیگی بیک وقت ایک کرنسی میں یا متعدد کرنسیوں میں کئی متعین قسطوں میں یا سونے کی ایک مقدار میں ہو۔ اور یہ ادائیگی معاہدہ کے مطابق ہو جائے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کی ادائیگی سابقہ دفعہ کے مطابق ہو۔

چہارم: جو قرض کسی متعین کرنسی میں لیا گیا ہو اس کے سلسلے میں یہ جائز نہیں ہے کہ اس کی ادائیگی مقروض کے ذمے اس کرنسی کی قیمت کے برابر سونے یا دوسری کرنسی میں طے کردی جائے، بایں معنیٰ کہ مقروض پر قرض کی ادائیگی سونے میں یا دوسری کرنسی میں جس پر اتفاق ہوا ہو، لازم آئے۔

پنجم: کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے موضوع پر اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۲ (۵/۴) کی توثیق کی جاتی ہے۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

جنرل سکریٹریٹ فکر اسلامی سے وابستگی رکھنے والے باصلاحیت شرعی محققین اور ماہرین اقتصادیات کو مکلف کرے کہ وہ کرنسی کے مسائل سے متعلق دیگر موضوعات پر غائرانہ تحقیقات اور بحثیں تیار کریں، تاکہ اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں میں ان پر مناقشہ کیا جاسکے۔ ان موضوعات میں سے چند درج ذیل ہیں:

الف: اعتباری کرنسی مثلاً اسلامی دینار کے استعمال کا امکان، خاص طور پر اسلامی ترقیاتی بینک کے معاملات میں، تاکہ اس کی بنیاد پر قرضوں کو دینے اور وصول کرنے کا کام انجام پاسکے۔ اسی طرح تاخیر سے ادا ہونے والے قرضوں کی ادائیگی، تاکہ ان کی ادائیگی اس متوازن قیمت کے مطابق ہو، جو قیمت کے اعتبار سے اعتباری کرنسی اور ادائیگی کے لیے اختیار کردہ غیر ملکی کرنسی مثلاً امریکی ڈالر کے درمیان پایا جاتا ہے۔

ب: نرخوں کے قیاسی اوسط کے معیار سے طویل المدت قرضوں کے تعلق کے بدل فراہم کرنے والے شرعی ذرائع۔

ج: کرنسی نوٹوں کی کساد بازاری کا مفہوم، حقوق اور تاخیری واجبات کی تعیین میں اس کا اثر۔

د: افراطِ زر کے حدود، جس کی موجودگی میں کرنسی نوٹوں کو نہ چلنے والی کرنسی سمجھنے کا امکان ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۶۷(۸/۷)

اسلامی بینکوں کے مسائل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دار السلام میں مؤرخہ یکم تا ۷؍محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷؍جون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اسلامی بینکوں کے مسائل' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

کونسل نے ان مقالات کے مشتملات اور بینکوں کے شرعی، فنی اور انتظامی مسائل اور مختلف اطراف سے ان کے تعلقات کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں پیش کردہ تجاویز کا جائزہ لیا اور ان مسائل کے سلسلے میں ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

درج ذیل چار محوروں پر مبنی فہرست اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ کو پیش کی جائے، تاکہ وہ ان پر ماہرین سے مقالات لکھوائے اور انھیں منصوبہ ساز کمیٹی کی طے کردہ ترجیحات کے مطابق اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں میں پیش کرے۔

محور اول: ڈپازٹس اور ان کے متعلقات:

(الف) سرمایہ کاری ڈپازٹس کی ضمانت ایسے طریقوں سے جو مضاربت کے شرعی احکام سے ہم آہنگ ہوں۔

(ب) غیر سودی بنیاد پر بینکوں کے درمیان ڈپازٹس کا تبادلہ۔

(ج) ڈپازٹس کی شرعی مطابقت اور ان کا حسابی جائزہ۔

(د) کسی شخص کو کچھ رقم قرض دینا، اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس رقم سے بینک کے ساتھ معاملہ کرے یا اسے کسی مخصوص کام میں لگائے۔

(ہ) مضاربت کے مصارف اور انھیں کون برداشت کرے گا (مضارب یا ادارۂ مضاربت)

(و) ڈپازیٹرس اور شیرز ہولڈرس کے درمیان تعلق کی تعیین۔

(ز) مضاربت، اجارہ اور ضمانت میں ثالثی۔

(ح) اسلامی بینک میں مضارب کون ہے؟ (شیرز ہولڈرس یا بینک انتظامیہ یا مجلس عاملہ)

(ط) اوپن اکاؤنٹس کا اسلامی متبادل۔

(ی) اسلامی بینکوں کے سرمایہ اور ڈپازٹس پر زکوۃ۔

محور دوم: مرابحہ

(الف) شیرز میں مرابحہ۔

(ب) بیوعِ مرابحہ میں ملکیت کے رجسٹریشن میں تاخیر کرنا، تاکہ ادائیگی میں بینک کا حق محفوظ رہے۔

(ج) تاخیر سے قابلِ ادائیگی مرابحہ، خریداری کا حکم دینے والا کو وکیل بنانا اور اسے کفیل سمجھنا۔

(د) مرابحہ یا ادھار معاملات سے پیدا ہونے والے قرضوں کی ادائیگی میں ٹال مٹول۔

(ہ) قرضوں کا انشورنس۔

(و) قرضوں کی بیع۔

محور سوم: کرایہ پر دینا

(الف) کرایہ پر لی گئی چیز کو اس کے مالک یا کسی اور کو دوبارہ کرایہ پر دینا۔

(ب) اشخاص کی خدمات کو اجرت پر حاصل کرنا اور انھیں دوبارہ اجرت پر لگانا۔

(ج) شیرز کا اجارہ یا انھیں قرض یا رہن پر دینا۔

(د) کرایہ پر لی گئی چیز کی دیکھ بھال (Maintenance)

(ہ) کسی شخص سے کوئی چیز خریدنا اس شرط پر کہ وہ اسے کرایہ پر لے لے۔

(و) اجارہ اور مضاربہ کو جمع کرنا۔

محور چہارم: عقود

(الف) یہ متفقہ شرط عائد کرنا کہ اگر قسطوں کی ادائیگی وقت پر نہ ہوئی تو بینک کو عقد فسخ کرنے کا حق ہوگا۔

(ب) یہ متفقہ شرط عائد کرنا کہ اگر قسطوں کی ادائیگی وقت پر نہ ہوئی تو معاہدہ کی شکل دوسری شکل میں تبدیل ہو جائے گی۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ

سفارش

اول: اسلامی بینکس مسلم ممالک کے سینٹرل بینکس سے برابر گفتگو کرتے رہیں، تاکہ اسلامی بینکس ان کے ساتھ معاملہ کرنے والوں کے اموال کی، شرعی اصولوں کی روشنی میں (جو بینکوں کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کے مخصوص مزاج سے ہم آہنگ ہیں) سرمایہ کاری کے سلسلے میں اپنی مفوضہ ذمہ داریاں بخوبی انجام دے سکیں اور سینٹرل بینکس کو چاہیے کہ وہ اسلامی بینکس کی کامیابی کے مطالبات کو ملحوظ رکھیں، تاکہ اسلامی بینک کاری کی خصوصیت سے ہم آہنگ عمل کی نگرانی کے قواعد کے تحت وطنی ترقی میں وہ اپنا فعال کردار ادا کرسکیں۔ تنظیم اسلامی کانفرنس اور اسلامی ترقیاتی بینک سے گزارش کی جائے کہ وہ مسلم ممالک کے سینٹرل بینکس کی میٹنگس کا دوبارہ آغاز کریں، تاکہ اس سفارش کے مطالبوں کی تنفیذ کا موقع مل سکے۔

دوم: اسلامی بینکس قیادت کے مقام پر فائز لوگوں اور ان میں کام کرنے والوں میں ملازمانہ صلاحیتیں پیدا کرنے کا اہتمام کریں، تاکہ ان میں اسلامی بینک کاری کے مزاج کا شعور پیدا ہو، اور ادارۂ اسلامی برائے تحقیق و تربیت اور اسلامی بینک کاری کی ٹریننگ سے دلچسپی رکھنے والے تمام اداروں کے تعاون سے مناسب تربیتی پروگراموں کا انتظام کریں۔

سوم: عقد سلم اور عقد استصناع سے دلچسپی لی جائے، اس لیے کہ یہ دونوں روایتی پیداواری سرمایہ کاری کا شرعی بدل فراہم کرتے ہیں۔

چہارم: جہاں تک ممکن ہو سکے مرابحہ کا طریقہ کم سے کم اختیار کیا جائے اور اس کی ان صورتوں پر اکتفا کیا جائے جو بینک کی براہ راست نگرانی میں انجام پاتی ہیں اور جن میں شرعی قواعد کی مخالفت کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ سرمایہ کاری کی دیگر بہت سی صورتوں کو اختیار کیا جائے، مثلاً مضاربہ، شرکت کی مختلف صورتیں اور کرایہ پر دینا۔ ساتھ ہی تھوڑے وقفے سے جائزہ اور اصلاح احوال کا اہتمام کیا جائے۔ مضاربت کی مختلف مقبول صورتوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اس سے مضاربت کا عمل منضبط ہوگا اور اس کے نتائج کا باریکی سے جائزہ لیا جا سکے گا۔

پنجم: تجارتی مارکیٹ پیدا کی جائے جہاں مسلم ممالک کے درمیان اشیاء کا تبادلہ ہو سکے اور وہ اشیاء کی انٹرنیشنل مارکیٹ کا بدل ہو، جہاں بہت سے خلاف شرع کام ہوتے ہیں۔

ششم: زائد دولت کو عالم اسلام میں ترقیاتی اہداف کی خدمت میں لگایا جائے۔ یہ کام سرمایہ کاری کے مشترکہ فنڈ کے استحکام اور مشترکہ پروجیکٹس کے آغاز کے لیے اسلامی بینکس کے درمیان باہمی تعاون سے انجام دیا جائے۔

ہفتم: اسلامی اعتبار سے قابل قبول اشاریہ (INDEX) وجود میں لانے کی جلد از جلد کوشش کی جائے، جو معاملات میں حاشیائی منافع کی تعیین میں شرحِ سود کے

اعتبار کا بدل ہو۔

ہشتم: اسلامی بینکوں کے قیام کے ذریعے اور اسلامی ترقیاتی بینک کے تعاون سے اسلامی مالیاتی مارکیٹ کے اسٹرکچر کی بنیاد وسیع کی جائے، تاکہ مختلف اسلامی ممالک میں اسلامی مالیاتی وسائل (Financial Tools) بنائے جائیں اور ان کا عام رواج ہو۔

نہم: متعلقہ اداروں سے گزارش کی جائے کہ ایسے قوانین وضع کریں جن سے اس باہمی لین دین کی بنیادیں مستحکم ہوں جو سرمایہ کاری کی اسلامی صورتوں مثلاً مضاربت، شرکت، مزارعہ، مساقاۃ، سلم، استصناع اور اجارہ وغیرہ سے متعلق ہے۔

دہم: اسلامی بینکوں سے گزارش کی جائے کہ وہ ایک ایسا مرکز قائم کریں جہاں اسلامی بینکوں اور کاروباری لوگوں (Businessmen) کے ساتھ معاملہ کرنے والوں کے بارے میں ضروری معلومات فراہم ہوں، تاکہ وہ اسلامی بینکوں کا مرجع بن سکیں اور قابل اعتماد اور امانت دار لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے دور رہنے کی ہمت افزائی کے لیے ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

یازدہم: اسلامی بینکوں سے گزارش کی جائے کہ وہ اپنے یہاں قائم نگرانی کے شرعی اداروں کی سرگرمیوں کو منضبط کریں۔ خواہ اسلامی بینکوں کی شرعی نگرانی کے اعلیٰ ادارہ کے عمل کی تجدید کے ذریعے، یا کسی نئے ادارے کی تشکیل کے ذریعے، تاکہ اس کے ذریعے اسلامی بینکوں میں شرعی اداروں کے عمل کے لیے یکساں معیارات تک رسائی کی ضمانت حاصل ہوسکے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷۷ (۸/۸)

شیرز جاری کرنے اور سودی لین دین کرنے والی کمپنیوں کے شیرز لینا

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دار السلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ر محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ر جون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اقتصادی سمینار بعنوان 'شیرز جاری کرنے اور سودی لین دین کرنے والی کمپنیوں کے شیرز لینے کا حکم' کی سفارشات اور سمینار کے لیے تیار کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ یہ سمینار اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ نے جدہ میں اسلامی ترقیاتی بینک کے ادارۂ اسلامی برائے تحقیق وتربیت کے تعاون سے منعقد کیا تھا۔

اس موضوع کی اہمیت، اس کے تمام پہلوؤں کی تکمیل اور تمام تفصیلات کے احاطہ کی ضرورت اور اس سلسلے میں تمام آراء سے واقفیت کے پیش نظر کونسل نے یہ قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ اس موضوع پر مزید مقالات لکھوائے، تاکہ آئندہ اجلاس میں اس کے سلسلے میں کوئی مناسب قرارداد منظور کی جاسکے۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷۸ (۸/۹)

کریڈٹ کارڈ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ رمحرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ رجون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'کریڈٹ کارڈ' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشات کو سنا۔

اس موضوع کی اہمیت، اس کے تمام پہلوؤں کی تکمیل اور تمام تفصیلات کے احاطہ کی ضرورت، اور اس سلسلے میں تمام آراء سے واقفیت کے پیش نظر کونسل نے یہ قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ اس موضوع پر مزید مقالات لکھوائے، تاکہ آئندہ اجلاس میں اس کے سلسلے میں کوئی مناسب قرارداد منظور کی جاسکے۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۷۹ (۸/۱۰)

طبّی پیشوں میں رازداری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷/جون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'طبّی پیشوں میں راز داری' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: 'راز' سے مراد وہ چیز ہے جس کو کوئی انسان کسی دوسرے کو بتائے اور بتانے سے قبل یا بعد میں اسے چھپانا چاہے اور ایسے قرائن موجود ہوں جن سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ دوسرے شخص سے بھی یہی چاہتا ہے کہ اسے چھپائے، اگر عرف اس کے چھپانے کا تقاضا کرتا ہو۔ اس میں انسان کے خصائص اور اس کے وہ عیوب شامل ہیں جن کے بارے میں وہ ناپسند کرتا ہو کہ لوگ ان سے آگاہ ہو جائیں۔

دوم: 'راز' اس شخص کے پاس امانت ہے جس سے اس کی حفاظت کو کہا جائے۔ اسلامی شریعت میں اس کا حکم دیا گیا ہے اور مروّت اور باہمی معاملہ کے آداب بھی اس کا تقاضا کرتے ہیں۔

سوم: اصل یہ ہے کہ راز کا افشا کرنا ممنوع ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر کسی معتبر تقاضے کے کوئی راز افشا کرتا ہے تو شرعی طور پر وہ قابلِ مواخذہ ہے۔

چہارم: راز کی حفاظت اس شخص کے لیے اور بھی ضروری ہے جو کسی ایسے پیشے سے وابستہ ہو جس میں افشائے راز سے اس پیشہ کا وقار مجروح ہوتا ہو اور اس کی کارکردگی پر اثر پڑتا ہو، مثلاً طبّی پیشے۔ اس لیے کہ ان پیشوں سے وابستہ لوگوں کے پاس وہی لوگ آتے ہیں جو خیر خواہی اور مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ انھیں وہ سب کچھ بتا دیتے ہیں جو اس زندگی بخش پیشہ کی ذمہ داریاں فصیح طریقے سے ادا کرنے میں معاون ہو۔ ان میں وہ راز بھی ہوتے ہیں جنھیں آدمی کسی دوسرے سے، حتّٰی کہ اپنے قریب ترین لوگوں سے بھی نہیں بتاتا۔

پنجم: راز چھپانے کے وجوب سے ایسی حالتیں مستثنیٰ ہیں جن میں راز چھپانے سے آدمی کو لاحق ہونے والا ضرر، اس کا افشا کرنے سے پہنچنے والے ضرر سے بڑھ کر ہو، یا اس کے افشا میں ایسی مصلحت ہو جو اسے چھپانے سے لاحق ہونے والے ضرر سے بڑھ کر ہو۔ یہ حالتیں دو طرح کی ہیں:

(الف) ایسی حالتیں جن میں راز کا افشا واجب ہے، اس قاعدے کی بنا پر کہ ”بڑے ضرر سے بچنے کے لیے ہلکے ضرر کا ارتکاب کیا جا سکتا ہے“ اور اس قاعدہ کی بنا پر کہ ”ایسی مصلحتِ عامہ کی رعایت درست ہے جس کے مطابق ضررِ عام کو دفع کرنے کے لیے ضررِ خاص کو برداشت کیا جا سکتا ہے، اگر ضررِ عام کو دفع کرنے کے لیے ایسا کرنا ضروری ہو۔“

ان حالتوں کی دو قسمیں ہیں:

——وہ حالتیں جن میں معاشرے سے کسی فساد کو دفع کیا جائے۔

——وہ حالتیں جن میں فرد سے کسی فساد کو دفع کیا جائے۔

(ب) ایسی حالتیں جن میں راز کا افشا جائز ہے، اس لیے کہ ایسا کرنے سے:

— معاشرہ کا کوئی مفاد پورا ہوتا ہے۔

— یا کوئی عام خرابی دور ہوتی ہے۔

ان حالتوں میں دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کے سلسلے میں شریعت کے مقاصد اور اس کی ترجیحات کا التزام ضروری ہے۔

ششم: راز کا افشا کن حالتوں میں واجب ہے اور کن حالتوں میں جائز؟ مناسب ہے کہ پیشۂ طب کے نظام اور دیگر نظاموں میں اس کی خوب اچھی طرح وضاحت کردی جائے اور متعین طور پر اسے بیان کردیا جائے، ساتھ ہی تفصیل سے یہ بھی بتا دیا جائے کہ راز کا افشا کس طریقے سے کیا جائے اور کن لوگوں کا کیا جائے؟ اور ذمہ دار ادارے تمام لوگوں کو ان حالتوں کی جانکاری دیں۔

ساتھ ہی کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

پیشۂ طب کی انجمنوں، وزاراتِ صحت اور علومِ طب کی فیکلٹیز کو آمادہ کیا جائے کہ وہ اس موضوع کو فیکلٹیز کے پروگراموں میں شامل کریں، اس سے دلچسپی لیں، اس میدان میں کام کرنے والوں کے سامنے اس کی اہمیت اجاگر کریں اور اس موضوع پر پیش کیے گئے مقالات سے استفادہ کرتے ہوئے اس سے متعلق نصابات تیار کریں۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۰ (۸/۱۱)

طبّی اخلاقیات: طبیب کی ذمہ داری اور ضمانت

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ رمحرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ رجون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'طبّی اخلاقیات: طبیب کی ذمہ داری اور ضمانت' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

'طبّی اخلاقیات: طبیب کی ذمہ داری اور ضمانت' کے موضوع پر اور حرام چیزوں کے ذریعے علاج کے موضوع پر قرارداد کی منظوری کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ پیشۂ طب کا دستور جسے اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت نے تیار کیا ہے، وہ بھی قابل غور ہے۔ جنرل سکریٹریٹ سے گزارش کی جاتی ہے کہ ان موضوعات پر مزید مقالات لکھوائے، تاکہ انھیں اکیڈمی کے اگلے اجلاس میں پیش کیا جا سکے۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۱ (۸/۱۲)

مرد کے ذریعے عورت کا علاج

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ رمحرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ رجون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'مرد کے ذریعے عورت کا علاج' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اصل یہ ہے کہ اگر کوئی (مسلمان) ماہر خاتون ڈاکٹر موجود ہے تو ضروری ہے کہ مریضہ کے قابل ستر حصوں کو وہی کھولے۔ اگر وہ نہ ہو تو یہ کام کوئی قابل اعتماد غیر مسلم خاتون ڈاکٹر کرے۔ اگر وہ بھی نہ ہو تو یہ کام کوئی مسلمان ڈاکٹر انجام دے۔ اگر کوئی مسلمان ڈاکٹر بھی نہ ہو تو یہ کام غیر مسلم ڈاکٹر انجام دے سکتا ہے۔ اس چیز کا بھی لحاظ کرنا ضروری ہے کہ ڈاکٹر عورت کے صرف اسی قدر حصۂ جسم کو دیکھے جتنا دیکھنے کی، مرض کی تشخیص اور علاج میں ضرورت ہو، اس سے آگے نہ بڑھے اور جہاں تک ہوسکے نگاہ نیچی رکھے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ڈاکٹر، عورت کا علاج کسی محرم، شوہر

یا کسی قابل اعتماد عورت کی موجودگی میں کرے، تاکہ خلوت نہ پائی جائے۔
اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

صحت سے متعلق با اختیار ادارے اس بات کی پوری کوشش کریں کہ عورتیں طبّی علوم کے میدان سے وابستہ ہونے اور ان کی تمام شاخوں، خاص طور پر امراض نسواں اور علم القبالت میں مہارت حاصل کرنے پر آمادہ ہوں۔ اس لیے کہ ان شعبوں میں بہت کم عورتیں پائی جاتی ہیں، تاکہ ہم استثناء کا قاعدہ اختیار کرنے پر مجبور نہ ہوں۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۲ (۸/۱۳)

ایڈز

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ایڈز' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

ان مقالات اور مناقشات سے واضح ہوا کہ زنا اور لواطت جیسی برائیوں کا ارتکاب جنسی امراض، جن میں سب سے خطرناک ایڈز ہے، کا اہم سبب ہے۔ ان برائیوں کا ازالہ اور ذرائع ابلاغ اور سیاحت کو صحیح رخ دینا اس مرض سے بچاؤ کے اہم عوامل ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ دین حنیف کی تعلیمات کا التزام، ان برائیوں کا ازالہ، ذرائعِ ابلاغ کی اصلاح، گندی فلموں اور سیریلس پر پابندی اور سیاحت کی نگرانی اور کنٹرول ان امراض سے بچاؤ کے بنیادی عوامل ہیں۔

چنانچہ کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اگر زوجین میں سے کوئی اس مرض میں مبتلا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اپنے شریکِ حیات کو اس سے آگاہ کرے اور اس سے بچاؤ کی کارروائیوں میں اس کے ساتھ تعاون کرے۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

اول: مسلم ممالک میں متعلقہ با اختیار اداروں کو توجہ دلائی جائے کہ وہ ایڈز سے بچاؤ کے لیے تمام تدابیر اختیار کریں اور جان بوجھ کر دوسروں میں ایڈز منتقل کرنے والوں کو سزا دیں۔ اسی طرح کونسل سعودی عرب کی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ مہمانانِ حرم کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے برابر بھرپور جدّ و جہد جاری رکھے اور انھیں ایڈز میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لیے جو بھی کارروائیاں مناسب سمجھتی ہو، کرے۔

دوم: اس مرض میں مبتلا ہونے والوں کی دیکھ بھال کا انتظام کیا جائے۔ جو شخص اس میں مبتلا ہو گیا ہو، یا اس کے جسم میں اس کے وائرس موجود ہوں اس پر لازم ہے کہ وہ ہر اس ذریعے سے اجتناب کرے جس سے وہ مرض دوسرے کو لگ جائے۔ اسی طرح جن بچوں میں ایڈز کے وائرس ہوں ان کی تعلیم کا مناسب طریقوں سے انتظام کیا جائے۔

سوم: جنرل سکریٹریٹ اطباء اور فقہاء سے درج ذیل موضوعات پر مقالات لکھوائے، تاکہ ان پر بحث و تحقیق مکمل ہو اور انھیں آئندہ اجلاسوں میں پیش کیا جاسکے۔

(الف) ایڈز کے وائرس والے شخص یا اس کے مریض کو الگ تھلگ کرنا۔

(ب) ایڈز کے مریضوں کے بارے میں کام کے اداروں کا موقف۔

(ج) ایڈز کے وائرس رکھنے والی حاملہ عورت کا اسقاط۔

(د) ایڈز کے وائرس رکھنے والے شخص کی بیوی کو فسخِ نکاح کا حق دینا۔

(ہ) کیا مرض ایڈز میں مبتلا ہونے کو مرض الموت کے قبیل سے سمجھا جائے گا اور اس میں مبتلا شخص کے تصرفات کے ساتھ مرض الموت میں مبتلا

شخص کے تصرفات جیسا معاملہ کیا جائے گا؟

(و) ماں کے ایڈز میں مبتلا ہونے کا اثر اس کے حقِ حضانت پر۔

(ز) جو شخص جان بوجھ کر دوسرے میں ایڈز کا مرض منتقل کر دے، اس کے بارے میں شرعی حکم۔

(ح) خون یا اس کے مشتملات یا اعضاء کی منتقلی سے ایڈز کے وائرس کا شکار ہو جانے والوں کا عوضانہ۔

(ط) متعدی امراض خصوصاً ایڈز کے خطرات سے بچنے کے لیے نکاح سے قبل طبّی جانچ۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۳ (۸/۱۴)

مقالات کی تیاری اور اکیڈمی کے اجلاسوں میں ان پر مناقشہ کا نظام

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بندر سیری بیجوان، برونائی دارالسلام میں مؤرخہ یکم تا ۷رمحرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷رجون ۱۹۹۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے مقالات کی اشاعت کے سلسلے میں اکیڈمی کے متعین کردہ قواعد اور مطلوبہ شرائط سے آگاہی حاصل کی اور ان احوال و کوائف کو سنا جو مقالات لکھوانے میں پیش آتے ہیں۔ اسے اس مدت کا علم ہوا جو مقالات کی وصولی کے لیے متعین کی جاتی ہے، تاکہ اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ مذکورہ بالا قواعدِ نشر و اشاعت کی روشنی میں موصول ہونے والے مقالات کا جائزہ لے سکے۔

چنانچہ کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: مقالات کی وصولی کے لیے جو مدت متعین کی گئی ہے اس کے ختم ہونے کے بعد جنرل سکریٹریٹ کو حق ہے کہ دوران مدت حاصل ہو جانے والے مقالات پر اکتفا کرے اور مدت ختم ہونے کے بعد آنے والے مقالات کی پروانہ کرے۔

دوم: اکیڈمی کا جنرل سکریٹریٹ ایسے مقالات کو قبول نہیں کرے گا جنھیں رضا کارانہ طور پر لکھا گیا ہو، جنرل سکریٹریٹ کی طرف سے انھیں نہ لکھوایا گیا ہو۔

سوم: اجلاس میں صرف وہی لوگ مناقشہ میں شریک ہوں گے جو اکیڈمی کے مہمان ہوں گے، یعنی اکیڈمی کے ارکان اور مدعو ماہرین اور محققین۔ واللہ اعلم۔

قراردادیں اور سفارشات

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: ابوظبی (متحدہ عرب امارات)

مورخہ یکم تا ۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ

مطابق یکم تا ۶/ اپریل ۱۹۹۵ء

قراردادیں ۸۴-۹۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله و صحبه.

قرارداد نمبر ۸۴ (۹/۱)

سونے کی تجارت اور صرف وحوالہ کے اکٹھا ہونے کے شرعی حل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں مؤرخہ یکم تا ۶ / ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶ / اپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے "سونے کی تجارت اور صرف وحوالہ کے اکٹھا ہونے کے شرعی حل" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اول: **سونے کی تجارت:**

(الف) تصدیق شدہ چیکس کے ذریعے سونے چاندی کو خریدنا جائز ہے۔ بشرطیکہ دونوں پر قبضہ ایک مجلس میں ہو۔

(ب) عام فقہاء کی اس رائے کی توثیق کی جاتی ہے کہ ڈھلے ہوئے سونے کا مبادلہ دوسرے ڈھلے ہوئے سونے کی زیادہ مقدار سے جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ سونے کے سونے سے مبادلہ کے معاملہ میں اچھے ہونے یا ڈھلے ہونے کا اعتبار نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے اکیڈمی کی رائے میں اس مسئلے پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ عملی تطبیق کے میدان میں اس کی اب کوئی گنجائش نہیں بچی ہے، کیوں کہ کاغذی کرنسی کے آجانے کے بعد اب سونے

کے سکوں سے معاملہ نہیں کیا جاتا۔ اب اگر کاغذی کرنسی کا مقابلہ سونے سے کیا جائے گا تو کاغذی کرنسی کو دوسری جنس سمجھا جائے گا۔

(ج) سونے کی ایک مقدار کا مبادلہ، اس سے کم مقدار سے جس میں کوئی دوسری جنس شامل ہو، جائز ہے، بایں طور کہ ایک عوض میں زیادتی کو دوسرے عوض میں شامل دوسری جنس کے بالمقابل سمجھ لیا گیا ہے۔

(د) درج ذیل مسائل میں مزید غور وخوض اور فنی اور شرعی تحقیقات کی ضرورت ہے۔ اس لیے ان کے امتیازی اوصاف بیان کرنے کے بعد ان کے سلسلے میں قراردادوں کی منظوری کو ملتوی کر دیا گیا:

—— ایسی کمپنی کے شیئرز خریدنا جو سونا یا چاندی نکالنے کا کام کرتی ہے۔

—— سونے کا مالک بننا یا دوسرے کو مالک بنانا ایسے سرٹیفکٹس کے لین دین کے ذریعے جو سرٹیفکٹس جاری کرنے والے ادارہ کی ٹریزری میں سونے کی متعین مقدار موجود ہونے کی ترجمانی کرتے ہوں، بایں طور کہ وہ سرٹیفکٹس رکھنے والا جب چاہے اس سونے کو حاصل کرنے یا اس میں تصرف کرنے پر قادر ہو۔

دوم: صرف وحوالہ کے اکٹھا ہونے کے شرعی حل:

(الف) حوالہ کے وہ معاملے جن میں رقم کی ادائیگی کسی کرنسی میں کی جائے، اور اسے چاہنے والا اسی کرنسی میں اس کی منتقلی کا خواہش مند ہو، شرعی طور پر جائز ہیں۔ خواہ یہ کام بلا معاوضہ ہو یا واقعی اجرت کے حدود میں اس کا کچھ معاوضہ لیا جائے۔ اگر یہ کام بلا معاوضہ ہو تو یہ مطلق حوالہ کے قبیل سے ہے ان حضرات کے نزدیک جو محال الیہ کے مدیون ہونے کی شرط نہیں لگاتے ہیں اور وہ حنفیہ ہیں۔ اور دوسرے حضرات کے نزدیک یہ سفتجہ (ہنڈی) کا معاملہ ہے۔ یعنی ایک شخص کا دوسرے شخص کو کچھ مال دینا کہ اس کے پاس یا اس کے وکیل کے پاس دوسرے شہر میں اس مال کو پہنچا دے۔ اگر حوالہ پر کچھ معاوضہ لیا جائے تو یہ اجرت پر وکالت کا معاملہ ہے۔ اگر حوالہ کا کاروبار کرنے والے لوگ عام

لوگوں کے لیے کام کرتے ہیں تو وہ رقم کے ضامن ہوں گے جس طرح مشترک مزدور ضامن ہوتا ہے۔

(ب) اگر حوالہ میں مطلوب یہ ہو کہ جس کرنسی میں رقم دی گئی ہے اس سے مختلف کرنسی میں اس کی ادائیگی ہو تو اس عمل میں صَرف اور حوالہ (فقرہ 'الف' میں مذکور مفہوم میں) دو معاملے جمع ہو جاتے ہیں۔ صرف کا عمل تحویل سے قبل انجام پائے گا۔ ایجنٹ اس رقم کو بینک میں جمع کرے گا۔ بینک اپنے ڈاکومنٹ (جو ایجنٹ کے نزدیک تسلیم شدہ ہوگا) میں درج صرف کے نرخ پر اتفاق کے بعد اپنے ریکارڈ میں اس کا اندراج کرے گا۔ پھر مذکورہ بالا مفہوم میں حوالہ کا معاملہ انجام پائے گا۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۵ (۹/۲)

بیع سلم اور اس کی جدید شکلیں

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں مؤرخہ یکم تا ۶/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶/اپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'بیع سلم اور اس کی جدید شکلیں' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: بیع سلم:

(الف) وہ سامان جن میں عقد سلم ہوتا ہے، ان میں ہر وہ چیز ہوسکتی ہے جس کی بیع جائز ہو، اس کے اوصاف متعین طور پر بیان کیے جاسکتے ہوں اور وہ ذمہ میں دین ہوسکتی ہو، خواہ وہ چیز خام مال یا مزروعات یا مصنوعات میں سے ہو۔

(ب) عقد سلم کے لیے معلوم مدّت کی تعیین ضروری ہے۔ یا تو اس کے لیے کوئی تاریخ متعین کردی جائے یا اسے کسی ایسے امر سے متعلق کردیا جائے جس کا پیش آنا یقینی ہو، خواہ اس کے وقوع کی مدت میں معمولی کمی بیشی ہو جائے جو تنازعہ تک پہنچانے والی نہ ہو، مثلاً کٹائی کا موسم۔

(ج) اصل یہ ہے کہ سلم کے رأس المال پر قبضہ مجلس عقد میں فوراً ہو، ہاں دو تین دن کی تاخیر ہوسکتی ہے، خواہ اس کی شرط لگالی جائے۔ لیکن تاخیر کی مدت سلم کی متعین مدت کے برابر یا اس سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔

(د) عقد سلم کرنے والا (خریدار) اس شخص سے جس سے عقد سلم کیا گیا ہے

(بائع) کوئی چیز بطور رہن لے لے یا کسی کو ضامن بنائے، اس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

(ھ) سلم کرنے والے (خریدار) کے لیے جائز ہے کہ مدت پوری ہونے کے بعد، جس چیز کے لیے اس نے عقد سلم کیا تھا، اس کے بدلے نقد رقم کے علاوہ کوئی دوسری چیز لے لے، خواہ یہ تبدیلی اس چیز کی جنس سے ہو یا کسی دوسری جنس سے۔ اس کے ممنوع ہونے پر کوئی ثابت شدہ نص یا اجماع نہیں ہے، بشرطیکہ بدلہ میں لی جانے والی چیز اس قابل ہو کہ مُسلَم فیہ (جس کے لیے عقد سلم کیا گیا تھا) بن سکے۔

(و) جس شخص سے سلم کا معاملہ کیا گیا ہے، اگر وہ مدت پوری ہونے پر وہ چیز جس کے لیے معاملہ ہوا تھا، نہ فراہم کر سکے تو عقد سلم کرنے والے (خریدار) کو اختیار ہے، چاہے انتظار کرے یہاں تک کہ اسے وہ چیز فراہم ہو جائے یا معاملہ کو فسخ کر کے اپنا سرمایہ واپس لے لے۔ اگر چیز فراہم کرنے سے عاجزی تنگی کی وجہ سے ہو تو کشادگی حاصل ہونے تک مہلت دی جانی چاہیئے۔

(ز) جس چیز کیلئے عقد سلم ہوا ہے، اسے فراہم کرنے میں تاخیر کی صورت میں کسی مالی اضافہ کی شرط عائد کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ سلم دَین سے عبارت ہے اور دَین کی واپسی میں تاخیر کی صورت میں زیادتی کی شرط جائز نہیں ہے۔

(ح) دَین کو عقد سلم میں رأس المال بنانا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ "دَین کی بیع دین سے" کے قبیل سے ہے، جو ناجائز ہے۔

دوم: **بیع سلم کی جدید شکلیں:**

عصر حاضر میں عقد سلم اسلامی اقتصادیات اور اسلامی بینکوں کی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کا ایک اعلیٰ درجے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اس لیے کہ اس میں لچک ہے اور اس کے ذریعے مالیات کی مختلف ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے مختصر مدت، اوسط مدت اور طویل مدت کی سرمایہ کاری کی مختلف ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ مختلف طبقات اور متعدد پیشوں سے متعلق لوگوں کی

ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے خواہ وہ کسان ہوں یا کاریگر یا ٹھیکیدار یا تاجر۔
اسی طرح وہ تجارت کے ابتدائی اخراجات اور سرمایہ کے دیگر اخراجات میں
سرمایہ کاری کا ذریعہ ہے۔

اس لیے عصر حاضر میں عقد سلم کی مختلف شکلیں ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف) عقد سلم مختلف زراعتی کاموں میں سرمایہ کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ اسلامی بینک ان مزارعین سے معاملہ کرے گا جن کے بارے میں توقع ہو کہ کٹائی کے زمانے میں ان کے محصولات سے ان کے پاس سامان آجائے گا اور اگر وہ اپنے محصولات سے طے شدہ سامان فراہم نہ کر سکے تو دوسروں کے محصولات سے خرید کر اسے فراہم کردیں گے۔ اس طرح بینک اس سرمایہ کاری سے انھیں خوب فائدہ پہنچائے گا اور پیداوار کے لیے مال کی عدم موجودگی کی پریشانی دور ہو جائے گی۔

(ب) عقد سلم کو زراعتی اور صنعتی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر رائج سامانوں اور مصنوعات کے پروڈکشن اور ایکسپورٹ کے سابقہ مراحل کی سرمایہ کاری میں، بایں طور کہ عقد سلم کے ذریعے انھیں خرید لیا جائے اور مناسب نرخوں پر دوبارہ ان کی مارکیٹنگ کردی جائے۔

(ج) عقد سلم کو مختلف پیشوں سے وابستہ لوگوں اور چھوٹے مزارعین اور صنعت کاروں کو سرمایہ فراہم کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بایں طور کہ ساز وسامان اور مشینوں کی صورت میں پروڈکشن کے لوازم یا ان کی بعض خصوصیات کے حصول کے بدلے سلم کے سرمایہ کے مثل ابتدائی مواد فراہم کردیا جائے اور دوبارہ اس کی مارکیٹنگ کی جائے۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

موجودہ دور میں عقد سلم کی اور کون کون سی صورتیں ہوسکتی ہیں ان پر مقالات تیار کروائے جائیں۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۶ (۹/۳)

بینک ڈپازٹس (بینک اکاؤنٹس)

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں مؤرخہ یکم تا ۶؍ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶؍اپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'بینک ڈپازٹس (بینک اکاؤنٹس)' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: عند الطلب ڈپازٹس (کرنٹ اکاؤنٹس) خواہ اسلامی بینکوں میں ہوں یا سودی بینکوں میں، وہ فقہی نقطۂ نظر سے قرض ہیں۔ جو بینک ان کو وصول کرتا ہے، اس کے پاس وہ بطورِ ضمانت ہوتی ہیں۔ شرعی طور پر وہ عند الطلب انھیں واپس کرنے کا پابند ہے۔ بینک (قرض دار) کے صاحبِ مقدرت ہونے سے قرض کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

دوم: بینک کے تعامل کے اعتبار سے بینک ڈپازٹس کی دو قسمیں ہیں:

(الف) وہ ڈپازٹس جن پر انٹرسٹ دیا جاتا ہے، جیسا کہ سودی بینکوں میں ہوتا ہے۔ وہ سودی قرض ہیں جو حرام ہیں۔ خواہ وہ عند الطلب ڈپازٹس (کرنٹ اکاؤنٹس) ہوں یا میعادی ڈپازٹس (Time Deposits) یا اطلاعی ڈپازٹس یا سیونگ اکاؤنٹس۔

(ب) جو ڈپازٹس احکام شریعت پر عمل کرنے والے بینکوں کے حوالے کیے جائیں

اوران سے کچھ منافع پر سرمایہ کاری کا معاملہ کیا جائے، وہ مضاربت کا رأس المال ہیں اوران پر فقہ اسلامی کے مضاربت کے احکام نافذ ہوں گے۔ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ مُضارِب (بینک) مضاربت کے رأس المال کا ضامن نہیں ہوگا۔

سوم: عبدالطلب ڈپازٹس (کرنٹ اکاؤنٹس) میں ضمانت ان سے قرض لینے والوں (بینکوں کے شیرز ہولڈرس) کے ذمے ہوگی، اگر وہ ان کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے منافع کے انفرادی طور پر مالک ہوں گے۔ کرنٹ اکاؤنٹس کی ضمانت میں سرمایہ کاری کے اکاؤنٹس میں ڈپازٹ کرنے والے شریک نہیں ہوں گے۔اس لیے کہ وہ لوگ قرض لینے میں شریک ہیں نہ منافع کے استحقاق میں۔

چہارم: ڈپازٹس کا رہن جائز ہے، خواہ وہ عندالطلب ڈپازٹس (کرنٹ اکاؤنٹس) ہوں یا سرمایہ کاری کے ڈپازٹس۔ان رقموں پر رہن کا معاملہ اس کارروائی کے ذریعے پورا ہوگا جس سے اکاؤنٹ ہولڈر مدتِ رہن میں اس میں کچھ تصرف نہ کر سکے۔ اگر رہن کا معاملہ کرنے والا وہ بینک ہو جس کے یہاں کرنٹ اکاؤنٹ ہے تو ان رقموں کو انوسٹمنٹ اکاؤنٹ میں منتقل کرنا ضروری ہوگا، تاکہ قرض کے مضاربہ کی شکل میں منتقل ہو جانے سے ضمان ختم ہو جائے۔اس اکاؤنٹ کے منافع کا مالک اکاؤنٹ ہولڈر ہوگا، مرتہن (قرض خواہ) رہن میں بڑھوتری سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔

پنجم: اگر بینک اور گاہک (Customer) کے درمیان اتفاق ہو جائے تو اکاؤنٹس میں سے کچھ رقم محفوظ کر دینا جائز ہے۔

ششم: معاملات کی مشروعیت میں اصل بنیاد امانت داری اور سچائی ہے، بیانات اتنے واضح ہوں کہ کوئی التباس یا وہم نہ رہے، حقیقت کے مطابق ہوں اور شرعی نقطۂ نظر سے ہم آہنگ بینکوں کے اکاؤنٹس کے سلسلے میں خاص طور پر ایسا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا کام امانت پر مبنی ہوتا ہے اور تا کہ متعلقین دھوکے میں نہ رہیں۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۷ (۴/۹)

شیرز اور سرمایہ کاری کی اکائیوں میں سرمایہ کاری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں مؤرخہ یکم تا ۶؍ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶؍اپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'شیرز اور سرمایہ کاری کی اکائیوں میں سرمایہ کاری' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ اس سے واضح ہوا کہ اس موضوع میں ایسی کمپنیوں کے شیرز کی خریداری کا مسئلہ بھی شامل ہے، جن کا مقصد اور بنیادی سرگرمیاں جائز ہوں، لیکن وہ سود پر قرض لیتی یا اپنے اموال ڈپازٹ کرتی ہوں۔ ان کے معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکا ہے، باوجود یہ کہ ان پر بحث کے لیے دو سمینار منعقد ہو چکے ہیں۔ ان کے بارے میں اکیڈمی کے ساتویں اجلاس میں ایک اصولی قرارداد منظور کی جا چکی تھی اور آٹھویں اجلاس میں پھر ایک قرارداد منظور ہوئی تھی کہ جنرل سکریٹریٹ اس موضوع پر مزید مقالات لکھوائے، تاکہ اگلے اجلاس میں اس کے بارے میں قرارداد منظور کی جا سکے۔

اس موضوع پر ہونے والے مناقشوں سے واضح ہوا کہ یہ موضوع متعدد گہرے مطالعات کا متقاضی ہے، تاکہ اس قسم کی جو بہت سی کمپنیاں مسلم ممالک اور دیگر ممالک میں موجود ہیں، ان سے متعلق ضوابط وضع کیے جا سکیں۔

چنانچہ کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اس موضوع پر غور وفکر کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس پر مزید تحقیقات اور مقالات تیار کیے جائیں اور ان میں تمام فنی اور شرعی پہلوؤں کا احاطہ کیا جائے۔ تاکہ اکیڈمی اپنے آٹھویں اجلاس کی سفارش کے مطابق اس کے سلسلے میں مناسب قرارداد منظور کر سکے۔

دوم: سرمایہ کاری کی دستاویزات اور فنڈز کے بارے میں تینوں مقالات میں جو باتیں کہی گئی ہیں ان سے استفادہ کیا جائے، تاکہ ان کی روشنی میں وہ لائحہ عمل تیار کیا جا سکے جس کی تیاری کی ہدایت قرارداد نمبر ۳۰ (۴/۵) میں کی گئی تھی۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۸(۹/۵)

ٹینڈر

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظہبی (متحدہ عرب امارات) میں مورخہ یکم تا ۶ ر ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶ ر اپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ٹینڈر' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے دونوں مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

چونکہ اکیڈمی کی پالیسی یہ ہے کہ ہر موضوع پر کئی مقالات ضرور تیار کروائے جائیں، تاکہ تمام فنی پہلوؤں کا استقصاء اور تمام فقہی رجحانات کا احاطہ ہو جائے۔

اس لیے کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اس موضوع سے متعلق جن بنیادی باتوں کا جائزہ لیا گیا ہے ان کے سلسلے میں قرارداد کی منظوری کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ موضوع بہت اہم ہے۔ اس کے تمام پہلوؤں پر مکمل بحث، تمام تفصیلات کا احاطہ اور تمام آراء سے واقفیت ضروری ہے۔ اور ان تمام میدانوں کے بارے میں مکمل معلومات کی فراہمی ضروری ہے جن میں ٹینڈر جاری ہوتے ہیں، خاص طور پر ان میں سے جو حرام ہیں، جیسے سودی مالیاتی وثیقے اور ٹریزری بانڈز۔

دوم: اکیڈمی کے ممبران اور ماہرین کے پاس 'ٹینڈر' کے موضوع سے متعلق جو فنی یا شرعی بنیادی نکات ہوں، خواہ ان کا تعلق کارروائیوں سے ہو یا ان شکلوں

اور عقود سے ہو جن کی تکمیل کے لیے ٹینڈر جاری کیے جاتے ہیں، انھیں ممکن ہو تو اجلاس کے اختتام سے قبل یا اس کے بعد قریبی مدت میں جنرل سکریٹریٹ تک پہنچادیں۔

سوم: ٹینڈرز کے موضوع پر مزید مقالات لکھوائے جائیں۔ اس میں موضوع سے متعلق فنی، فقہی اور عملی مہارتیں رکھنے والے حضرات حصہ لیں۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۸۹(۹/۶)

کرنسی کے مسائل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں مؤرخہ یکم تا ۶/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶/اپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'کرنسی کے مسائل' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔ ان مناقشوں سے واضح ہوا کہ زبردست افراطِ زر، جس سے بعض کرنسیوں کی قوتِ خرید بہت زیادہ گر جاتی ہے، اس سے نپٹنے کے لیے متعدد رجحانات پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف) یہ استثنائی حالات اس صورت میں شامل ہوں جس کے بارے میں پانچویں اجلاس میں یہ قرارداد منظور کی گئی تھی: 'کسی کرنسی میں پرانے قرضوں کی ادائیگی میں اعتبار مثلیت کا ہوگا نہ کہ قیمت کا، اس لیے کہ قرضے مثلیت کے ساتھ قابلِ ادائیگی ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی شخص کے ذمے پرانے قرضوں کو، خواہ اس کی اصل کچھ بھی ہو، نرخوں کے معیار (Price Level) سے جوڑنا جائز نہیں۔''

(ب) ان استثنائی احوال میں اخراجاتِ زندگی کے اشاریہ (Living Cost Index) سے ربط کا اصول نافذ کیا جائے (زر کی قوت خرید کا اعتبار)

(ج) کاغذی کرنسی کو سونے سے جوڑنے کا اصول نافذ کیا جائے۔ (ان

کرنسیوں کی قیمت کا اعتبار قرض دیتے وقت سونے سے کیا جائے۔)

(د) اس قسم کے حالات میں طرفین (قرض دینے والے اور مقروض) کے نقصانات کا تعین کرنے کے بعد صلح واجب کا اصول اپنایا جائے۔

(ھ) بازار میں 'طلب و رسد' کے طریقے سے کرنسی کی قیمت میں کمی آجائے اور ریاست کوئی نوٹس جاری کر کے اپنی کرنسی کی قیمت میں کمی کر دے جس سے کاغذی کرنسیوں (جن کی قوت اعتباری ہوتی ہے) کی قیمت اعتباری تبدیل ہو جائے، دونوں میں فرق کیا جائے۔

(و) نقود کی قوتِ خرید میں جو کمی حکومتوں کی پالیسیوں کے نتیجے میں ہوتی ہے اور جو کمی بیرونی عوامل کے سبب ہوتی ہے، دونوں میں فرق کیا جائے۔

(ز) ان استثنائی احوال میں ''وضع الجوائح'' (آفت سماوی کے سبب بربادی کی صورت) کا اصول اپنایا جائے جو ہنگامی حالات کی رعایت کے قبیل سے ہے۔

یہ باہم مختلف رجحانات ہیں جن میں بحث و تمحیص کی ضرورت ہے۔ ان کی روشنی میں کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اکیڈمی کا جنرل سکریٹریٹ کسی اسلامی مالیاتی ادارہ کے تعاون سے ایک مخصوص سمینار منعقد کرے۔ جس میں اقتصادیات اور فقہ کے ماہرین کی ایک قابل لحاظ تعداد شرکت کرے اور اکیڈمی کے بعض ممبران اور ماہرین بھی اس میں شریک ہوں، تاکہ مذکورہ بالا استثنائی حالات میں دیون اور واجبات کی ادائیگی کے لیے کوئی مناسب، بہتر اور متفقہ راستہ نکالنے کے سلسلے میں غور ہو سکے۔

دوم: سمینار کا ایجنڈا درج ذیل امور پر مشتمل ہو:

(الف) افراطِ زر کی ماہیت، اس کی انواع اور اس سے متعلق تمام فنی پہلوؤں کا جائزہ۔

(ب) افراطِ زر کے اقتصادی اور معاشرتی اثرات کا جائزہ اور اقتصادی طور

پر ان کے حل کی صورت۔

(ج) افراطِ زر سے نپٹنے کے لیے ایسے فقہی حل پیش کرنا جن کی طرف قرارداد کی ابتداء میں اشارہ کیا گیا ہے۔

سوم: سیمنار کے مقالات اور مناقشات کے ساتھ اس کے نتائج آئندہ اجلاس میں اکیڈمی کی کونسل کے سامنے پیش کیے جائیں۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۰ (۹/۷)

ایڈز اور اس سے متعلق فقہی احکام

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں مؤرخہ یکم تا ۶ رذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶ راپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ایڈز اور اس کے متعلق احکام' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور قرارداد نمبر ۸۲ (۸/۱۳) سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: مریض کو الگ تھلگ کرنا:

موجودہ دور میں دستیاب طبّی معلومات سے ثابت ہے کہ ایڈز کے وائرس (H.I.V) کا تعدیہ ایک ساتھ رہنے، ایک دوسرے کو چھونے، تنفّس، کیڑے مکوڑوں، ایک ساتھ کھانے پینے یا تیراکی کے ٹینکوں میں تیرنے یا ایک جگہ اٹھنے بیٹھنے یا ایک دوسرے کے کھانے کے برتنوں کو استعمال کرنے اور روز مرّہ کی عام زندگی میں، رہن سہن کی اس طرح کی دیگر صورتوں سے نہیں ہوتا، بلکہ تعدیہ بنیادی طور پر درج ذیل صورتوں میں ہوتا ہے:

(۱) جنسی تعلق، خواہ اس کی کوئی شکل ہو۔

(۲) آلودہ خون یا اس کے اجزاء کی منتقلی۔

(۳) آلودہ سوئی کا استعمال، خاص طور پر نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنے والوں کے درمیان، اسی طرح آلودہ استرے کا استعمال۔

(۴) ایڈز کی مریض ماں سے، دورانِ حمل وولادت بچے میں منتقلی۔

گزشتہ تفصیل کی روشنی میں ایڈز کے مریضوں سے چونکہ تعدیہ کا اندیشہ نہیں ہے، اس لیے انھیں ان کے صحت مند ساتھیوں سے الگ تھلگ رکھنا شرعاً واجب نہیں ہے۔ ان کے ساتھ قابلِ اعتماد طبی انتظامات کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

دوم: **جان بوجھ کر تعدیہ منتقل کرنا:**

ایڈز کے مرض کا تعدیہ جان بوجھ کر کسی صحت مند شخص میں منتقل کرنا، خواہ اس کی کوئی صورت ہو، ایک حرام کام ہے اور اس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوگا۔ ساتھ ہی اس عمل کے ارتکاب پر دنیاوی سزا بھی دی جائے گی۔ یہ سزا اس عمل کی مقدار اور افراد اور سماج پر اس کے اثرات کو دیکھتے ہوئے کم و بیش ہوسکتی ہے۔

اگر جان بوجھ کر تعدیہ منتقل کرنے والے کا ارادہ اس ہول ناک مرض کو معاشرہ میں عام کرنے کا تھا تو اس کے اس عمل کو ایک قسم کی محاربت اور فساد فی الارض شمار کیا جائے گا اور اسے ان سزاؤں میں سے کوئی سزا دی جائے گی، جن کا ذکر آیتِ محاربہ میں آیا ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝﴾ (المائدہ۔۳۳)

”جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان

کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انھیں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔''

اور اگر جان بوجھ کر کسی شخص میں تعدیہ منتقل کرنے کا سبب اس سے دشمنی تھی اور اس شخص میں تعدیہ منتقل ہو گیا ہے، لیکن اس کی وفات نہیں ہوئی ہے، تو تعدیہ منتقل کرنے والے کو مناسب تعزیری سزا دی جائے گی، اور وفات ہو جانے پر اس شخص کو بطورِ قصاص قتل کی سزا دینے کے بارے میں غور کیا جائے گا۔

اور اگر جان بوجھ کر کسی شخص میں تعدیہ منتقل کرنے کا سبب اس سے دشمنی تھی، لیکن اس میں تعدیہ نہیں منتقل ہو پایا، تو ایسا کرنے والے شخص کو کوئی تعزیری سزا دی جائے گی۔

سوم: ایڈز کے تعدیہ کی شکار ماں کا اسقاط:

چونکہ ایڈز کی شکار حاملہ عورت سے اس کے جنین میں تعدیہ کی منتقلی اکثر اوقات حمل کے ترقی یافتہ مرحلے میں یعنی جنین میں روح پڑنے کے بعد یا دورانِ ولادت ہوتی ہے اس لیے جنین کا اسقاط شرعاً جائز نہیں ہے۔

چہارم: ایڈز کی شکار ماں کا اپنے ایڈز سے محفوظ بچے کی پرورش کرنا اور دودھ پلانا:

چونکہ موجودہ طبّی معلومات کے مطابق ایڈز کے تعدیہ کی شکار ماں کے، اپنے ایڈز سے محفوظ بچے کی پرورش کرنے اور دودھ پلانے میں کوئی زیادہ خطرہ نہیں ہے، یہ چیز عام اختلاط اور رہن سہن کے مثل ہے، اس لیے جب تک کسی طبّی رپورٹ کی رُو سے یہ چیز ممنوع نہ ہو، اس وقت تک ایسی ماں کا اپنے بچے کی پرورش کرنا اور دودھ پلانا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

پنجم: زوجین میں سے ایڈز سے محفوظ کا، ایڈز میں مبتلا سے، علیحدگی حاصل کرنے کا حق:

چونکہ ایڈز ایک متعدی مرض ہے اور اس کا تعدیہ بنیادی طور پر جنسی تعلق سے ہوتا ہے، اس لیے بیوی کو حق حاصل ہے کہ اگر شوہر اس مرض میں مبتلا ہے تو اس سے علیحدگی حاصل کرلے۔

ششم: کیا مرض ایڈز کو مرض الموت سمجھا جائے گا؟:

اگر ایڈز کے تمام عوارض ظاہر ہو گئے ہوں، مریض اپنی زندگی کے عام معمولات انجام دینے سے قاصر ہو اور موت کا وقت قریب آگیا ہو تو اس مرض کو شرعی طور پر مرض الموت شمار کیا جائے گا۔

ساتھ ہی کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

اول: 'ایڈز ہونے کے باوجود ازدواجی تعلق اور معاشرت کا حق' کے موضوع کو ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ اس پر مزید تحقیق کی جاسکے۔

دوم: زمانۂ حج میں برابر نگرانی رکھی جائے کہ حجاجِ کرام وبائی امراض اور خاص طور پر ایڈز سے محفوظ رہیں۔ **واللہ اعلم۔**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۱ (۹/۸)

فقہ اسلامی میں تحکیم کا اصول

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں مؤرخہ یکم تا ۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶/ اپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'فقہ اسلامی میں تحکیم کا اصول' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: تحکیم سے مراد کسی متعین جھگڑے میں فریقین کا کسی ایسے شخص پر متفق ہوجانا ہے جو ان کے درمیان تنازعہ میں، شریعت اسلامیہ کے مطابق کوئی قطعی فیصلہ کردے۔ شرعی طور پر یہ جائز ہے، خواہ یہ افراد کے درمیان ہو، یا بین الاقوامی تنازعات کے میدان میں ہو۔

دوم: تحکیم ایسا عقد ہے جو فیصلہ چاہنے والے دونوں فریقوں اور حَکَم (فیصلہ کرنے والے) کے لیے لازمی نہیں ہے چنانچہ فریقین میں سے ہر ایک کے لیے جائز ہے کہ حَکَم کے فیصلہ کی کارروائی شروع کرنے سے قبل اس سے رجوع کرلے اور حَکَم کے لیے بھی جائز ہے کہ اگرچہ اس نے پہلے حَکَم بننا قبول کرلیا ہو، لیکن فیصلہ صادر کرنے سے قبل خود کو اس معاملہ سے الگ کرلے۔ لیکن اس کے لیے جائز نہیں کہ فریقین کی اجازت کے بغیر کسی کو اپنا جانشین بنادے، اس لیے کہ

فریقین کی رضامندی صرف اس کی ذات سے متعلق ہے۔

سوم: حقوق اللہ میں تحکیم جائز نہیں ہے، مثلاً حدود، اور نہ کسی ایسے معاملے میں جائز ہے جس میں حَکَم کے فیصلہ سے، فیصلہ چاہنے والوں کے علاوہ کسی دوسرے کے تعلق سے کسی حکم کا اثبات یا نفی ہوتی ہو، مثلاً لعان کہ اس سے بچے کا حق متعلق ہے۔ اسی طرح ایسے معاملے میں بھی تحکیم جائز نہیں ہے جس میں صرف عدالت کو غور و خوض کا حق حاصل ہو۔

اگر حَکَم کسی ایسے معاملے میں کوئی فیصلہ کر دے جس میں تحکیم جائز نہ ہو تو اس کا فیصلہ باطل قرار پائے گا اور اسے نافذ نہیں کیا جائے گا۔

چہارم: حَکَم کے فیصلے میں اصلاً قضاء کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

پنجم: اصل یہ ہے کہ حَکَم کے فیصلے کو دونوں فریق رضا کارانہ طور پر نافذ کریں۔ اگر ان میں سے کوئی اسے قبول کرنے سے انکار کرے تو اس معاملے کو فیصلہ کے نفاذ کے لیے عدالت میں پیش کیا جائے گا اور عدالت کو اسے کالعدم کرنے کا حق نہیں ہے الا یہ کہ وہ کھلی زیادتی پر مبنی ہو یا اس سے حکم شریعت کی مخالفت ہو رہی ہو۔

ششم: اگر بین الاقوامی اسلامی عدالتیں موجود نہ ہوں تو اسلامی ممالک اور اداروں کا بین الاقوامی غیر اسلامی عدالتوں سے رجوع ہونا جائز ہے۔ ایسا کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

تنظیم اسلامی کانفرس کے ارکان ممالک کو آمادہ کیا جائے کہ وہ بین الاقوامی اسلامی عدالت کے قیام کے لیے ضروری کارروائیاں پایۂ تکمیل تک پہنچائیں اور اسے اس کے دستور میں مذکور ذمہ داریاں انجام دینے کے قابل بنائیں۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۲ (۹/۹)

سدّ الذرائع

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں مورخہ یکم تا ۶ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق یکم تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'سدّ الذرائع' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: سدّ الذرائع اسلامی شریعت کا ایک اصول ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایسی مباحات ممنوع ہیں جو مفاسد یا محرمات تک پہنچانے والی ہوں۔

دوم: سدّ الذرائع صرف اشتباہ یا احتیاط ہی کی جگہوں پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جو حرام تک پہنچانے والی ہو۔

سوم: سدّ الذرائع کا تقاضا ہے کہ محرمات کا ارتکاب کرنے یا شرعی طور پر مطلوب کسی چیز کو باطل قرار دینے والے حیلوں کو بھی ممنوع قرار دیا جائے۔ قطع نظر اس کے کہ حیلہ ذریعہ سے مختلف ہوتا ہے، حیلہ میں قصد پایا جاتا ہے جبکہ ذریعہ میں نہیں پایا جاتا۔

چہارم: ذرائع کی کئی قسمیں ہیں:

(الف) اس قسم کے ممنوع ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ وہ ذرائع ہیں جن کا

تذکرہ قرآن کریم یا سنتِ نبوی میں آیا ہے۔ یا وہ قطعی طور پر یا غالب احوال میں فساد تک پہنچانے والے ہوں۔ خواہ وسیلہ مباح ہو یا مستحب یا واجب۔ اس قسم میں وہ معاملات آتے ہیں جن میں مذکور صراحت سے ظاہر ہوتا ہو کہ انھیں یہ جانتے ہوئے اختیار کیا گیا ہے کہ ان سے حرام میں جا گریں گے۔

(ب) اس قسم کے اختیار کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ وہ ذرائع ہیں جن میں فساد کے مقابلے میں مصلحت کا پہلو غالب ہو۔

(ج) اس میں اختلاف ہے۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کا ظاہر تو صحیح ہو، لیکن ان کے ذریعہ پوشیدہ حرام تک پہنچنے کا الزام لگ سکتا ہو۔ اس لیے کہ اکثر ان کے ذریعے ایسا ہی کیا جاتا ہے۔

پنجم: ذریعہ کے مباح ہونے کا ضابطہ: یہ ہے کہ اس کے واسطے سے مفسدہ تک پہنچنا شاذ و نادر ہو، یا اس کام میں مصلحت کا پہلو اس کے مفسدہ کے پہلو کے مقابلے میں غالب ہو۔

اور ذریعہ کے ممنوع ہونے کا ضابطہ: یہ ہے کہ وہ قطعی طور پر یا اکثر احوال میں مفسدہ تک پہنچانے والا ہو، یا اس کام میں مفسدہ کا پہلو اس سے حاصل ہونے والی مصلحت کے پہلو پر غالب ہو۔ واللہ اعلم۔

قراردادیں اور سفارشات

دسواں اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: جدہ (سعودی عرب)

مورخہ ۲۳ تا ۲۸ صفر ۱۴۱۸ھ

مطابق ۲۸ جون تا ۳ جولائی ۱۹۹۷ء

قراردادیں ۹۳-۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۳ (۱۰/۱)

علاج معالجہ کے میدان میں روزہ توڑنے والی چیزیں

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ رصفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ رجون تا ۳ رجولائی ۱۹۹۷ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'علاج و معالجہ کے میدان میں روزہ توڑنے والی چیزوں' کے موضوع پر پیش کیے جانے والے مقالات اور نویں طبی فقہی سمینار کے مطالعات، تحقیقات اور سفارشات سے آگاہی حاصل کی۔ یہ سمینار اسلامی تنظیم برائے طبی علوم نے اکیڈمی اور دیگر اداروں کے تعاون سے الدار البیضاء مراکش میں مؤرخہ ۹ تا ۱۲ رصفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ تا ۱۷ رجون ۱۹۹۷ء منعقد کیا تھا۔ کونسل نے ان مناقشوں کو سنا جو اس موضوع پر فقہاء اور اطباء کے درمیان ہوئے تھے اور کتاب وسنت اور فقہاء کے کلام میں پائے جانے والے دلائل میں غور کیا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: درج ذیل چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹے گا:

(۱) آنکھ میں ٹپکانے والی دوا، کان میں ٹپکانے والی دوا، کان دھونے والی دوا، ناک میں ٹپکانے والی دوا، ناک میں پچکاری سے دی جانے والی دوا (Inhaler) اگر جو کچھ حلق میں پہنچے اسے نگلنے سے اجتناب کیا جائے۔

(۲) علاجی گولیاں جو ذبحۂ صدریہ (سینے کے درد) کے علاج کے لیے زیر زبان

رکھی جاتی ہیں، اگر جو کچھ حلق میں پہنچے اسے نگلنے سے اجتناب کیا جائے۔

(۳) عورتوں کی شرم گاہ میں، گھل جانے والی دوا کی گولی، دھونے والی دوا، شرم گاہ کے معاینہ میں استعمال ہونے والا اوزار اور طبّی معاینہ کے لیے انگلی داخل کرنا۔

(۴) رحم میں معاینہ کا آلہ، پیچ دار آلہ یا کوئی دوسرا آلہ داخل کرنا۔

(۵) مرد یا عورت کی پیشاب گاہ میں پتلا ٹیوب (Catheter)، معاینہ کا آلہ، شعاعوں کا عکس لینے والا مادہ، دوا یا مثانہ دھونے کے لیے کوئی محلول داخل کرنا۔

(۶) دانت کھودنا، داڑھ اکھاڑنا، دانت صاف کرنا، مسواک یا برش کرنا، اگر جو کچھ حلق میں پہنچے اسے نگلنے سے اجتناب کیا جائے۔

(۷) کلی کرنا، غرارہ کرنا، منہ کے مقامی علاج کے لیے کوئی دوا لینا، اگر جو کچھ حلق میں پہنچے اسے نگلنے سے اجتناب کیا جائے۔

(۸) جلد، عضلات یا ورید کے ذریعہ علاجی انجکشن لینا۔ اس میں طاقت کی سیال دواؤں اور انجکشن کا استثناء ہے۔

(۹) آکسیجن گیس لینا۔

(۱۰) سن کرنے والی گیسیں، اگر مریض کو طاقت کی سیال دوائیں نہ دی جائیں۔

(۱۱) جسم میں براہِ جلد جذب ہونے والی چیزیں، مثلاً روغنیات، مرہم اور دوائی یا کیمیاوی مادوں پر مشتمل جلد پر لگائی جانے والی علاجی کریم۔

(۱۲) دل کے خانوں یا دیگر اعضاء کی تصویر یا علاج کے لیے شریانوں میں پتلا ٹیوب (Catheter) داخل کرنا۔

(۱۳) اندرونِ جسم اعضاء کے معاینہ یا عملِ جراحی کے لیے پیٹ کی دیوار سے معاینہ کا آلہ داخل کرنا (Endoscopy)

(۱۴) جگر یا کسی اور عضو کا کوئی ٹکڑا لینا (Biopsy) اگر اس کے ساتھ کچھ محلولات نہ شامل کیے گئے ہوں۔

(۱۵) معدہ کے معاینہ کے لیے آلہ داخل کرنا، اگر اس کے ساتھ محلولات یا دیگر مادے داخل نہ کیے گئے ہوں۔

(۱۶) دماغ یا نخاع شوکی (Spinal Cord) تک کوئی آلہ یا علاجی مادے داخل کرنا۔

(۱۷) غیر اختیاری قے (جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا)

دوم: مسلمان ڈاکٹر کو چاہیئے کہ وہ مریض کو نصیحت کرے کہ علاج کی مذکورہ بالا صورتوں میں سے جن کو افطار کے بعد تک مؤخر کرنے میں کوئی ضرر نہ پہنچے، انھیں افطار کے بعد تک مؤخر کردے۔

سوم: علاج کی درج ذیل صورتوں کے سلسلے میں قرارداد کی منظوری کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ ان کے روزہ پر اثر کے سلسلے میں ان کے بارے میں مروی احادیثِ نبوی اور آثارِ صحابہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزید بحث و تحقیق کی ضرورت ہے:

(الف) دمہ کی صورت میں Inhaler یا بھپارہ لینا۔

(ب) فصد اور پچھنہ لگوانا۔

(ج) جانچ کے لیے خون کا نمونہ لینا، خون کا عطیہ دینے والے کے جسم سے خون نکالنا یا نکالے گئے خون کو دوسرے کے جسم میں چڑھانا۔

(د) گردوں کی خرابی (Renal Failure) کے علاج میں، صفاق (Peritoneum) یا مصنوعی گردے میں استعمال ہونے والے انجکشن۔

(ہ) پاخانہ کے راستے میں حقنہ، گھل جانے والی دوا کی گولی، معاینہ کا آلہ یا طبی جانچ کے لیے انگلی داخل کرنا۔

(و) مکمل سن کرکے (یعنی جنرل انستھیسیا کے ذریعے) عملِ جراحی، جب کہ مریض نے کھانے میں رات سے کچھ نہ لیا ہو اور اسے طاقت کی سیّال دوائیں بھی نہ دی گئی ہوں۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۴ (۱۰/۲)

انسانی کلوننگ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مورخہ ۲۳ تا ۲۸ ر صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ رجون تا ۳ رجولائی ۱۹۹۷ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'انسانی کلوننگ' کے موضوع پر پیش کیے جانے والے مقالات اور نویں فقہی طبی سیمنار کے مطالعات، تحقیقات اور سفارشات سے آگاہی حاصل کی۔ یہ سیمنار اسلامی تنظیم برائے طبی علوم نے اکیڈمی اور دیگر اداروں کے تعاون سے الدار البیضاء مراکش میں مورخہ ۹ تا ۱۲ ر صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ تا ۱۷ ر جون ۱۹۹۷ء منعقد کیا تھا۔ کونسل نے ان مناقشوں کو بھی سنا جو اس موضوع پر فقہاء اور اطباء کے درمیان ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی:

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا اور اسے خوب عزت وتکریم سے نوازا۔ ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝﴾

(الاسراء: ۷۰)

''یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی اور انھیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انھیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی

مخلوق پر انھیں فضیلت عطا فرمائی۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی زینت بخشی، اسے مکلف قرار دیا اسے روئے زمین پر خلیفہ بنایا اور اس میں آباد کیا۔ اسے اپنے پیغام کا بار اٹھانے کا اعزاز دیا، جو اس کی فطرت سے پوری طرح میل کھاتا ہے، بلکہ وہی عین فطرت ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفاً فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ﴾ (الروم:۳۰)

’’پس آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔‘‘

اسلام نے انسان کی فطرت کی حفاظت کی پوری کوشش کی ہے۔ اس کے لیے اس نے پانچوں کلی مقاصد: دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کی ہے اور ان میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہر تبدیلی سے، خواہ وہ بطور سبب ہو یا بطور نتیجہ، انھیں بچایا ہے۔ یہ بات اس حدیث قدسی سے ثابت ہے جسے قرطبیؒ نے قاضی اسماعیل کی روایت سے نقل کیا ہے:

’’میں نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس شیاطین آئے اور انھیں ان کے دین سے پھیر دیا.......... انھوں نے انھیں ورغلایا کہ وہ میری تخلیق میں تبدیلی کریں (تفسیر قرطبی، ۳۸۹/۵)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتا نہ تھا۔ اسے مخاطب کر کے بحث و تحقیق اور تفکر و تدبّر کا حکم دیا۔ اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں:

﴿ اَفَلَا یَرَوْنَ ﴾ (طٰہٰ:۸۹، الانبیاء:۴۴)

’’کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں۔‘‘

﴿ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ ﴾ (الغاشیۃ:۱۷)

''کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے۔''

﴿ اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ ﴾ (یٰس:۷۷)

''کیا انسان کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا''

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴾ (الرعد:۳)

''یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔''

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴾ (الرعد:۴)

''اس میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔''

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴾ (الزمر:۲۱)

''اس میں عقل مندوں کے لیے بہت زیادہ نصیحت ہے۔''

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴾ (العلق:۱)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

اسلام علمی تحقیق کی آزادی پر کوئی قدغن یا روک نہیں لگاتا، اس لیے کہ یہ چیز اللہ کی تخلیق میں اس کی سنت کی کنہ تک پہنچنے کے قبیل سے ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسلام یہ بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اس دروازے کو بغیر ضابطوں کے یوں ہی کھلا نہ رہنے دیا جائے اور علمی تحقیق کے نتائج کو شریعت کی کسوٹی سے گزارے بغیر عام میدان میں نافذ نہ کیا جائے، تا کہ معلوم ہو سکے کہ کیا چیز حلال ہے اور کیا چیز حرام؟ اسی لیے وہ کسی چیز کے نفاذ کی اجازت محض اس بنا پر نہیں دیتا کہ وہ قابلِ تنفیذ ہے، بلکہ اس کے نزدیک اس کے نفاذ کی اجازت اسی وقت ہوگی جب وہ علمِ نافع ہو اور اس سے اللہ کے بندوں کے مصالح پورے ہوتے اور مفاسد دور ہوتے ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ وہ علم انسان کی کرامت، اس کے مقام و مرتبہ، اور اس کے مقصدِ تخلیق کی حفاظت کرتا ہو۔ وہ اسے تجربہ کا میدان نہ بنا لے، فرد کی ذاتیت، خصوصیت اور امتیاز کے بارے میں کسی جارحیت کا مظاہرہ نہ کرے، مستقل معاشرتی ڈھانچہ میں خلل اندازی نہ کرے اور قرابتوں، نسبوں، رحمی رشتوں اور خاندانی ڈھانچوں (جو پوری انسانی تاریخ میں

شریعتِ الٰہی کے زیر سایہ اور احکامِ الٰہی کی مضبوط اساس پر قائم ہیں) کی بنیادوں کو متزلزل نہ کرے۔

عصر حاضر میں لوگوں کے سامنے ایک نیا علم آیا ہے جس کا پوری دنیا کے ذرائع ابلاغ میں کلوننگ کے نام سے شہرہ ہے۔ ضروری تھا کہ اس میدان میں منتخب مسلم ماہرین اور علماء کی جانب سے اس کی تفصیلات کا جائزہ لینے کے بعد اس کے بارے میں شریعت کا حکم بیان کیا جائے۔

کلوننگ کیا ہے؟

یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ تخلیق کے بارے میں اللہ کی سنت یہ ہے کہ انسانی مخلوق دو نطفوں کے اجتماع سے وجود میں آئے۔ ان میں سے ہر ایک میں متعدد کروموسوم ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد انسان کے جسمانی خلیوں میں پائے جانے والے کروموسوم کی تعداد کا نصف ہوتی ہے۔ جب باپ (شوہر) کا نطفہ جسے 'حیوانِ منوی' کہتے ہیں، ماں (بیوی) کے نطفے سے، جسے بُیضہ کہتے ہیں، ملتا ہے تو دونوں مل کر ایک مخلوط یا استقرار شدہ نطفہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں، جس میں مکمل موروثی خصوصیات پائی جاتی ہیں اور اس میں بڑھوتری کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ جب وہ ماں کے رحم میں جا کر چپک جاتا ہے تو وہاں اس کی نشو ونما ہوتی ہے۔ پرورش کے اس عمل میں اس میں مسلسل بڑھوتری ہوتی رہتی ہے۔ ایک خلیہ سے دو خلیے، دو سے چار، چار سے آٹھ خلیے بنتے ہیں، یہاں تک کہ ایک مرحلہ تک پہنچ کر اس میں امتیازی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر امتیازی خصوصیات پیدا ہونے سے قبل کسی مرحلے میں استقرار شدہ خلیوں میں سے کوئی ایک خلیہ دو ایک جیسے خلیوں میں تقسیم ہو جائے تو ان سے دو جڑواں بچے پیدا ہوں گے۔ حیوانات میں مصنوعی طریقے پر ان جیسے استقرار شدہ خلیوں کو علیحدہ کرنا ممکن ہو گیا ہے، چنانچہ ان میں ایک طرح کے کئی جڑواں بچے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اب تک ایسا انسانوں میں ممکن نہیں ہوا ہے۔ اس کو ایک طرح کی کلوننگ یا نسل سازی شمار کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس طریقے سے ایک طرح کے کئی بچے پیدا کیے جاتے ہیں۔ اسے

''استنساخ بالتشطیر'' (یعنی استقرار شدہ خلیہ کے ٹکڑے کر کے ایک طرح کے کئی بچے پیدا کرنا) کا نام دیا گیا ہے۔

مکمل مخلوق کی کلوننگ کا ایک دوسرا طریقہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ جسمانی خلیوں میں سے ایک خلیہ کا مرکزہ (Nucleus)، جس میں مکمل موروثی خصوصیات پائی جاتی ہیں، اسے لے کر ایک بُیضہ، جس کا مرکزہ نکال دیا گیا ہو، کے خلیہ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔۔ اس طرح ایک ایسا استقرار شدہ خلیہ تیار ہو جاتا ہے جس میں مکمل موروثی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ ساتھ ہی اس میں بڑھوتری کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے۔ جب اسے ماں کے رحم میں پہنچا دیا جاتا ہے تو وہاں اس کی پرورش ہونے لگتی ہے اور وہ بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے اذن سے ایک مکمل مخلوق کی شکل میں پیدائش ہوتی ہے۔ کلوننگ کی اس قسم کو ''مرکزہ کی منتقلی'' یا ''بُیضہ کے خلیے میں مرکزہ کا شمول'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مطلق ''کلوننگ'' کا لفظ بولنے پر یہی طریقہ مراد ہوتا ہے۔ ''ڈولی'' نامی بھیڑ کو اسی طریقے سے پیدا کرایا گیا تھا۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ اس طریقے سے پیدا ہونے والی نئی مخلوق ''نقل مطابق اصل'' نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ ماں کے جس بُیضہ سے مرکزہ نکال دیا جاتا ہے، اس میں اخراج شدہ مرکزہ کے اطراف کے جز میں اس مرکزہ کے بقایاجات پائے جاتے ہیں اور ان بقایاجات کا جسمانی خلیہ کے موروثی اوصاف کو بدلنے میں واضح اثر ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ کلوننگ سے مراد ایک یا ایک سے زائد زندہ مخلوق پیدا کرنا ہے، خواہ اس کے لیے ایسے بُیضہ میں جس کا مرکزہ نکال دیا گیا ہو، کسی جسمانی خلیہ کے مرکزہ کی منتقلی کا طریقہ اختیار کیا جائے، یا انسجہ اور اعضاء بننے کے مرحلے سے قبل کسی استقرار شدہ بُیضہ کے ٹکڑے کر کے یہ مقصد حاصل کیا جائے۔

ظاہر ہے کہ یہ اعمال یا ان جیسے دیگر اعمال تخلیق یا اس کے کسی جزء کے مماثل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ

اللہُ خَالِقُ کُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ (الرعد:١٦)

''کیا جنھیں یہ اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں انھوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش مشتبہ ہوگئی ہو۔ کہہ دیجیے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے۔ وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔''

﴿ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ٥ ءَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ٥ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ٥ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ٥ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ٥ ﴾

(الواقعة:٥٨-٦١)

''اچھا پھر یہ تو بتلاؤ کہ جو منی تم ٹپکاتے ہو، کیا اس کا (انسان) تم بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں؟ ہم ہی نے تم میں موت کو متعین کر دیا ہے۔ اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں کہ تمھاری جگہ تم جیسے اور پیدا کر دیں اور تمھیں نئے سرے سے اس عالم میں پیدا کریں جس سے تم (بالکل) بے خبر ہو۔ تمھیں یقینی طور پر پہلی دفعہ کی پیدائش معلوم ہی ہے۔ پھر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟''

﴿ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ٥ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ٥ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ٥ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ٥ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ٥ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ٥ ﴾ (یٰس:٧٧-٨٢)

''کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے؟ پھر

یکا یک وہ صریح جھگڑالو بن بیٹھا اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا۔ کہنے لگا ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے؟ آپ جواب دیجیئے کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انھیں اول مرتبہ پیدا کیا ہے۔ جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے۔ وہی جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی جس سے تم یکا یک آگ سلگاتے ہو۔ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ ان جیسوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ بے شک قادر ہے۔ اور وہی تو پیدا کرنے والا دانا (بینا) ہے۔ وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔''

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ﴾ (المومنون: ۱۲-۱۴)

''یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا۔ پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا۔ پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں۔ پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا۔ پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔''

اکیڈمی کی کونسل کے سامنے پیش کیے گئے مذکورہ مقالات، مناقشوں اور شرعی اصولوں کی روشنی میں کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: انسانی کلوننگ کے مذکورہ بالا دونوں طریقے یا ان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ جس سے انسانوں کی کثرت ہو جائے، حرام ہے۔

دوم: قرارداد کے مذکورہ بالا فقرہ (اول) میں بیان کردہ شرعی حکم سے اگر تجاوز کیا جائے تو ان حالتوں کے اثرات کا جائزہ شرعی احکام کی روشنی میں لیا جائے گا۔

سوم: وہ تمام صورتیں حرام ہیں جن میں ازدواجی تعلق میں کسی تیسرے فریق کی دخل اندازی ہوتی ہو، چاہے وہ رحم ہو یا بیضہ یا حیوان منی یا کلوننگ کے لیے لیا جانے والا جسمانی خلیہ۔

چہارم: جراثیم، تمام دقیق حیاتیاتی اجسام (Micro Organism) نباتیات اور حیوانیات کے میدانوں میں کلوننگ اور جینیٹک انجینیر نگ کی ٹکنالوجی سے استفادہ کرنا شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ ایسا شرعی ضوابط کے حدود میں کیا جائے اور اس کا مقصد مصالح کا حصول اور مفاسد کا دفعیہ ہو۔

پنجم: اسلامی ممالک کو آمادہ کیا جائے کہ وہ ایسے قوانین اور ضوابط جاری کریں جن کے ذریعے مقامی اور غیر ملکی ادارے، تحقیقی مراکز اور غیر ملکی ماہرین کے سامنے بلا واسطہ یا بالواسطہ دروازے بند ہو جائیں اور وہ اسلامی ممالک کو انسانی کلوننگ کے تجربات کرنے اور انھیں رواج دینے کا میدان نہ بنا سکیں۔

ششم: بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم دونوں مل کر کلوننگ اور اس کی سائنسی دریافتوں کا جائزہ لیں، اس کی اصطلاحات کو منضبط کریں اور اس سے متعلق شرعی احکام بیان کرنے کے لیے ضروری سمیناروں اور اجتماعات کا انعقاد کریں۔

ہفتم: ماہرین اور علمائے شریعت پر مشتمل مخصوص کمیٹیاں تشکیل دینے پر آمادہ کیا جائے جو علم حیاتیات (Biology) کی تحقیقات کے میدان میں اخلاقی ضوابط وضع کریں، تا کہ انھیں اسلامی ممالک میں نافذ کیا جا سکے۔

ہشتم: علمی ادارے اور مراکز قائم کرنے اور انھیں استحکام دینے پر آمادہ کیا جائے جو انسانی کلوننگ کے میدان سے ہٹ کر علم حیاتیات (Biology) اور

جینیٹک انجینیر نگ کے میدان میں شرعی ضوابط کے مطابق تحقیقات کر سکیں، تا کہ عالم اسلامی اس میدان میں دوسروں کا دست نگر اور تابع بن کر نہ رہ جائے۔

نہم: نئی سائنسی ایجادات کے ساتھ اسلامی نقطۂ نظر سے تعامل کرنے کا اصول قائم کیا جائے اور ذرائع ابلاغ کو آمادہ کیا جائے کہ ان مسائل کے ساتھ تعامل کے وقت ایمانی نقطۂ نظر کو اپنائیں اور خلافِ اسلام باتوں کو عام نہ کریں اور عوام میں یہ شعور بیدار کریں کہ وہ کوئی موقف اختیار کرنے سے قبل اس کی صحت کا اطمینان کرلیا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ (النساء: ۸۳)

''جہاں انھیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انھوں نے اسے مشہور کرنا شروع کردیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول (ﷺ) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کردیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کرلیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔'' واللہ اعلم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۵ (۱۰/۳)

ذبیحہ کے مسائل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ رصفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ رجون تا ۳ رجولائی ۱۹۹۷ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ذبیحہ کے مسائل' کے موضوع پر پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر فقہاء، اطباء اور ماہرینِ اغذیہ کی موجودگی میں ہونے والے مناقشوں کو سنا۔ کونسل کو معلوم ہے کہ تذکیہ (جانور کو ذبح کرنا) ان امور میں سے ہے، جو کتاب وسنت سے ثابت شرعی احکام کے تابع ہیں۔ ان احکام کی رعایت میں اسلام کے شعائر اور اس کی مخصوص نشانیوں کا التزام ہے جن کے ذریعے ایک مسلمان غیر مسلم سے ممتاز ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارے ذبیحہ کو کھائے وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے۔''

چنانچہ کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: شرعی تذکیہ (شرعی طور پر جانور کو ذبح کرنا) درج ذیل طریقوں میں سے کسی سے انجام پاتا ہے:

(۱) ذبح: یہ عمل حلق، مری اور ودجین (گردن کی دو رگیں) کاٹنے سے انجام پاتا ہے۔ بھیڑ بکری، گائے اور پرندوں وغیرہ کو ذبح کرنے میں شرعی طور پر

یہی طریقہ قابل ترجیح ہے۔ دوسرے جانوروں کو بھی اس طرح ذبح کرنا جائز ہے۔

(۲) نحر: یہ عمل لبہ یعنی گردن کے زیریں حصے کے گڑھے میں نیزہ یا کوئی دھاردار چیز مارنے سے انجام پاتا ہے۔ اونٹ اور اس جیسے جانوروں کو ذبح کرنے میں شرعی طور پر یہی طریقہ قابل ترجیح ہے۔ البتہ گایوں کو بھی اس طرح ذبح کرنا جائز ہے۔

(۳) عقر: اس کا طریقہ یہ ہے کہ بے قابو جانور کے بدن کے کسی حصے میں زخم لگا دیا جائے، خواہ وہ ایسا جنگلی جانور ہو جس کا شکار جائز ہے، یا ایسا پالتو جانور ہو جو وحشی بن گیا ہو۔ اگر شکار کرنے والا ایسے جانور کو زندہ پالے تو اسے ذبح یا نحر کرنا ضروری ہے۔

دوم: تذکیہ کی صحت کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

(۱) تذکیہ (ذبح) کرنے والا بالغ یا سنِ شعور کو پہنچا ہوا ہو، مسلمان یا کتابی (یہودی یا عیسائی) ہو۔ اس لیے بت پرستوں، دہریوں، ملحدوں، مجوس، مرتدین اور اہل کتاب کے علاوہ تمام کفار کے ذبیحے نہیں کھائے جائیں گے۔

(۲) ذبح کا عمل دھاردار آلے سے انجام پائے اور جانور کی گردن اس کی دھار سے کٹے، خواہ یہ آلہ لوہے کا ہو یا کسی اور چیز کا۔ بس شرط یہ ہے کہ اس سے خون بہے۔ دانت اور ناخون اس سے مستثنیٰ ہیں کہ ان سے ذبح کرنا جائز نہیں۔

اس لیے درج ذیل حیوانات حلال نہیں ہیں:

—— جس جانور کا گلا اسی کے کسی عمل سے گھٹ جائے یا کوئی دوسرا اس کا گلا گھونٹ دے۔ (اَلْمُنْخَنِقَةُ)

—— جس کی جان کسی بھاری چیز مثلاً پتھر، ڈنڈا وغیرہ کی چوٹ سے چلی جائے۔ (اَلْمَوْقُوْذَةُ)

——جو کسی اونچی جگہ سے یا گڈھے میں گر کر مر جائے۔ (اَلْمُتَرَدِّيَةُ)

——جو سینگ لگنے سے مر جائے۔ (اَلنَّطِيحَةُ)

——جسے کوئی درندہ یا شکاری پرندہ پھاڑ کھائے جسے شکار پر بھیجنے کے لیے سدھایا نہ گیا ہو۔ (مَا اَكَلَ السَّبُعُ)

اگر مذکورہ حیوانات میں سے کسی کو زندہ پایا جائے، اس طور پر کہ وہ جاں کنی کے عالم میں نہ ہو اور اس کا تذکیہ کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

(۳) تذکیہ کرنے والا تذکیہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے۔ اس کام کے لیے ٹیپ ریکارڈ کا استعمال کفایت نہیں کرے گا۔ ہاں اگر کوئی بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حلال ہوگا۔

سوم: تذکیہ کے کچھ آداب ہیں جو اسلامی شریعت میں بیان کیے گئے ہیں، تا کہ حیوان کے ساتھ ذبح سے قبل، ذبح کے دوران اور ذبح کے بعد نرمی اور رحم دلی کا مظاہرہ ہو۔

اس لیے جس جانور کو ذبح کرنا ہو اس کے سامنے اوزار تیز نہ کیا جائے، اسے کسی دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے، اسے کسی غیر دھاردار آلے سے ذبح نہ کیا جائے، ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچائی جائے، اور جب تک کہ یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ اس کی جان نکل گئی ہے، اس وقت تک نہ اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹا جائے، نہ اس کی کھال کھینچی جائے، نہ اسے گرم پانی میں ڈبکی دی جائے اور نہ اس کے پر اکھیڑے جائیں۔

چہارم: مناسب یہ ہے کہ جس جانور کو ذبح کرنے کا ارادہ ہو وہ متعدی امراض سے محفوظ ہو اور اس میں کوئی ایسی چیز بھی نہ پائی جاتی ہو جس سے گوشت میں ایسی تبدیلی پیدا ہو جائے کہ اس کا کھانا ضرر رساں ہو۔ یہ صحی مقصد ان جانوروں میں پایا جانا ضروری ہے جن کا گوشت بازاروں میں رکھا

جاتا یا ایکسپورٹ کیا جاتا ہے۔

پنجم: (الف) شرعی تذکیہ میں اصل یہ ہے کہ اسے جانور کو جھٹکا دیے بغیر انجام دیا جائے۔ اس لیے کہ ذبح کے اسلامی طریقے پر اس کے شروط و آداب کے ساتھ عمل کرنا بہتر ہے۔ اس میں جانور کے ساتھ رحم دلی، اسے ذبح کرنے میں نرمی اور تکلیف میں کمی ہوتی ہے۔ ذبح کا عمل انجام دینے والے اداروں سے مطلوب یہ ہے کہ وہ بڑی جسامت کے جانوروں کے تعلق سے ذبح کے طریقوں میں بہتری لائیں، بایں طور کہ انھیں ذبح کرنے میں اس اسلامی اصول پر عمل کیا جاسکے۔

(ب) اس فقرہ کی دفعہ (الف) میں مذکور امر کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ اگر جانوروں کو جھٹکا دینے کے بعد ان کا شرعی طریقے پر تذکیہ کر دیا جائے تو انھیں کھانا جائز ہے، اگر وہ فنی شرائط پورے ہوں جن سے ثابت ہوتا ہو کہ تذکیہ سے قبل ذبیحہ کی موت نہیں ہوگئی تھی۔ ماہرین نے موجودہ دور میں ان شرائط کو حسب ذیل بیان کیا ہے:

(۱) الیکٹرک کے دونوں سروں کو ذبیحہ کی دونوں کنپٹیوں یا پیشانی اور گدی پر لگایا جائے۔

(۲) وولٹیج سو سے چار سو وولٹ کے درمیان ہو۔

(۳) کرنٹ بھیڑ، بکری کے تعلق سے 0.75 سے 1.0 امپیر کے درمیان اور گائے کے تعلق سے 2.0 سے 2.5 امپیر کے درمیان ہو۔

(۴) الیکٹرک کرنٹ تین سے چھ سیکنڈ کی درمیانی مدت تک رہے۔

(ج) جس جانور کا تذکیہ مقصود ہو اسے چبھنے والی سوئی کے ریوالور، کلہاڑی یا ہتھوڑے کے ذریعے جھٹکا دینا جائز نہیں اور نہ انگریزی طریقے پر پھونک مار کر بیہوش کرنا جائز ہے۔

(د) گھریلو جانوروں کو الیکٹرک شاک کے ذریعے جھٹکا دینا جائز نہیں، اس لیے کہ تجربہ سے ثابت ہے کہ ان میں سے ایک بڑی تعداد تذکیہ سے قبل مرجاتی ہے۔

(و) جن حیوانات کو ہوا یا آکسیجن کے ساتھ کاربن ڈائی آکسائڈ کے آمیزہ یا گول سر والے ریوالور کے استعمال کے ذریعے جھٹکا دیا جائے، اس طرح کہ تذکیہ سے قبل ان کی موت نہ ہو جائے، تو تذکیہ کے بعد وہ حرام نہ ہوں گے۔

ششم: جو مسلمان غیر اسلامی ممالک میں رہتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ قانونی طریقوں سے اپنے لیے بغیر جھٹکا کے اسلامی طریقے پر جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ہفتم: غیر اسلامی ممالک میں جانے والے یا وہاں رہنے والے مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اہل کتاب کے ان ذبیحوں کو جو شرعاً مباح ہوں، کھائیں۔ مگر ضروری ہے کہ پہلے وہ اطمینان کر لیں کہ ان میں محرمات کی آمیزش نہ ہو۔ لیکن اگر ان کے نزدیک یقینی ہو کہ ان کا شرعی طریقے پر تذکیہ نہیں ہوا ہے تو ان کا کھانا جائز نہیں۔

ہشتم: اصل یہ ہے کہ پالتو جانوروں وغیرہ کا تذکیہ آدمی خود کرے، لیکن اس معاملے میں مشینوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر فقرہ (دوم) میں مذکور شرعی تذکیہ کی شرائط پوری ہوں۔ جانوروں کے ایک گروپ کو اگر مسلسل ذبح کیا جا رہا ہو تو ابتدا میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے، لیکن اگر تسلسل رک جائے تو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

نہم: (الف) اگر گوشت ایسے ممالک سے درآمد ہوتا ہو جہاں کی آبادی کی اکثریت اہل کتاب ہو اور ان کے جانوروں کو جدید سلاٹر ہاؤسز میں فقرہ (دوم) میں مذکور شرعی تذکیہ کی شرائط کے مطابق ذبح کیا جاتا ہو تو وہ حلال گوشت ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المائدہ: ۵)

''اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے''

(ب) جو گوشت ایسے ممالک سے درآمد ہوتا ہو جن کی آبادی کی اکثریت

غیر اہل کتاب ہو، وہ حرام ہیں۔ اس لیے کہ ان کے بارے میں گمان غالب ہے کہ ان جانوروں کی جانیں ایسے لوگوں کے ہاتھوں جاتی ہیں جن کا تذکیہ حلال نہیں ہے۔

(ج) جو گوشت اس فقرہ کی دفعہ (ب) میں مذکور ممالک سے آتے ہوں، اگر ان کے جانوروں کا تذکیہ شرعی طریقے پر کسی قابل اعتماد اسلامی بورڈ کی نگرانی میں ہوتا ہو اور تذکیہ کرنے والا مسلمان یا کتابی (یہودی یا عیسائی) ہو تو وہ حلال ہیں۔

اور اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

اول: اسلامی حکومتوں کی سطح پر کوشش کی جائے کہ جن غیر اسلامی ممالک میں مسلمان رہتے ہیں ان کی حکومتوں سے کہا جائے کہ وہ انھیں جانوروں کو بغیر جھٹکا دیے شرعی طریقے پر ذبح کرنے کے مواقع دیں۔

دوم: غیر اسلامی ممالک سے گوشت کی درآمد سے پیدا ہونے والے مسائل سے آخر کار چھٹکارا پانے کے لیے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھنا مناسب ہوگا:

(الف) اسلامی ممالک میں حیوانی سرمایہ کی افزائش کے لیے کام کیا جائے، تاکہ وہ اس معاملے میں خود کفیل ہو سکیں۔

(ب) جہاں تک ممکن ہو، گوشت کی درآمد صرف اسلامی ممالک سے کیا جائے۔

(ج) جانوروں کو زندہ حالت میں درآمد کیا جائے اور انھیں اسلامی ممالک میں ذبح کیا جائے، تاکہ ان کے سلسلے میں شرعی تذکیہ کی شرائط پوری ہونے کا یقین حاصل ہو سکے۔

(د) تنظیم اسلامی کانفرنس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ایک مشترکہ اسلامی ادارہ منتخب کرے جو درآمد ہونے والے گوشت کی نگرانی کا کام انجام دے۔ اس کے لیے وہ ایک مرکز قائم کرے جو اس میدان میں براہِ راست کام انجام دے اور اپنے کاموں کی انجام دہی کے لیے وہ مکمل طور پر فارغ ہو۔ وہ

شرعی تذکیہ کی شرائط کی تکمیل کے لیے مفصل پروگرام بنائے اور اس کام کی نگرانی دینی اور فنی ماہرین کی مدد سے کرے اور جو گوشت اس کے نزدیک قابل قبول ہو اس پر کوئی ایسا ٹریڈ مارک لگا دیا جائے جو عالمی سطح پر رجسٹرڈ ہو اور قانوناً اس کا استعمال کوئی دوسرا نہ کرسکتا ہو۔

(ہ) کوشش کی جائے کہ نگرانی کا کام صرف اس ادارہ کو سپرد کیا جائے جس کا تذکرہ اس فقرہ کی دفعہ (د) میں آیا ہے اور تمام اسلامی ممالک اس کو تسلیم کریں۔

(و) جب تک اس فقرہ کی دفعہ (د) میں مذکور سفارش روبعمل آئے، اس وقت تک گوشت کو برآمد اور درآمد کرنے والوں سے یہ ضمانت طلب کی جائے کہ وہ جو گوشت اسلامی ممالک میں برآمد کریں ان کے سلسلے میں شرعی تذکیہ کی شرائط کا التزام کریں، تا کہ گوشت کی درآمد کے معاملے میں تساہلی اور شرعی تذکیہ کے بارے میں عدم یقین کی بنا پر مسلمان حرام میں نہ مبتلا ہوں۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۶ (۱۰/۴)

کریڈٹ کارڈ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدّہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ جون تا ۳ جولائی ۱۹۹۷ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'کریڈٹ کارڈ' کے موضوع پر اکیڈمی کو پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور فقہاء و ماہرین اقتصادیات کی طرف سے اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: جنرل سکریٹریٹ کو مکلّف کیا جائے کہ بینکوں سے جاری ہونے والے کارڈس سے متعلق شرائط اور معاہدات کے تمام نمونوں کا سروے کرے۔

دوم: ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان کارڈس کی مختلف صورتوں کا جائزہ لے تاکہ ان کی خصوصیات اور باہمی فرق کی تعیین کی جاسکے اور شریعت کی روشنی میں ان پر حکم لگایا جاسکے۔ کارڈ کی مختلف قسموں سے متعلق سارے عربی اور غیر عربی مآخذ کی فراہمی کے بعد اس طرح کا جائزہ لیا جائے۔

سوم: سابقہ معلومات کی روشنی میں اس موضوع پر مناقشہ کے لیے ایک مجلسِ مذاکرہ کا انعقاد کیا جائے اور اس سے متعلق مکمل نتائج تیار کیے جائیں تاکہ انھیں آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

اول: وہ اقتصادی اصطلاحات جن کا تعلق شریعت کے جائز یا حرام معاملات سے ہے، ان کی اس طرح تشکیل اور تشریح کی جائے کہ ان سے ان معاملات کی حقیقت اور ماہیت واضح ہو جائے۔ اس سلسلے میں شرعی اصطلاح کو غیر شرعی پر فوقیت دی جائے، تا کہ اس کا لفظ و معنیٰ ذہن میں راسخ ہو سکے۔ خاص کر وہ جس کے اثرات شرعی احکام میں دور رس ہیں۔ اس طرح اقتصادی اصطلاحات کی مناسب اصلاح ہو سکے گی، انھیں فقہی اصطلاحات سے ہم آہنگ کیا جا سکے گا اور ان کا استنباط امتِ اسلامیہ کے علمی سرمایہ اور شرعی مفاہیم سے ممکن ہوگا۔

دوم: مسلم ممالک میں متعلقہ شعبوں سے اپیل کی جائے کہ وہ بینکوں کو سودی کریڈٹ کارڈ جاری کرنے سے روکیں، تا کہ امت حرام سودی معاملات کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے اور قومی اقتصادیات اور افراد کے اموال سودی لعنت سے بچے رہیں۔

سوم: ایک ایسا شرعی و مالی و اقتصادی بورڈ بنایا جائے جس کی ذمہ داری ہو کہ وہ لوگوں کو بینکوں کے استحصال سے بچائے، شرعی احکام کی روشنی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرے۔ قومی اقتصادیات کی حفاظت کے لیے پالیسی بنائے اور ایسے مضبوط قوانین وضع کرے جو معاشرہ اور افراد کو بینکوں کے استحصال سے روک سکیں، تا کہ اس سے پیدا ہونے والے خطرناک نتائج سے بچا سکے۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۷ (۱۰/۵)

ترقیاتی پروگرام میں مسلمان عورت کا کردار

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ر جون تا ۳ر جولائی ۱۹۹۷ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ترقیاتی پروگرام میں مسلمان عورت کا کردار' کے موضوع پر تیار کردہ سفارشات اور ان پر ہونے والے بحث و مباحثہ سے آگاہی حاصل کی۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اس موضوع سے متعلق تیار کردہ سفارشات پر غور وخوض کرنے کے لیے ایک کمیٹی کو مکلف کیا جائے، جس کی تشکیل اکیڈمی کا جنرل سکریٹریٹ کرے گا۔

اس کمیٹی کے نتائج بحث کو انشاء اللہ آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔

واللہ اعلم۔

قراردادیں اور سفارشات

﴿گیارہواں اجلاس﴾

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: منامہ (بحرین)

مورخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ

مطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ء

قراردادیں ۹۸۔۱۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۸ (۱۱/۱)

اسلامی اتحاد

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ ررجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹ رنومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اسلامی اتحاد' کے موضوع پر اکیڈمی کو پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ ان پر ہونے والے مناقشات سے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ یہ موضوع ان اہم موضوعات میں سے ایک ہے جن پر نظری اور عملی دونوں پہلوؤں سے گفتگو آج امتِ مسلمہ کی اہم ضرورت ہے اور امتِ مسلمہ کے درمیان فکری، قانونی اور سیاسی سطح پر اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرنا اور اسے خالص عقیدۂ توحید کی طرف لانا اس بین الاقوامی اکیڈمی کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔

مذکورہ مقالات اور مناقشات کی روشنی میں کونسل نے حسبِ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: اسلامی اتحاد ایک فریضہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور اسے اس امت کی لازمی صفت بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

''اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔''

نیز فرمایا:

﴿ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ﴾ (الانبیاء :۹۲)

''یہ تمہاری امت ہے، جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے۔''

سنت نبوی سے بھی قولی اور عملی طور پر اس کی تائید ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے خون برابر ہیں، وہ غیروں کے مقابلے میں متحد ہیں، ان کا ایک ادنیٰ شخص بھی ان کے عہد و پیمان سے متعلق سعی کر سکتا ہے۔''

آں حضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخاۃ کرا کے اس اتحاد کا عملی مظاہرہ فرمایا، نیز مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے وقت تیار ہونے والی پہلی دستاویز میں اس کا اثبات کیا۔ چنانچہ اس میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کی صفت یہ بتائی کہ ''وہ غیروں کے مقابلے میں ایک امت ہیں''۔

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ اور احادیثِ شریفہ اور اس مضمون کی دیگر نصوص کا تقاضا ہے کہ تمام مسلمان اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوں، کتاب و سنت کو مضبوطی سے پکڑیں، اور تاریخی اختلافات، قبائلی نزاعات، شخصی خواہشات اور نسلی امتیازات چھوڑ دیں۔ عہدِ نبوت اور صدرِ اسلام میں جب انھوں نے اس پر عمل کیا تو اسلامی ریاست کو قوت حاصل ہوئی، مشرق و مغرب میں دینِ اسلام کا بول بالا اور اسلامی حکومت کی توسیع ہوئی اور امت نے اسلامی تہذیب کے ذریعہ ایک عرصے تک انسانیت کی قیادت کی، اور چونکہ اسلامی تہذیب کی بنیاد صرف اللہ کی بندگی پر رکھی گئی تھی اس لیے اس نے دنیا میں عدل و انصاف، حریت اور مساوات قائم کی۔

دوم: اسلامی اتحاد کی روح یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق عقیدہ، قول اور عمل میں اللہ کی بندگی کا اظہار ہو اور اس دین کی حفاظت کی جائے جو سارے مسلمانوں کو فکری، اقتصادی، اجتماعی اور سیاسی، غرض زندگی کے

تمام شعبوں میں ایک کلمہ پر جمع کرتا ہے۔ جب امتِ اسلامیہ اپنے اتحاد کے اجزائے ترکیبی سے دور ہوگئی تو تفرقے اور اختلاف کے اسباب پیدا ہوئے جو بعد میں مختلف وجوہ سے گہرے ہوتے گئے، خصوصاً سامراجی طاقتوں کی وجہ سے، جن کا طریقہ تھا ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو''، چنانچہ انھوں نے امتِ مسلمہ کو قومی اور نسلی بنیادوں پر تقسیم کر دیا اور عربوں اور باقی مسلمانوں کے درمیان اختلافات کے بیج بوئے۔ اسی طرح مستشرقین کی پوری کوشش رہی کہ وہ اپنی علمی تحقیقات کے ذریعہ، جنھیں انھوں نے مسلمانوں کے درمیان رواج دیا، اختلافات کی جڑیں مضبوط کریں۔

سوم: فقہی اختلاف بذاتِ خود ایک فطری چیز ہے، کیونکہ اس کی بنیاد شرعی نصوص اور ان کی دلالتوں کے فہم میں اجتہاد پر ہے۔ اس طرح کے اختلاف سے اسلامی قوانین کے ذخیرے میں قابلِ قدر اضافہ ہوا ہے اور شریعت کے بنیادی مقاصد اور خصوصیات (جیسے لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا اور پریشانی دور کرنا) کے حصول میں بڑی مدد ملی ہے۔

چہارم: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مقام ومرتبہ کی حفاظت کا اہتمام ضروری ہے، علماء سے گزارش کی جائے کہ اسلامی شریعت کو امت تک پہنچانے میں صحابہ کرام کے احسانات اور ان کے فضائل ومناقب لوگوں کے سامنے بیان کریں اور ان کے سلسلے میں امت پر جو حقوق واجب ہوتے ہیں ان کی وضاحت کریں۔ اسلامی حکومتوں سے التماس کی جائے کہ وہ ایسے قوانین بنائیں جن کی رو سے ہر اس شخص کو سزا دی جا سکے جو کسی بھی شکل میں صحابہ کی توہین کا مرتکب ہو۔ اس طرح صحابۂ کرام کے مقام ومرتبہ کی حفاظت ہوگی اور امت میں اختلاف کا ایک سبب ختم ہو جائے گا۔

پنجم: ضروری ہے کہ کتاب وسنت کی پابندی اور سلفِ صالحین (صحابہ وتابعین) کے طریقے کی پیروی کی جائے۔ ہر طرح کی گمراہیوں سے دور رہا جائے، ہر اس

چیز سے اجتناب کیا جائے جو مسلمانوں کے درمیان فتنہ اور تفرقہ کا باعث ہو۔
غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت اور ان کے درمیان اس کی بنیادی باتوں کی اشاعت کے سلسلے میں بھرپور جدّ وجہد کی جائے۔

سفارش

یہ چیز مخفی نہیں ہے کہ موجودہ زمانہ گروپ بندیوں کا زمانہ ہے۔ گلوبلائزیشن، سیکولرزم اور موڈرنزم کے نعروں کے تحت اور میڈیا کے کھلے پن اور ہر طرح کے قیود وضوابط سے آزاد ہونے کے سبب فکری، معاشرتی اور اقتصادی ہر سطح پر اس کا مظاہرہ ہو رہا ہو۔ اس بنا پر عالم اسلام کے لیے اس کے خصائص کے ازالے اور اس کے اجزائے ترکیبی اور روحانی وفکری وتہذیبی عناصر کے خاتمہ کے خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ امت کو ان خطرات سے بچانے کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے کہ اسے متحد کیا جائے اور اختلاف وتفرقہ کے اسباب دور کیے جائیں۔ یہ امت اتحاد کی متعدد بنیادیں رکھتی ہے۔ اس کا مظاہرہ اعتقادی، معاشرتی، اقتصادی، قانونی اور ثقافتی تمام میدانوں میں ہوسکتا ہے۔

اس لیے کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

اول: اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۸ (۱۰/۵) بعنوان ''احکام شرعیہ کا نفاذ'' اور اس کے ذیل میں منظور کی گئی سفارشات اور قرارداد نمبر ۶۹ (۷/۷) بعنوان ''فکری یلغار'' کی پہلی سفارش کی توثیق کی جائے اور ان پر عمل کو یقینی بنایا جائے۔

دوم: مسلم ممالک کی حکومتوں پر زور دیا جائے کہ وہ تنظیم اسلامی کانفرنس اور بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کوششوں کو تقویت دیں، اس لیے کہ یہ دونوں سیاسی اور فکری سطح پر مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی علامت ہیں۔

سوم: تاریخی تنازعات سے اعراض کیا جائے۔ اس لیے کہ انھیں ہوا دینے سے امت کے اندر نفرتیں ابھرتی ہیں اور تفرقہ کی بنیادیں گہری اور وسیع ہوتی ہیں۔

چہارم: مسلمانوں کے درمیان حکومتی اور عوامی دونوں سطحوں پر حسن ظن اور اعتماد باہمی

کی فضا پیدا کی جائے اور ذرائعِ ابلاغ کو باہمی الفت و محبت کی روح پروان چڑھانے، گفتگو اور مباحثہ کے آداب کو فروغ دینے اور اجتہادی آراء کو برداشت کرنے کا مادہ پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔

پنجم: امتِ مسلمہ کو متحد کرنے والے اہم اور بنیادی مسائل سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ان میں سرِ فہرست قدس اور مسجد اقصیٰ کا مسئلہ ہے جو مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اور جہاں رسول اللہ ﷺ سفر معراج میں پہلے تشریف لے گئے تھے۔ جو خطرات اس کے اسلامی تشخص کے درپے ہیں انھیں دور کیا جائے اور زور دے کر یہ بات کہی جائے کہ یہ تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔

شرکائے اجلاس مسلم ممالک کی حکومتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ سے اور اس جیسے دیگر مسائل سے مزید دلچسپی لیں اور ان کے سلسلے میں مناسب کارروائیاں کریں۔ چند کارروائیاں درج ذیل ہیں:

(الف) سرزمینِ فلسطین اور اس کے باشندے نقل مکانی، آباد کاری اور یہودی تشخص کی جن پالیسیوں کا شکار ہو رہے ہیں اور اہل فلسطین قبضہ و تسلّط، ظلم و جبر، سرکوبی، محرومی، قتل و غارت گری، جلاوطنی اور انسان کی عزت اور اس کے بنیادی حقوق کی پامالی کے جن آلات و مصائب سے دوچار ہیں ان کی مذمّت کی جائے۔

(ب) فلسطین کی مبارک سرزمین میں (جہاں مسجد اقصیٰ ہے جو مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے) آزادی کا جو معرکہ برپا ہے، اس میں اس کی بھرپور مدد کی جائے، اس کی حمایت اور تائید کی جائے اور فلسطینی عوام کے عزم و استقلال میں ان کا ساتھ دیا جائے۔

(ج) فلسطینی عوام جو اپنی آزادی حاصل کرنے اور اپنی مقدسات کو آزاد کرانے کے لیے جد و جہد کر رہے ہیں، ان پر صہیونی تحریک اور اسرائیلی حکومت جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہی ہے اور طرح طرح کی جارحیت کا مظاہرہ کر

رہی ہے، اس کی مذمت کی جائے۔

ششم: اسلامی اتحاد کو مرحلہ وار بروئے کار لانے کے لیے درج ذیل تجاویز پر عمل کیا جائے:

۱۔ اسلامی بنیادوں پر تعلیمی نظام ونصاب کی تیاری۔

۲۔ ذرائع ابلاغ کے سلسلے میں مشترکہ اسلامی اسٹریٹیجی کی تشکیل۔

۳۔ مشترکہ اسلامی مارکیٹ کا نظام۔

۴۔ بین الاقوامی اسلامی عدالت کا قیام۔

ہفتم: اسلامی فقہ اکیڈمی کا جنرل سکریٹریٹ اکیڈمی کے ممبران اور ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے جو ایسے قابل تنفیذ عملی مطالعات پیش کرے جن میں امت مسلمہ کے موجودہ حالات کی رعایت کی گئی ہو، ثقافتی، معاشرتی اور اقتصادی پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہو اور ان میدانوں میں اتحاد کو بروئے کار لانے کے لیے عملی تدابیر پیش کی گئی ہوں۔ اس سلسلے میں موجودہ دور میں عرب اور دیگر مسلم ممالک کی تنظیموں کی کوششوں سے استفادہ کیا جائے اور مختلف میدانوں کے ماہرین سے مدد لی جائے۔

اس کمیٹی کی سرگرمیاں سنجیدگی سے جاری رہیں اور اس کے مطالعہ کے نتائج کو نافذ کیا جائے، اس کی ضمانت کے لیے ہم سفارش کرتے ہیں کہ اس کی تشکیل اور ذمہ داریوں کی انجام دہی میں تنظیم اسلامی کانفرنس کا اعتماد حاصل رہے۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۹۹ (۱۱/۲)

سیکولرزم

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'سیکولرزم' کے موضوع پر پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ اس پر ہونے والے مناقشات نے امتِ مسلمہ کے تعلق سے اس موضوع کی اہمیت کی طرف توجہ مبذول کرائی۔

اس کی روشنی میں کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: سیکولرزم (یعنی زندگی سے مذہب کی علیحدگی) کی نشو ونما چرچ کی ظالمانہ کارروائیوں کے خلاف ردِ عمل کے طور پر ہوئی۔

دوم: اسلامی ممالک میں سیکولرزم کو سامراج اور اس کے مددگاروں کی طاقت اور استشراق کے اثرات کے نتیجے میں رواج ملا۔ اس کی بنا پر امتِ مسلمہ میں انتشار پیدا ہوا، صحیح عقیدہ میں شک کیا جانے لگا، امت کی درخشاں تاریخ مسخ ہوئی اور نئی نسل کو یہ وہم ہوا کہ عقل اور شرعی نصوص کے درمیان ٹکراؤ ہے۔ اس نے خود ساختہ نظاموں کو شریعت الٰہی کی جگہ دی، اباحیت اور اخلاقی آوارگی کو رواج ملا اور بلند اخلاق کی پامالی ہوئی۔

سوم: سیکولرزم سے بڑے بڑے تخریبی افکار نکلے جو ہمارے ملکوں پر مختلف ناموں سے حملہ آور ہوئے، مثلاً نسل پرستی، کمیونزم، صہیونیت اور ماسونیت وغیرہ۔ اس سے امت کا قیمتی سرمایہ ضائع ہوا، اقتصادی حالات ابتر ہوئے اور ہمارے بعض ملکوں مثلاً فلسطین اور قدس پر ہمارے دشمنوں کو قبضہ کرنے میں آسانی ہوئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیکولرزم سے اس امت کا کچھ بھلا نہیں ہوا ہے۔

چہارم: سیکولرزم ایک خود ساختہ نظام ہے جو الحاد کی بنیاد پر قائم ہے۔ وہ اسلام سے بالکلیہ ٹکراتا ہے اور عالمی صہیونیت اور اباحیت پسند اور تخریبی نظریات سے اس کے ڈانڈے ملتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک الحادی نظریہ ہے، جو اسلام اور اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔

پنجم: اسلام مذہب بھی ہے اور ریاست بھی۔ وہ ایک مکمل نظامِ زندگی ہے۔ وہ ہر زمانہ اور ہر جگہ کا ساتھ دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسلام زندگی سے مذہب کی علیحدگی کا قائل نہیں۔ وہ لازم قرار دیتا ہے کہ تمام احکام اسی سے حاصل کیے جائیں اور عملی زندگی کے تمام پہلو، خواہ ان کا تعلق سیاست سے ہو یا معاشیات سے، معاشرت سے ہو یا تربیت سے، یا ذرائع ابلاغ وغیرہ سے، سب اسلام کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

اول: مسلمانوں کے حکم رانوں کی ذمہ داری ہے کہ سیکولرزم کے طور طریقوں کو مسلمانوں اور ان کے ممالک سے دور رکھیں اور انھیں ان سے بچانے کے لیے ضروری تدابیر اختیار کریں۔

دوم: علماء کی ذمہ داری ہے کہ سیکولرزم کے خطرات سے آگاہ کرنے اور لوگوں کو ان سے ہوشیار کرنے کے لیے دعوتی جدّ وجہد کریں۔

سوم: اسکولوں، یونیورسٹیوں، تحقیقی مراکز اور انٹرنیٹ کے لیے ایک ہمہ گیر اسلامی

تربیتی پروگرام وضع کیا جائے، تاکہ سب کے لیے یکساں پروگرام رہے اور سب سے ایک انداز سے خطاب کیا جاسکے۔ مسجد کے پیغام کا احیاء کیا جائے۔ خطابت اور وعظ وارشاد سے دلچسپی لی جائے۔ اور اس کے ذمہ داروں میں ایسی صلاحیتیں پیدا کی جائیں کہ وہ زمانہ کے تقاضوں کا ساتھ دے سکیں، شبہات کا جواب دے سکیں اور شریعت کے مقاصد کی حفاظت کرسکیں۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۰۰ (۱۱/۳)

اسلام بنام تجدّد (Modernism)

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مورخہ ۲۵/ تا ۳۰/ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹/ نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اسلام بنام تجدّد' (Modernism) کے موضوع پر اکیڈمی میں پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ اس پر ہونے والے مناقشات نے اس موضوع کی اہمیت کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ تجدّد کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اور واضح کیا کہ تجدّد ایک نیا فکری مسلک ہے جو عقل کی تقدیس، غیب کی تردید، وحی کے انکار اور عقائد، اقدار اور اخلاق سے متعلق ہر موروثی چیز کے انہدام پر مبنی ہے۔

متجدّدین کے نزدیک تجدّد کے اہم خصائص درج ذیل ہیں:

—— عقل پر مطلق اعتماد کرنا اور صحیح اسلامی عقیدہ سے دور تجرباتی علم کے نتائج پر اکتفا کرنا۔

—— مذہب اور تمام ثقافتی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی اور رفاہی اداروں کے درمیان مکمل علیحدگی۔

اس طور پر اس کے ڈانڈے سیکولرزم سے ملتے ہیں۔

اس کی روشنی میں کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: تجدّد کی جس مفہوم میں ستائش کی جاتی ہے، اس کی رُو سے وہ ایک الحادی نظریہ ہے، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہے۔

اس لیے کہ اس کے اصول ومبادی اسلام سے ٹکراتے ہیں، خواہ بظاہر اسلام کے بارے میں غیرت کا اظہار اوراس کی تجدید کا دعویٰ کیا جائے۔

دوم: اسلام جن قواعد اور اساسیات پرمبنی ہے اوراس کی شریعت میں جوخصائص پائے جاتے ہیں وہ ہرزمان ومکان میں انسانیت کی ضرورت پوری کرنے پر قادر ہیں۔اس کی بنیاد کچھ یقینی اورناقابلِ تغیر امور پر ہے، جن کے مستقل وجود پرہی حیات انسانی کی درستگی کا دار ومدار ہے اور کچھ قابل تغیر امور پر ہے جو اس کی پیش رفت اورارتقاء کے ضامن ہیں اور شریعت کے مختلف مصادر پرمبنی منضبط اجتہاد کے ذریعے ہرنئی اوراچھی چیز کوشامل کرلیتے ہیں۔

اورکونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

الف: تنظیم اسلامی کانفرنس مسلمان مفکرین کی ایک کمیٹی تشکیل دے جو تجدّد کے مظہر اوراس کے نتائج پرنگاہ رکھے، اس کا وسیع معروضی اور علمی جائزہ لے، تاکہ اس کا کھوٹ اور بطلان واضح ہواورامت کی نئی نسل اس کے خطرناک اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

ب: مسلم حکم رانوں کی ذمہ داری ہے کہ تجدّد کے طورطریقوں کومسلمانوں اوران کے ملکوں سے دور رکھیں اور انھیں ان سے بچانے کے لیے ضروری تدابیر اختیار کریں۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۰۱ (۱۱/۴)

دَین اور قرض بانڈ کی بیع اور پبلک اور پرائیوٹ سیکٹر میں ان کے شرعی بدل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹/نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'دَین اور قرض بونڈ کی بیع اور پبلک اور پرائیوٹ سیکٹر میں ان کے شرعی بدل' کے موضوع پر اکیڈمی کو پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ اس پر ہونے والے مناقشات نے اس جانب توجہ مبذول کرائی کہ یہ موضوع ان اہم موضوعات میں سے ہے جن سے معاصر مالی معاملات کے میدان میں سابقہ پیش آتا ہے۔

اس کی روشنی میں کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: دَین مؤجل کی بیع قرض دار کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ نقد معجل سے جائز نہیں ہے، خواہ وہ اسی کی جنس سے ہو یا کسی دوسری جنس سے۔ اس لیے کہ یہ سودی معاملہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح اس کی بیع نقد مؤجل سے بھی جائز نہیں، خواہ وہ اسی کی جنس سے ہو یا کسی دوسری جنس سے۔ اس لیے کہ یہ ناپی جانے والی شے کی بیع ناپی جانے والی شے کے قبیل سے ہے، جس سے شریعت میں منع کیا گیا ہے۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا کہ دین، قرض سے پیدا ہونے والا ہے یا ادھار بیع سے۔

دوم: اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۶۰ (۶/۱۱) بسلسلۂ بانڈز، جو اس کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ (سعودی عرب) مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ رشعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ رمارچ ۱۹۹۰ء میں منظور کی گئی تھی، اور قرارداد نمبر ۶۴ (۲/۷) جو اس کے ساتویں اجلاس منعقدہ جدہ (سعودی عرب) مؤرخہ ۷ تا ۱۲ رذی قعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ رمئی ۱۹۹۲ء میں منظور ہوئی تھی اس کی دفعہ سوم جو 'تجارتی وثیقوں کے لین دین پر کمیشن' کے سلسلے میں ہے، کی توثیق کی جاتی ہے۔

سوم: اکیڈمی نے دَین کی بیع کی دیگر صورتوں کا جائزہ لیا اور طے پایا کہ اس سلسلے میں مزید بحث وتحقیق کی ضرورت ہے۔ اس لیے اس پر قطعی رائے کو مؤخر کیا جائے اور جنرل سکریٹریٹ سے گزارش کی جائے کہ ان صورتوں کے جائزہ اور دَین کی بیع کے جائز بدل کی تجویز کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دے، تا کہ اکیڈمی کے اگلے اجلاس میں اس موضوع پر از سر نو غور کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۰۲ (۱۱/۵)

کرنسیوں کی تجارت

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'کرنسیوں کی تجارت' کے موضوع پر اکیڈمی کو پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: کاغذی نوٹ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے موضوع پر اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۲۱ (۳/۹)، فائینانشیل مارکیٹس کے موضوع پر قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) کی دفعہ سوم بعنوان 'منظم بازاروں میں اشیاء، کرنسیوں اور اشاریوں کی خرید وفروخت' کی شق نمبر ۲ بعنوان 'کرنسیوں کی تجارت'، اور قبضہ کے موضوع پر قرارداد نمبر ۵۳ (۶/۴) کی دفعہ دوم کی تینوں شقوں (الف، ب، ج) کی توثیق کی جاتی ہے۔

دوم: کرنسیوں کی ادھار بیع شرعاً جائز نہیں ہے، اور نہ ان میں عقد صرف پر وعدہ جائز ہے۔ یہ چیز کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

سوم: سود، کرنسیوں کی تجارت اور صرف کے معاملات، جن میں احکام شریعت کی

پابندی نہیں کی جاتی، اقتصادی بحرانوں اور اتار چڑھاؤ کے اہم اسباب میں سے ہیں، جنھوں نے بعض ممالک کی اقتصادیات کو اکھاڑ پھینکا ہے۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

فائینانشیل مارکیٹس پر شرعی نگرانی رکھی جائے اور انھیں پابند کیا جائے کہ وہ کرنسیوں اور دیگر معاملات میں احکامِ شریعت کے مطابق اپنی سرگرمیاں انجام دیں۔ اس لیے کہ یہ احکام اقتصادی حادثات سے امان کی ضمانت ہیں۔

واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۰۳ (۱۱/۶)

دیکھ بھال (Maintenance) کا معاملہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مورخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'دیکھ بھال (Maintenance) کے معاملہ' کے موضوع پر اکیڈمی کو پیش ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: مِنٹیننس کا معاملہ ایک نیا اور مستقل معاملہ ہے جس پر معاملات کے عام احکام نافذ ہوں گے۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اسی اعتبار سے اس کی کیفیتیں اور احکام بھی مختلف ہوں گے۔ درحقیقت یہ معاوضہ کا معاملہ ہے۔ اس میں ایک فریق کو کسی مشین یا کسی دوسری چیز کی حسب ضرورت وقفہ وقفہ سے یا فوری طور پر جانچ اور اصلاح کرنی پڑتی ہے۔ اس معاملے کی مدت طے شدہ ہوتی ہے اور اس کا معاوضہ بھی معلوم ہوتا ہے یہ معاملہ کرنے والے کے ذمے کبھی صرف کام ہوتا ہے اور کبھی کام کے ساتھ کچھ سامان بھی لگانا پڑتا ہے۔

دوم: مِنٹیننس کے معاملہ کی بہت سی صورتیں ہیں۔ ان میں سے کچھ کا حکم واضح ہے۔ وہ صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) مِنٹیننس کے معاملے کے ساتھ کوئی دوسرا معاملہ نہ ہو۔ معاملہ کرنے والے کے

ذمے صرف کام ہو یا اسے کچھ معمولی سامان بھی لگانا پڑے۔ عام طور سے معاملہ کے دونوں فریق اس کا کچھ شمار نہیں کرتے۔

یہ معاملہ ''عقدِ اجارہ'' کے قبیل سے ہے۔ شرعی طور پر یہ ایک جائز معاملہ ہے، بشرطیکہ اس میں کام اور اجرت دونوں معلوم ہو۔

(۲) منٹیننس کے معاملے کے ساتھ کوئی دوسرا معاملہ نہ ہو اور معاملہ کرنے والے کے ذمہ کام اور مالک کے ذمے سامان کی فراہمی ہو۔

اس صورت کی کیفیت اور اس کا حکم پہلی صورت کے مثل ہے

(۳) عقد بیع میں منٹیننس کی شرط بائع کے ذمے ایک معلوم مدت تک کے لیے ہو۔

اس عقد میں بیع اور شرط دو معاملے جمع ہیں۔ یہ جائز ہے، خواہ منٹیننس سامان کی فراہمی کے بغیر ہو یا اس کے ساتھ۔

(۴) عقد اجارہ میں منٹیننس کی شرط اجرت پر دینے والے یا اجرت پر لینے والے کے ذمے ہو۔ اس عقد میں دو معاملے جمع ہیں: ایک اجرت اور دوسرے شرط۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر منٹیننس اس نوع کی ہو کہ اس پر اس چیز سے فائدہ اٹھانا موقوف ہو تو اس کی ذمہ داری بلا شرط اجرت پر دی گئی چیز کے مالک کی ہے۔ لیکن اگر منٹیننس اس نوع کی نہ ہو کہ اس پر اس چیز سے فائدہ اٹھانا موقوف ہو تو اجرت پر دینے والے یا اجرت پر لینے والے کسی کے ذمے اس کی شرط لگائی جا سکتی ہے، لیکن ضروری ہے کہ یہ متعین اور غیر مجہول ہو۔

منٹیننس کی دوسری بہت سی صورتیں بھی ہیں۔ ان پر قرارداد کی منظوری کو مزید تحقیق و جائزہ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سوم: مذکورہ تمام صورتوں میں ضروری ہے کہ منٹیننس متعین ہو، یعنی معلوم ہو کہ کیا کیا کام کرنا ہے، کوئی بات مخفی نہ ہو جس سے بعد میں معاملہ کے دونوں فریقوں میں نزاع ہو جائے۔ اسی طرح اگر سامان کی فراہمی منٹیننس کرنے والے کے ذمے ہو تو واضح ہو کہ وہ وقت ضرورت کون کون سا سامان لگائے گا۔ تمام حالتوں میں اجرت طے ہونا بھی ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر۱۰۴(۱۱/۷)

نوازل (قدیم فتاویٰ) سے استفادہ کے طریقے

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارھواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مورخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹/ نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'نوازل (فتاویٰ) سے استفادہ کے طریقے' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے مناقشوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: عصر حاضر میں پیش آنے والے نئے نئے مسائل کا حل دریافت کرنے کے لیے مختلف انواع کے فقہی فتاویٰ (نوازل) کے قدیم سرمایہ سے استفادہ کیا جائے، خواہ اس کا تعلق اجتہاد، استنباط اور تخریج کے ضابطوں اور فقہی قواعد کی روشنی میں فتوئی کے مناہج سے ہو، یا اس کا تعلق ایسی فقہی فروع سے ہو جن کے نظائر فقہاء نے اپنے زمانوں میں عملی تطبیقات میں پیش کیے ہوں۔

دوم: اہم کتب فتاویٰ کی تحقیق کی جائے اور معاون فقہی کتب کا احیاء کیا جائے۔ مثلاً قاضی عیاض کی التنبیهات على المدوّنة، برنامج الشيخ عطوم، فتاوی امام غزالی، ابن دھان کی تقويم النظر، فقہ مالکی کی، اس کے علمی مراکز:

فاس، قیروان اور قرطبہ وغیرہ میں معمول بہ کتابیں، معروضات ابی سعود اور دیگر کتابیں جن کے ذریعے فقہ کا زندگی کے لیے حیات بخش ہونا نمایاں ہو سکے۔

سوم: ایک مبسوط کتاب تیار کی جائے جس میں افتاء کے اصول، مفتیوں کے مناہج، مختلف فقہی مسالک کی اصطلاحات اور ہر مسلک میں مقرر ترجیح و تخریج کے طریقے بیان کیے گئے ہوں۔ اس میں مالکی مسلک اور دیگر مسالک کے معمول بہ فتاویٰ جمع کیے جائیں۔ اکیڈمی کے صدر کی کتاب ''المدخل الی فقہ النوازل'' شائع کی جائے۔

چہارم: بقیہ کتب فتاویٰ کو قواعدِ فقہیہ کے انسائیکلوپیڈیا کے منصوبے میں شامل کیا جائے، تاکہ ان قواعد سے واقفیت ہو سکے جن پر فتاویٰ مبنی ہیں لیکن جو فقہی مدوّنات میں شامل نہیں ہیں۔

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

اول: ان فتاویٰ سے گریز کیا جائے جو کسی شرعی اصل پر مبنی نہ ہوں اور نہ ان کی بنیاد شرعی معتبر دلائل پر ہو، بلکہ وہ موہوم مصلحت پر مبنی ہوں جن کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہوتا، جو خواہشات نفس کی پیداوار ہوں اور جو شریعت کے اصول، احکام اور مقاصد کی مخالفت کرنے والے حالات اور عرف سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہوں۔

دوم: فتویٰ صادر کرنے والے علماء، اداروں اور کمیٹیوں سے گزارش کی جائے کہ وہ فقہی اکیڈمیوں کی قراردادوں اور سفارشات کو قبول کریں اور انھیں معتبر سمجھیں۔ اس طرح عالم اسلامی کے فتاویٰ میں انضباط، ہم آہنگی اور یکسانیت پیدا کی جا سکتی ہے۔

سوم: فتویٰ صرف انہی لوگوں سے حاصل کیا جائے جو علم، پرہیزگاری اور

خشیتِ الٰہی کے اوصاف سے متصف ہوں۔

چہارم: فتویٰ صادر کرنے والے افتاء کے ان ضوابط کی رعایت کریں جنھیں علماء نے بیان کیا ہے، بالخصوص حسب ذیل ضوابط کا لحاظ رکھیں:

(الف) کتاب، سنت، اجماع، قیاس اور دیگر شرعی دلائل اور استدلال و استنباط کے قواعد کا التزام۔

(ب) مصالح کے حصول اور مفاسد کے دفعیہ کے سلسلے ترجیحات کی ترتیب کا اہتمام۔

(ج) حقائق، عرف اور ماحول کے زمانی تغیرات جو شریعت کی کسی اصل سے نہیں ٹکراتے، ان کی فقہ کی رعایت۔

(د) تہذیبی ارتقاء، جو معتبر مصلحت اور شرعی احکام کے التزام کا جامع ہو، اس کے احوال سے ہم آہنگی۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۰۵ (۱۱/۸)

وراثت، جینیٹک انجینیر نگ اور جین (Gene) کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مورخہ ۲۵/ تا ۳۰/ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹/ نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے مذکورہ موضوع پر اکیڈمی کو پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ اسی طرح گیارہویں طبی فقہی سمینار کی قراردادوں اور سفارشات سے بھی آگاہی حاصل کی۔ یہ سمینار اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ، اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت، بین الاقوامی تنظیم صحت (W.H.O) کے علاقائی دفتر اسکندریہ اور تنظیم اسلامی برائے تربیت وعلوم وثقافت کے اشتراک سے کویت میں مورخہ ۲۳ تا ۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۳ تا ۱۵/ نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا تھا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

'وراثت، جینیٹک انجینیر نگ اور جین' کے موضوع پر قرارداد کی منظوری کو ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ اس پر مزید بحث وتحقیق اور مطالعہ وجائزہ ہو سکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه.

قرارداد نمبر ۱۰۶ (۱۱/۹)

اسلامی معاشرہ کی ترقی میں عورت کے کردار پر ماہرین کا سیمینار

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ (بحرین) میں مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے مذکورہ بالا موضوع پر بحث ومباحثہ کرنے اور شرکاء کی رائے لینے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اسلامی معاشرہ کے ارتقاء میں عورت کے کردار پر ماہرین کا سیمینار' کے موضوع پر قرارداد کی منظوری کوملتوی کیا جاتا ہے۔ تا کہ اس پر مزید غور وخوض کیا جاسکے۔ اس کام کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ارکان میں اکیڈمی کی کونسل کے صدر شیخ ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابوزید، فضیلۃ الشیخ علی التسخیری اور فضیلۃ الشیخ تقی عثمانی کا نام تجویز ہوا اور طے پایا کہ اس کمیٹی کی رپورٹ کو اکیڈمی کے اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

بارہواں اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: جدہ (سعودی عرب)

مورخہ ۱۸ تا ۲۳ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۸ھ

مطابق ۶ تا ۱۱ر فروری ۱۹۸۸ء

قراردادیں ۱۰۷۔۱۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۷ (۱۲/۱)

برآمدگی اور ٹینڈر کے معاملات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مورخہ ۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'برآمدگی اور ٹینڈر کے معاملات' کے موضوع پر اکیڈمی کو حاصل ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اکیڈمی کے ارکان، ماہرین اور متعدد فقہاء کی موجودگی میں اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ برآمدگی کا معاملہ

اول: برآمدگی کا معاملہ وہ معاملہ ہے جس کے بموجب ایک فریق پابند ہو کہ وہ متعین سامان، بعد میں، برابر متعین وقفہ سے، ایک متعین رقم کے عوض، دوسرے فریق کو دے گا۔ پوری رقم یا اس کے کچھ حصے کی ادائیگی بعد میں ہو سکتی ہے۔

دوم: اگر برآمدگی کا معاملہ ایسے سامان سے متعلق ہو جسے تیار کر کے منگوایا جاتا ہو تو یہ 'عقد استصناع' کے مثل ہے اور اس پر اس کے احکام منطبق ہوں گے۔ استصناع سے متعلق اکیڈمی قرارداد نمبر ۶۵ (۷/۳) منظور کر چکی ہے۔

سوم: اگر برآمدگی کا معاملہ ایسے سامان سے متعلق ہو جسے تیار کر کے نہیں منگوایا جاتا اور

اس کے اوصاف بیان کیے جائیں اور ایک فریق ان اوصاف کا حامل سامان متعین مدت میں دوسرے فریق کے حوالے کرنے کا پابند ہو تو یہ معاملہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں ممکن ہے:

الف: سامان درآمد کرنے والا معاملہ کرتے وقت پوری رقم حوالے کرے۔ اس معاملہ پر سلم کا حکم نافذ ہوگا اور اس کے شرعی طور پر معتبر شرائط کے ساتھ جائز ہوگا۔ یہ شرائط اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۸۵ (۹/۲) میں بیان کردی گئی ہیں۔

ب: اگر سامان درآمد کرنے والا معاملہ کرتے وقت پوری رقم ادا نہ کرے تو یہ معاملہ ناجائز ہوگا۔ اس لیے کہ یہ دونوں فریقوں کے ذمے لازم وعدہ پر مبنی ہوگا۔ اس ضمن میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۰-۴۱ منظور ہو چکی ہے، جس میں ہے کہ لازم وعدہ معاملہ کے مثل ہے۔ اس صورت میں خرید وفروخت ادھار کی ادھار سے ہوگی۔ البتہ اگر باہمی وعدہ کسی ایک فریق یا دونوں فریقوں کے ذمے لازم نہ ہو تو یہ معاملہ جائز ہوگا اور خرید وفروخت کا عمل نئے معاملے یا حوالگی پر مکمل ہوگا۔

۲۔ ٹینڈر کا معاملہ

اول: ٹینڈر یہ ہے کہ کسی سامان کی خریداری یا کسی کام کے عوض کم سے کم ادائیگی چاہی جائے۔ سامان لینے یا کام کروانے والا ادارہ متعین شرائط اور تفصیلات کے مطابق لوگوں سے کوٹیشن طلب کرتا ہے۔

دوم: ٹینڈر شرعاً جائز ہے۔ یہ نیلامی کے مثل ہے، اس لیے اس پر نیلامی کے احکام نافذ ہوں گے۔ ٹینڈر خواہ عام ہو یا خاص، اندرونی ہو یا بیرونی، علانیہ ہو یا خفیہ، تمام صورتوں میں جائز ہے۔ نیلامی سے متعلق اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس میں قرارداد نمبر ۷۳ (۸/۴) منظور کی جا چکی ہے۔

سوم: ٹینڈر میں شرکت کو صرف ان لوگوں میں محدود کرنا جائز ہے جو سرکاری طور پر اس کام کے مجاز ہوں یا انھیں حکومت کی طرف سے اس کا لائسنس حاصل ہو۔ اور ضروری ہے کہ مجاز ہونا یا لائسنس یافتہ ہونا معروضی اور مبنی بر عدل بنیادوں پر ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۸ (۱۲/۲)

اَن پیڈ کریڈٹ کارڈ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵/جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

کونسل نے 'فائینانشیل مارکیٹس' کے موضوع پر منعقد ہونے والے اپنے اجلاس میں کریڈٹ کارڈ سے متعلق یہ قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) منظور کی تھی کہ اس کی شرعی حیثیت اور حکم کے بارے میں حتمی فیصلے کو آئندہ اجلاس کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کونسل کے دسویں اجلاس میں 'کریڈٹ کارڈ' سے متعلق قرارداد نمبر ۹۶ (۱۰/۴) منظور کی گئی تھی۔ اس اجلاس میں کونسل نے مذکورہ قراردادوں کو اپنے پیش نظر رکھا۔ ''اَن پیڈ کریڈٹ کارڈ'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی، اس پر فقہاء اور ماہرین اقتصادیات کی بحثوں کو سنا اور کریڈٹ کارڈ کی اس تعریف سے رجوع کیا جو اس کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) میں مذکور ہے، جس سے اَن پیڈ کریڈٹ کارڈ کی درج ذیل تعریف نکلتی ہے:

''یہ وہ دستاویز ہے جسے اس کو جاری کرنے والا ادارہ (بینک) کسی حقیقی یا اعتباری شخص (کارڈ ہولڈر) کے لیے باہمی معاہدہ کی بنیاد پر جاری کرتا ہے اور اس کے ذریعے وہ شخص اشیاء یا خدمات، قیمت کی فوری ادائیگی کے بغیر ان لوگوں سے خرید سکتا ہے جو

اس دستاویز پر اعتماد رکھتے ہیں، اس لیے کہ اس کو جاری کرنے والا ادارہ قیمت

کی ادائیگی کا ذمہ لیتا ہے، پھر تھوڑے وقفہ سے وہ اسے کارڈ ہولڈر سے وصول کرلیتا ہے، بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے غیرادا شدہ مجموعی سرمایہ پر مطالبہ کی تاریخ کے بعد متعین وقفہ گزرنے کے بعد انٹرسٹ عائد کیا جاتا ہے اور بعض کارڈ انٹرسٹ فری ہوتے ہیں۔"

اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ اَن پیڈ کریڈٹ کارڈ جاری کرنا اور اس کے ذریعے معاملہ کرنا جائز نہیں ہے اگر اس کے ساتھ انٹرسٹ کی شرط لگی ہوئی ہو، خواہ کارڈ حاصل کرنے والے کا پختہ ارادہ ہو کہ مفت اجازت کے وقفہ کے اندر اندر وہ رقم ادا کردے گا۔

۲۔ اَن پیڈ کریڈٹ کارڈ جاری کرنا جائز ہے اگر اصل دین پر انٹرسٹ کی شرط اس کے ساتھ نہ لگی ہوئی ہو۔

اس سے دو مسئلے نکلتے ہیں:

(الف) اسے جاری کرنے والا ادارہ اس کے اجراء یا تجدید کے وقت ایجنٹ سے قسطوں میں فیس لے سکتا ہے۔ یہ فیس اس کی پیش کردہ خدمات کی اجرت ہوگی۔

(ب) ایجنٹ جو چیزیں اس کارڈ سے خریدے، ان پر کارڈ جاری کرنے والا ادارہ (بینک) تاجر سے کمیشن لے سکتا ہے۔ بشرطے کہ تاجر کارڈ سے لینے پر بھی چیزوں کو اسی قیمت میں فروخت کرے جس پر نقد فروخت کرتا ہے۔

۳۔ کارڈ ہولڈر کا اس کے ذریعے رقم نکالنا اسے جاری کرنے والے ادارہ (بینک) کی جانب سے قرض ہے۔ شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں اگر اس میں انٹرسٹ شامل نہ ہو۔ فیس کا اس میں شمار نہ ہوگا جس کا اس خدمت کے عوض قرض کی رقم یا مدت سے تعلق نہیں ہوتا۔ کوئی بھی اضافہ جو خدمات کے علاوہ ہو، حرام ہے۔ اس لیے کہ اس کا شمار سود میں ہوگا جو شرعاً حرام ہے، جیسا کہ اکیڈمی نے اپنی قراردادوں نمبر ۱۰ (۱۰/۲) اور ۱۳ (۱/۳) میں صراحت کی ہے۔

۴۔ اَن پیڈ کریڈٹ کارڈ کے ذریعے سونا، چاندی اور کرنسی خریدنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۹ (۱۲/۳)

جرمانہ کی شرط

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'جرمانہ کی شرط' کے موضوع پر اکیڈمی کو حاصل ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اکیڈمی کے ارکان، ماہرین اور متعدد فقہاء کی موجودگی میں اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اول: قانون میں جرمانہ کی شرط معاملہ کرنے والے دو فریقوں کے درمیان ایک معاہدہ ہے کہ اگر ایک فریق جس چیز کا پابند ہے اس پر اس نے عمل نہیں کیا، یا اس پر عمل کرنے میں تاخیر کی اور اس کے نتیجے میں دوسرے فریق کو ضرر پہنچا تو اس کے بدلے (جرمانہ) کا مستحق ہوگا۔

دوم: کونسل جرمانہ کی شرط کے سلسلے میں اپنی درج ذیل سابقہ قراردادوں کی توثیق کرتی ہے:

سلم سے متعلق قرارداد نمبر ۸۵ (۹/۲): جس چیز کے لیے عقد سلم ہوا ہے، اسے فراہم کرنے میں تاخیر کی صورت میں بدلہ (جرمانہ) کی کوئی شرط عائد کرنا جائز

نہیں ہے، اس لیے کہ سلم دَین سے عبارت ہے اور دَین کی واپسی میں تاخیر کی صورت میں زیادتی کی شرط جائز نہیں ہے۔

استصناع سے متعلق قرارداد نمبر ۶۵ (۳/۷) : یہ جائز ہے کہ عقد استصناع میں فریقین کے باہمی اتفاق سے جرمانہ کی شرط عائد کردی جائے، بشرطے کہ حوالگی میں تاخیر غیر اختیاری حالات کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔

قسطوں پر بیع سے متعلق قرارداد نمبر ۵۱ (۶/۲) : اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں مقررہ مدت سے تاخیر کردے تو اس سے سابقہ شرط کی بنیاد پر، یا بغیر شرط کے، قرض کی مقدار پر زیادتی لازم کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ ربا ہے جو حرام ہے۔

سوم: جرمانہ کی شرط اصل معاملہ کے ساتھ بھی لگائی جاسکتی ہے اور بعد میں ضرر لاحق ہونے سے قبل فریقین کے باہمی اتفاق سے بھی لگائی جاسکتی ہے۔

چہارم: جرمانہ کی شرط تمام مالی معاملات میں لگائی جاسکتی ہے، سوائے ان معاملات کے جن میں اصل ذمہ دَین ہو، اس لیے کہ اس میں دَین پر زیادتی صریح ربا ہوگی۔

اس بنا پر، مثال کے طور پر، یہ شرط ٹھیکہ کے معاملات میں ٹھیکہ دار پر، ایکسپورٹ کے معاملے میں ایکسپورٹر پر اور عقد استصناع میں کاریگر پر عائد کی جاسکتی ہے، اگر وہ جس چیز کا پابند ہے اس پر عمل نہ کرے یا اس پر عمل کرنے میں تاخیر کرے۔ لیکن یہ شرط قسطوں پر بیع کے معاملے میں عائد نہیں کی جاسکتی اگر خریدار بقیہ قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر سے کام لے، خواہ یہ تاخیر تنگی کی وجہ سے ہو یا وہ ٹال مٹول سے کام لے رہا ہو۔ اسی طرح یہ شرط عقد استصناع میں آرڈر دینے والے پر عائد نہیں کی جاسکتی اگر وہ اپنے واجبات ادا کرنے میں تاخیر کرے۔

پنجم: ضرر، جس کا بدلہ لینا جائز ہے، اس سے مراد واقعی مالی ضرر ہے کہ ضرر لاحق ہونے والے شخص کو حقیقتاً خسارہ ہو یا یقینی کمائی سے وہ محروم ہو جائے۔ اس میں اخلاقی اور معنوی ضرر شامل نہیں ہے۔

ششم: جرمانہ کی شرط عائد نہ ہوگی اگر جس شخص پر یہ شرط عائد ہورہی ہو وہ ثابت کردے کہ معاہدہ کی پابندی نہ کرپانا غیر اختیاری سبب سے ہوا، یا یہ ثابت کردے کہ جس شخص نے یہ شرط لگائی تھی اسے معاہدہ کی عدم پابندی سے کوئی ضرر لاحق نہیں ہوا ہے۔

ہفتم: اگر کوئی فریق عدالت سے رجوع کرے تو وہ جرمانہ کی مقدار میں کمی کرسکتی ہے، اگر وہ اس کا جواز پائے یا جرمانہ بہت زیادہ ہو۔

سفارش

ساتھ ہی اکیڈمی نے یہ سفارش منظور کی کہ:

ایک مخصوص سمینار منعقد کیا جائے جس میں ان شرائط اور تدابیر پر غور کیا جائے جنھیں اسلامی بینکوں کے لیے تجویز کیا جاسکے، تاکہ ان کے قرضوں کی واپسی کی ضمانت مل سکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۰ (۱۲/۴)

تملیکی اجارہ اور لیزنگ بانڈ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'تملیکی اجارہ اور لیزنگ بونڈ' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اکیڈمی کے ارکان، ماہرین اور متعدد فقہاء کی موجودگی میں اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

تملیکی اجارہ

اول: تملیکی اجارہ کی جائز صورتوں اور ممنوع صورتوں کا ضابطہ درج ذیل ہے:

(الف) عدم جواز کا ضابطہ یہ ہے کہ دو مختلف معاملات، ایک وقت میں، ایک متعین چیز کے سلسلے میں، ایک زمانے میں ہوں۔

(ب) جواز کا ضابطہ یہ ہے:

۱۔ دو الگ الگ معاملے الگ زمانوں میں ہوں۔ بایں طور کہ بیع کا معاملہ اجارہ کے معاملے کے بعد ہو، یا مدت اجارہ کے اختتام پر تملیک کا

وعدہ ہو، اور احکام میں اختیار وعدہ کے متوازی ہوتا ہے۔

۲۔ اجارہ واقعۃً ہو، نہ کہ بیع کو چھپانے کے لیے ہوا ہو۔

(ج) جس چیز کا اجارہ ہوا ہو اس کا ضمان مالک کے ذمے ہوگا نہ کہ کرایہ دار کے ذمے۔ چنانچہ کرایہ دار کی زیادتی یا کوتاہی کے بغیر اس چیز کو کچھ نقصان پہنچے تو اسے مالک برداشت کرے گا اور اس کی منفعت فوت ہو جائے تو کرایہ دار کے ذمے کچھ نہ ہوگا۔

(د) اگر معاملہ زیر کرایہ چیز کے انشورنس پر مشتمل ہو تو ضروری ہے کہ وہ تجارتی انشورنس نہ ہو، بلکہ وہ امداد باہمی اور اسلامی انشورنس ہو، اور اسے مالک، جس نے کرایہ پر دیا ہے، برداشت کرے نہ کہ کرایہ دار۔

(ہ) ضروری ہے کہ تملیکی اجارہ کے معاملے میں مدتِ اجارہ میں اجارہ کے احکام نافذ ہوں اور اس چیز کی ملکیت قائم ہوتے وقت بیع کے احکام نافذ ہوں۔

(و) غیر چالو حالت میں دیکھ بھال (Maintenance) کے اخراجات مدتِ اجارہ میں مالک کے ذمہ ہوں گے نہ کہ کرایہ دار کے ذمے۔

دوم: تملیکی اجارہ کی ممنوع صورتیں

(الف) ایسا عقدِ اجارہ ہو جو زیر کرایہ چیز کی ملکیت پر منتہی ہو، اس اجرت کے بدلے جو کرایہ دار نے متعین مدت میں ادا کی ہو، اس کے لیے نیا معاملہ نہ کرنا پڑے، بایں طور کہ اجارہ مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد خود بخود بیع میں تبدیل ہو جائے۔

(ب) کسی شخص سے کسی چیز کے اجارہ کا معاملہ متعین اجرت پر اور متعین مدت کے لیے کیا جائے، ساتھ ہی اس سے بیع معلق کا معاملہ بھی کر لیا جائے، یعنی اگر اس نے متعین مدت کے اندر طے شدہ پوری اجرت ادا کر دی تو اس کے بعد یا آئندہ مزید کچھ عرصہ کے بعد وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

(ج) واقعۃً اجارہ کا معاملہ کیا جائے اور ساتھ ہی بیع کا معاملہ بھی ہو اور

مالک کو خیار شرط حاصل ہو اور اس کی مدت طویل اور متعین ہو (عقد اجارہ کی آخری مدت)۔

یہ تفصیلات علمی اداروں مثلاً سعودی عرب کے هيئة كبار العلماء کے فتاویٰ اور قراردادوں میں مذکور ہیں۔

سوم: تملیکی اجارہ کی جائز صورتیں

(الف) اجارہ کا معاملہ ہو جس سے کرایہ دار متعین اجرت پر متعین مدت کے لیے، زیر کرایہ چیز سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہو جائے، ساتھ یہ معاملہ بھی ہو کہ جب کرایہ دار مکمل اجرت ادا کر دے گا تو مالک اس چیز کو اسے ہبہ کر دے گا۔ لیکن یہ معاملہ یا پوری اجرت ادا کرنے کے بعد ہبہ کا وعدہ اجارہ کے معاملہ سے الگ ہو، جیسا کہ اکیڈمی نے ہبہ سے متعلق اپنی قرارداد نمبر ۱۳ (۳/۱) منظور کی ہے۔

(ب) اجارہ کا معاملہ ہو اور مالک کرایہ دار کو اختیار دے کہ وہ کرایہ کی تمام واجب قسطیں ادا کرنے کے بعد، مدتِ اجارہ ختم ہونے پر زیر کرایہ چیز کو بازار کی قیمت پر خرید لے۔ یہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۴ (۵/۶) کے مطابق ہے۔

(ج) اجارہ کا معاملہ ہو جس سے کرایہ دار متعین اجرت پر، متعین مدت کے لیے، زیر کرایہ چیز سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہو جائے۔ ساتھ ہی مالک وعدہ کرے کہ وہ پوری اجرت پانے کے بعد زیر کرایہ چیز کرایہ دار کو، اس قیمت پر جس پر دونوں کا اتفاق ہو جائے گا، بیچ دے گا۔

(د) اجارہ کا معاملہ ہو جس سے کرایہ دار متعین اجرت پر، متعین مدت کے لیے، زیر کرایہ چیز سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہو جائے اور مالک کرایہ دار کو اختیار دے کہ وہ جس وقت چاہے زیر کرایہ چیز کا مالک بن سکتا ہے، لیکن اس وقت بیع کا نیا معاملہ بازار کی قیمت پر ہوگا۔ یہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۴ (۵/۶) کے مطابق ہے۔ یا اس وقت جس قیمت پر دونوں کا اتفاق ہو جائے۔

چہارم: تملیکی اجارہ کی بعض دیگر صورتیں بھی ہیں، لیکن ان کے جواز وعدم جواز کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی اجلاس میں ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

لیزنگ بانڈ

اکیڈمی کی جانب سے طے پایا کہ لیزنگ بانڈ کے موضوع کو ملتوی کر دیا جائے، تاکہ اس پر مزید غور وخوض اور مطالعہ کے بعد کسی آئندہ اجلاس میں اسے پیش کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۱ (۱۲/۵)

اوقاف کی آمدنی کی سرمایہ کاری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اوقاف کی آمدنیوں کی سرمایہ کاری' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اکیڈمی کے ارکان، ماہرین اور متعدد فقہاء کی موجودگی میں اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

'اوقاف کی آمدنیوں کی سرمایہ کاری' کے موضوع پر قرارداد کی منظوری کو ملتوی کیا جاتا ہے تاکہ اس پر اور بالخصوص درج ذیل عناوین پر مزید غور وخوض اور مطالعہ کیا جاسکے۔

۱۔ وقف کی سرمایہ کاری۔ ۲۔ کرنسی کا وقف

۳۔ وقف کی چیز کو دوسری چیز سے بدلنا۔ ۴۔ اوقاف کو خلط ملط کرنا۔

۵۔ وقف اور ٹرسٹ کے درمیان فرق۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۲ (۱۲/۶)

قرائن یا نشانیوں کے ذریعہ اثبات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵ رجمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸ر ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'قرائن یا نشانیوں کے ذریعہ اثبات' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

'قرائن اور نشانیوں کے ذریعہ اثبات' کے موضوع پر قرارداد کی منظوری کو ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ بحث نئے مسائل پر مرتکز ہو اور ان کا حکم بیان کیا جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۳ (۱۲/۷)

بچوں اور بوڑھوں کے حقوق

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'بچوں اور بوڑھوں کے حقوق' کے موضوع پر اکیڈمی کو پیش کیے جانے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی۔ اسی طرح اس طبی فقہی سمینار کی سفارشات کی بھی جان کاری لی جو 'بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی' اور 'اسلامی تنظیم برائے طبی علوم' کے اشتراک سے 'بوڑھوں کے حقوق' کے موضوع پر کویت میں مؤرخہ ۹-۱۲/ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۱/ اکتوبر ۱۹۹۹ء منعقد ہوا تھا۔ کونسل نے ان مباحثوں کو بھی سنا جو اس موضوع پر اکیڈمی کے ارکان، ماہرین اور متعدد فقہاء کے درمیان ہوئے تھے۔

اول: اسلام میں بچوں کے حقوق

پاکیزہ بچپن، خوش گوار معاشرہ کی بنیاد ہے۔ اسلام نے اس پر بہت زیادہ توجہ دی ہے۔ اسی لیے اس نے نکاح کی ترغیب دی ہے اور مرد اور عورت دونوں پر زور دیا ہے کہ اپنے لیے اچھے جوڑے کا انتخاب کریں۔ اس لیے کہ حسن معاشرت اور بچوں کی اچھی پرورش میں اس چیز کا اہم کردار ہے۔

اس لیے اکیڈمی نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

۱۔ جنین کو رحم مادر میں ایسی چیزوں سے بچانا اسلامی شریعت میں واجب ہے، جو اسے یا اس کی ماں کو نقصان پہنچانے والی ہوں، مثلاً نشہ آور اور سن کرنے والی چیزیں۔

۲۔ جنین کو اسی وقت سے زندہ رہنے کا حق ہے جب اس کی تشکیل ہونے لگتی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ نہ اسے اسقاط کرایا جاسکتا ہے اور نہ کوئی ایسی چھیڑ چھاڑ کی جاسکتی ہے جس سے اس میں خلقی نقائص پیدا ہو جائیں یا دیگر ضرر لاحق ہو جائیں۔

۳۔ ولادت کے بعد ہر بچہ مادی اور معنوی حقوق کا مستحق ہے۔ مادی حقوق میں ملکیت، میراث، وصیت، ہبہ اور وقف کے حقوق ہیں اور معنوی حقوق یہ ہیں کہ اس کا اچھا نام رکھا جائے، صحیح نسب بیان کیا جائے، دین دار بنایا جائے اور اس کی قومیت تسلیم کی جائے۔

۴۔ ایسے بچے جن کی کفالت کرنے والا کوئی نہ ہو، مثلاً یتیم، راہ میں پڑے ہوئے، جلاوطن اور جنگوں کے شکار بچے، تمام حقوقِ اطفال سے بہرہ ور ہوں گے اور معاشرہ اور حکومت ان حقوق کو ادا کرے گی۔

۵۔ بچے کے لیے پورے دو سال فطری رضاعت کے حق کو یقینی بنایا جائے گا۔

۶۔ بچے کا حق ہے کہ صاف ستھرے اور پاکیزہ ماحول میں اس کی پرورش اور دیکھ بھال ہو۔ ماں اگر اہل ہے تو وہ دوسروں کے مقابلے میں اس کی انجام دہی کی زیادہ مستحق ہے۔ پھر شریعت کی نظر میں معتبر ترتیب کے مطابق دیگر رشتہ دار اس کے مستحق ہیں۔

۷۔ بچے کی جان اور مال کی حفاظت کے لیے، اس کے گھر والوں یا عدالت کی ولایت اس کا حق ہے جس میں کوتاہی جائز نہیں ہے۔ سنِ رشد کو پہنچنے کے بعد ولایت

اس کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

۸۔ اچھی تربیت، اخلاق حسنہ پروان چڑھانا، تعلیم و تدریب، شرعی طور پر جائز پیشے، مہارتیں اور تجربے حاصل کرنا، جس سے بچہ خود کفیل ہو سکے اور بالغ ہونے کے بعد اپنی روزی خود حاصل کر سکے، اس کا ایک اہم حق ہے جس پر توجہ دینی چاہیے۔ ان میں سے باصلاحیت لوگوں کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور مہارتوں میں اضافہ کرنے کے لیے خصوصی توجہ دی جائے۔ ضروری ہے کہ یہ سب اسلامی شریعت کے دائرے میں ہو۔

۹۔ اسلام والدین اور دوسروں کو سخت تاکید کرتا ہے کہ بچوں سے بے پروائی نہ برتیں۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے ان کے آوارہ اور ضائع ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح وہ ان کا استحصال کرنے اور ان سے ایسے کام لینے سے منع کرتا ہے جن سے ان کی جسمانی، عقلی اور نفسیاتی صلاحیتیں متاثر ہوں۔

۱۰۔ بچوں کے عقیدے، جان، آبرو، مال اور عقل کے بارے میں کسی طرح کی جارحیت بہت بڑا جرم ہے۔

دوم: بوڑھوں کے حقوق

اسلام نے زندگی کے تمام مراحل میں انسان کو اہمیت دی ہے اور بنی آدم کے ہر فرد کے لیے عزت و کرامت کا اثبات کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ﴾ (الاسراء: ۷۰)

''اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (الاسراء: ۲۳)

''اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔''

اور اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو نوجوان کسی بوڑھے شخص کی عزت اس کے بڑھاپے کی وجہ سے کرے گا، اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں کو توفیق دے گا جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کریں گے۔'' (ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

''وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی عزت وشرف کو نہ پہچانے۔'' (ترمذی، احمد)

اسی لیے اکیڈمی نے بوڑھوں کے حقوق کے سلسلے میں درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

۱۔ بوڑھوں کو وہ باتیں بتائی جائیں جن سے ان کی جسمانی صحت کی حفاظت ہو اور روحانی اور معاشرتی طور پر ان کا حال بہتر ہو، انھیں برابر ان دینی احکام سے آگاہ کیا جائے جن کی انھیں عبادات، معاملات اور دیگر احوال میں ضرورت ہو، اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق مضبوط کیا جائے اور انھیں رب کے عفو ومغفرت کی امید دلائی جائے۔

۲۔ اس بات پر زور دیا جائے کہ سماج میں بوڑھوں کی بہت اہمیت ہے اور انھیں تمام انسانی حقوق حاصل ہیں۔

۳۔ ان کا خاندان ہی وہ بنیادی جگہ ہو جہاں وہ رہیں، تاکہ وہ عائلی زندگی سے لطف اندوز ہوسکیں۔ ان کے بیٹے پوتے ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور وہ اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور پڑوسیوں سے خوش گوار تعلقات رکھیں۔ اگر ان کا خاندان نہ ہو تو مناسب ہے کہ انھیں بوڑھوں کی دیکھ بھال کے لیے قائم اداروں میں عائلی ماحول فراہم کیا جائے۔

۴۔ نظامِ تعلیم اور میڈیا کے پروگراموں کے ذریعے سماج میں بوڑھوں کے مقام اور ان کے حقوق کے سلسلے میں بیداری پیدا کی جائے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیا جائے۔

۵۔ جن بوڑھوں کی کفالت کرنے والا کوئی نہ ہو، یا ان کے خاندان ان کی کفالت کرنے پر قادر نہ ہوں ان کی دیکھ بھال کے لیے مخصوص ادارے قائم کیے جائیں۔

۶۔ طبی کالجوں اور صحت کے اداروں میں بڑھاپے کے امراض کے علاج معالجہ میں دلچسپی لی جائے اور بعض اطباء کو اس کی مخصوص ٹریننگ دی جائے۔ شفاخانوں میں بڑھاپے کے امراض کے شعبے قائم کیے جائیں۔

۷۔ ذرائعِ نقل، پبلک مقامات اور ٹیکسی اسٹینڈ وغیرہ میں بوڑھوں کے لیے سیٹیں مخصوص کردی جائیں، تاکہ انھیں سہولت ہو۔

۸۔ بوڑھوں کے حقوق کے سلسلے میں اعلامیۂ کویت کی منظوری دی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۴ (۱۲/۸)

مسلم معاشرہ کی ترقی میں عورت کا کردار

کے موضوع پر اسلامی اعلامیہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ان سفارشات سے آگاہی حاصل کی جو ساتویں اسلامی چوٹی کانفرنس کی قرارداد نمبر ۱۰/۷، ث (ق۔أ) کے مطابق "مسلم معاشرہ کی ترقی میں عورت کا کردار" کے موضوع پر طہران، جمہوریۂ اسلامیۂ ایران میں مؤرخہ ۱۷-۱۹/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ، مطابق ۱۷-۱۹/اپریل ۱۹۹۵ء، منعقد ہونے والے ماہرین کے سیمینار میں منظور کی گئی تھیں اور اکیڈمی کے نویں اور دسویں اجلاس میں شعبۂ فتویٰ کی جانب سے ان میں کچھ ترمیمات کی گئی تھیں۔

اسلام نے عورت کو کچھ اقتدار کے تحفظات فراہم کیے ہیں۔ عورت کے موضوع پر عالمی کانفرسوں، اور خاص طر پر قاہرہ، بیجنگ اور دیگر مقامات پر منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں ان کے برعکس قراردادیں منظور کی گئیں۔ بعد میں ان زبردست حملوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلامی اعلامیے جاری کیے گئے۔

عورت کے بارے میں اسلامی قدروں کے اثبات کے لیے، ان اسلامی اعلامیوں کی روشنی میں کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اول: اسلام کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں تعمیر و ترقی کے کام میں مرد اور عورت دونوں بھرپور کردار انجام دیں۔ اسلام نے عورت کو اس کے مکمل حقوق، اس بنیاد پر دیے ہیں جو اس کی شخصیت، صلاحیتوں، لیاقت، توقعات اور زندگی میں اس کے اساسی کردار سے ہم آہنگ ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرہ ایک مکمل اکائی ہے جس میں مرد اور عورت کے درمیان جامع طریقے پر تعامل ہوتا ہے۔ قرآن کریم اور سنتِ نبوی امت مسلمہ کے زندگی بخش عناصر کے ساتھ اس کی وحدت پر زور دیتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں عورت اور مرد دونوں کی اپنی شخصیت اور اپنا مقام ہے۔

دوم: شرعی نکاح پر مبنی خاندان پاکیزہ معاشرتی عمارت کا بنیادی پتھر ہے۔ اسی لیے اسلام خاندان کی کسی دوسری مزعومہ صورت اور اس شرعی دائرہ سے باہر دوسرے کسی تعلق کا انکار کرتا ہے۔ عورت اپنی مادریت اور دیگر خصوصیات کی بنا پر خاندان کی اس عمارت کو استقرار اور خوش حالی بخشنے میں بنیادی کردار انجام دیتی ہے۔

سوم: مادریت عورت کے ان فطری کاموں میں سے ہے جنھیں وہ اپنی زندگی میں انجام دیتی ہے۔ وہ اسی صورت میں اس پاکیزہ ذمہ داری کو اچھی طرح انجام دے سکتی اور آنے والی نسلوں کی تشکیل کر سکتی ہے جب اپنے تمام اسلامی حقوق سے بہرہ ور ہو، تاکہ زندگی کے مخصوص میدانوں میں اپنی ذمہ داری بخوبی ادا کر سکے۔

چہارم: عورت اور مرد انسانی عزت و کرامت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ عورت کے کچھ حقوق ہیں اور اس پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جو اس کی فطرت،

صلاحیتوں اور بناوٹ سے ہم آہنگ ہیں۔ مرد اور عورت کی فطری صفات میں اگر چہ فرق ہے، لیکن اسلامی شریعت میں ان میں سے ہر ایک کو جو ذمہ داریاں دی گئی ہیں ان کی ادائیگی میں دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

پنجم: تمام میدانوں میں عورت کا احترام کیا جائے اور اس تشدّد کا انکار کیا جائے جس کا وہ بعض معاشروں میں اب بھی شکار ہے۔ مثلاً گھریلو تشدّد، جنسی استحصال، اباحیت اور عریانی کے ساتھ اس کی فوٹوگرافی، آوارگی اور زناکاری، عورتوں کی تجارت، جنسی مظالم وغیرہ۔ ان چیزوں کا بہت سے ان معاشروں میں مشاہدہ ہوتا رہتا ہے جو عورت کو حقیر سمجھتے ہیں، اس کی عزت نہیں کرتے اور اس کے شرعی حقوق ادا نہیں کرتے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو ناپسندیدہ اور درآمد شدہ ہیں۔ اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ششم: ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے عورت کے مثبت کردار کو اجاگر کیا جائے اور اس کو تقویت دی جائے اور ذرائع ابلاغ اور اشتہارات میں عورت کے استحصال کی تمام شکلوں کو روکا جائے۔ اسی طرح اقدار و فضائل کے خلاف اس پروپیگنڈا کا بھی رد کیا جائے جس سے عورت کی شخصیت کی تحقیر ہوتی ہے اور اس کی عزت و کرامت پر آنچ آتی ہے۔

ہفتم: ایسی بھرپور کوششیں کی جائیں جن سے عورتوں اور دیگر کمزور طبقات کے آلام ومصائب میں کمی آئے، خاص طور پر مسلمان خواتین ان سے نجات پائیں، جو برابر مسلح تنازعات، بیرونی تسلّط، فقر و فاقہ اور بیرونی معاشی دباؤ کا شکار رہتی ہیں۔

ہشتم: ہمہ گیر اور پیہم ترقی صرف دینی اور اخلاقی اقدار کی بنیاد پر ہی ہوسکتی ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ درآمد ثقافتی و معاشرتی اقدار کو لازم کرنے کی کوششوں کا رد کیا جائے اور عورت سے متعلق اسلامی اقدار و احکام پر بعض حلقوں کی جانب سے کیے جانے والے پیہم حملوں کی مذمت کی جائے۔

نہم: بعض حکومتوں کے ان رویّوں کا زبردست رد کیا جائے جو وہ مسلمان عورت کو

اپنے دین کا التزام کرنے اور اس کے شعائر اور فرائض مثلاً وقار اور حجاب کو اختیار کرنے سے روکنے کے لیے اپناتے ہیں۔

دہم: لڑکیوں کی تعلیم کے ادارے، تمام مراحل میں، لڑکوں کے تعلیمی اداروں سے الگ قائم کیے جائیں۔ اس سے عورت اپنے جائز حقوق سے بہرہ ور ہو گی اور شریعت کے تقاضوں پر عمل ہو گا۔

یازدہم: اس اعلامیہ کی دفعات کے کسی دفعہ کی توضیح و تشریح کے سلسلہ میں اسلامی شریعت کے بنیادی مصادر ہی واحد مرجع ہوں گے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۵ (۱۲/۹)

افراط زر اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے، افراطِ زر کے مسائل کے مطالعہ و جائزہ کے لیے منعقد ہونے والے فقہی اقتصادی سیمنار (جس کے تین اجلاس جدہ، کوالالمپور اور منامہ میں ہوئے تھے) کے اختتامی اعلامیہ، سفارشات اور تجاویز سے آگاہی حاصل کی اور اس موضوع پر اکیڈمی کے ارکان، ماہرین اور متعدد فقہاء کی بحثوں کو سنا۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اول: گزشتہ قرارداد نمبر ۴۲ (۵/۴) پر عمل کی توثیق کی جاتی ہے۔ اس کا متن درج ذیل ہے،

"کسی کرنسی میں پرانے قرضوں کی ادائیگی کے معاملے میں اعتبار مثلیت کا ہوگا نہ کہ قیمت کا، اس لیے کہ قرضے مثلیت کے ساتھ قابل ادائیگی ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی شخص کے ذمے پرانے قرضوں کو، خواہ اس کی اصل کچھ بھی ہو، نرخوں کے معیار (Price Level) سے جوڑنا جائز نہیں۔"

دوم: افراطِ زر کی توقع کی صورت میں معاملہ کرتے وقت احتیاط کے طور پر یہ کیا

جاسکتا ہے کہ قرض کو اس کرنسی میں نہ دیا جائے جس کے گرنے کی امید ہو، بلکہ قرض کا معاملہ درج ذیل کسی صورت میں کیا جائے:

الف۔ سونا یا چاندی

ب۔ کوئی مثلی سامان

ج۔ مثلی سامانوں کا مجموعہ

د۔ کوئی دوسری کرنسی جس میں زیادہ استقرار حاصل ہو

ہ۔ کئی کرنسیوں کا مجموعہ

ضروری ہے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں قرض کا بدل اس کے مثل میں ہو جس میں قرض لازم ہوا ہے۔ اس لیے کہ مقروض کے ذمے وہی چیز لازم ہوگی جو عملاً اس کے قبضے میں آئی ہو۔

یہ صورتیں اس ممنوع صورت سے مختلف ہیں، جس میں دونوں فریق قرض کو کسی کرنسی میں طے کریں اور اس کی ادائیگی کسی دوسری کرنسی یا کئی کرنسیوں کے مجموعے میں کرنے کی شرط لگائیں۔ اس صورت کے ممنوع ہونے کے سلسلے میں اکیڈمی قرارداد نمبر ۷۵ (۸/۶) دفعہ چہارم، منظور کر چکی ہے۔

سوم: شرعاً جائز نہیں ہے کہ معاملہ طے کرتے وقت قرضوں کو درج ذیل میں سے کسی سے مربوط کر دیا جائے:

الف۔ کوئی حسابی کرنسی

ب۔ مصارف معیشت کا اشاریہ یا دیگر اشاریے

ج۔ سونا یا چاندی

د۔ کسی متعین سامان کا نرخ

ہ۔ قومی پیداوار کی شرحِ نمو

و۔ کوئی دوسری کرنسی

ز۔ انٹرسٹ کا نرخ

ح۔ کئی سامانوں کا اوسط نرخ

اس لیے کہ اس ربط میں بہت زیادہ دھوکا اور کھلی لاعلمی ہے۔ دونوں فریقوں میں سے کسی کو پتا نہیں ہوتا کہ اسے کیا ملے گا اور کیا اس پر واجب ہے؟ معاملات کی صحت کے لیے 'معلوم ہونا' شرط ہے جو اس معاملہ میں مفقود ہے۔ مذکورہ بالا اشیاء کی قیمتوں میں چونکہ اضافہ کا رجحان رہتا ہے اس لیے مقروض کے ذمہ کیا ہے اور کیا اسے ادا کرنا ہے، دونوں میں مماثلت نہیں رہے گی اور اگر معاملہ میں یہ شرط لگا دی جائے تو یہ ربا ہوگا۔

چہارم: اجرتوں اور کرایوں میں قیاسی ربط:

(الف) اکیڈمی کی کونسل کی قرارداد نمبر ۷۵ (۸/۶) دفعہ اول پر عمل کی توثیق کی جاتی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ قیمتوں کے معیار میں تبدیلی کے مطابق وقفہ وقفہ سے اجرتوں میں تبدیلی کرنا جائز ہے۔

(ب) چیزوں کو طویل مدت کے لیے کرایہ پر دینے کی صورت میں جائز ہے کہ پہلی مدت کے لیے اجرت کی مقدار متعین کرلی جائے اور اجارہ کے معاملہ میں اس بات پر اتفاق ہو جائے کہ آئندہ مدتوں کی اجرت ایک متعین اشاریہ سے مربوط ہوگی، بشرطے کہ اجرت کی مقدار ہر مدت کے آغاز میں معلوم ہو جائے۔

ساتھ ہی اکیڈمی نے درج ذیل سفارشات بھی منظور کیں:

سفارشات

ا۔ چونکہ افراطِ زر کا سب سے اہم سبب یہ ہے کہ متعدد معروف اسباب کی بنا پر اس نقدی کی کمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے جسے مخصوص ادارے جاری کرتے ہیں۔ اس لیے ہم ان اداروں سے اپیل کرتے ہیں کہ سماج کو زبردست نقصان پہنچانے والے افراط زر کے اس سبب کا ازالہ کرنے کے لیے سنجیدہ جدوجہد کریں اور افراطِ زر کے ذریعے سرمایہ کاری سے اجتناب کریں، خواہ یہ بجٹ میں خسارہ پورا کرنے کے لیے یا ترقیاتی منصوبوں کے لیے کیا جائے۔ ساتھ ہی

ہم مسلم اقوام کو نصیحت کرتے ہیں کہ خرچ کرنے کے معاملے میں اسلامی اقدار کی مکمل پیروی کریں، تا کہ ہمارے اسلامی معاشرے فضول خرچی، عیش کوشی اور اسراف کے مظاہر سے دوٗر رہیں جو کہ افراطِ زر پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

۲۔ مسلم ممالک کے درمیان، خاص طور پر بیرونی تجارت کے میدان میں اقتصادی تعاون میں اضافہ ہو، ان ملکوں کی مصنوعات کو صنعتی ملکوں سے درآمد ہونے والے سامانوں کی جگہ دی جائے اور صنعتی ملکوں کے مقابلے میں گفت وشنید اور منافست کے معاملے میں ان کے مرکز کی تقویت کے لیے کام کیا جائے۔

۳۔ اسلامی بینکوں کی سطح پر ایسے مطالعات کرائے جائیں جن سے ان کے سرمایہ پر افراطِ زر کے اثرات کو کم کیا جا سکے اور انھیں اور ان کے ڈپازیٹرس اور سرمایہ کاروں کو افراطِ زر کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے مناسب وسائل و ذرائع تجویز کیے جاسکیں۔ اسی طرح ایسے معیارات وجود میں لائے جائیں جو اسلامی مالیاتی اداروں کی سطح پر افراطِ زر کو چیک کر سکیں۔

۴۔ افراطِ زر پر اسلامی سرمایہ کاری کے ذرائع کے استعمال میں توسع کے سلسلے میں مطالعات کرایے جائیں اور دیکھا جائے کہ حکم شرعی پر اس کے کیا ممکنہ اثرات پڑتے ہیں۔

۵۔ یہ جائزہ لیا جائے کہ افراطِ زر سے بچنے کے ایک طریقے کے طور پر کرنسی کو سونے سے مربوط کرنے کی کوئی شکل اختیار کی جائے تو اس کا کتنا فائدہ ہوگا۔

۶۔ یہ معلوم ہے کہ پیداوار میں بڑھوتری اور پیداواری صلاحیت، جس کا عملاً استعمال ہوتا ہے، اس میں اضافہ ان اہم عوامل میں سے ہے جن سے اوسط یا طویل مدت میں افراطِ زر کا مقابلہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ مسلم ممالک میں پیداوار میں اضافہ کرنے اور اس میں بہتری لانے کے لیے کام کیا جائے۔ اس کے لیے ایسے منصوبے بنائے جائیں اور ایسی کارروائیاں کی جائیں جن سے ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ کاری کا معیار بلند کرنے کی ہمت

افزائی ہو، تا کہ مستقل ترقی ہو سکے۔

۷۔ مسلم ممالک کی حکومتوں سے اپیل کی جائے کہ وہ اپنے عام بجٹ (جن میں معمول کے بجٹ، پیداواری بجٹ اور مستقل بجٹ جو اپنی سرمایہ کاری میں عام مالی وسائل کا سہارا لیتے ہیں، سب شامل ہیں) کا توازن برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ یہ کام اپنے اخراجات کو کم کر کے اور اسلامی دائرہ میں انھیں صحیح رخ دے کر کیا جاسکتا ہے۔

اگر بجٹوں کے لیے سرمایہ کاری کی ضرورت ہو تو اس کا جائز حل یہ ہے کہ سرمایہ کاری کے اسلامی ذرائع اختیار کیے جائیں جو شرکت، بیع اور اجارہ کی مختلف صورتوں پر مبنی ہیں اور سودی قرضوں سے اجتناب کیا جائے، خواہ یہ قرضے بینکوں اور مالیاتی اداروں کے ہوں یا قرض بانڈ کے اجراء کے ذریعے دیے جاتے ہوں۔

۸۔ مالیاتی پالیسی کے وسائل و ذرائع اختیار کرتے وقت شرعی ضوابط کو ملحوظ رکھا جائے، خواہ ان کا تعلق عام آمدنی میں تبدیلی سے ہو یا عام خرچ میں تبدیلی سے۔ یہ اس طور پر ممکن ہے کہ ان پالیسیوں کو عدل و انصاف، سماج کے عام مفاد اور فقراء کی بھلائی کی بنیادوں پر استوار کیا جائے اور افراد کی عام آمدنی کا بوجھ ان کی مالی قدرت کے مطابق رکھا جائے جن کا اظہار ان کی آمدنی اور سرمایہ سے ہوتا ہے۔

۹۔ مالیاتی اور نقدی پالیسیوں، آسودگی کے وسائل اور دیگر معاشی اور انتظامی پالیسیوں کے لیے شرعی طور پر قابلِ قبول تمام وسائل و ذرائع کو کام میں لایا جائے، تا کہ اسلامی معاشروں کو افراط زر کے نقصانات سے نجات دلائی جاسکے۔ ان پالیسیوں کا مقصد افراطِ زر کی شرح کو ممکن حد تک کم کرنا ہو۔

۱۰۔ لازمی ضمانتیں دی جائیں کہ مرکزی بینک آزادانہ طور پر نقدی معاملات کو نپٹا سکے اور کرنسی کے استقرار اور افراطِ زر کے ازالہ کا مقصد حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہو۔ کوشش کی جائے کہ مرکزی بینک اور معاشی اور مالیاتی اداروں کے درمیان

مسلسل ہم آہنگی رہے، تاکہ اقتصادی ترقی، معاشی اور مالیاتی استقرار اور بے کاری کے خاتمہ کے مقاصد حاصل ہوسکیں۔

۱۱۔ پبلک پروجکٹس اور اداروں سے اگر مطلوبہ اقتصادی فائدے حاصل نہ ہو رہے ہوں تو ان کا جائزہ لیا جائے اور انھیں پرائیوٹ سیکٹر میں تبدیل کر دینے اور اسلامی طریقۂ کار کے مطابق انھیں مارکیٹ کے عوامل کا پابند کرنے کے امکان پر غور کیا جائے۔ اس سے پیداواری صلاحیت بہتر ہوگی، بجٹ سے مالی بوجھ کم ہوگا اور افراطِ زر میں بھی کمی آئے گی۔

۱۲۔ مسلم عوام اور مسلم حکومتوں سے اپیل کی جائے کہ وہ اسلامی شریعت کے نظام اور اس کے اقتصادی، تربیتی، اخلاقی اور معاشرتی اصولوں کا التزام کریں۔

افراطِ زر کے حل کے سلسلے میں سفارش

افراطِ زر کے سلسلے میں جو حل تجویز کیے گئے، ان کے بارے میں اکیڈمی نے طے کیا کہ انھیں آئندہ اجلاس میں پیش کرنے کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۶ (۱۲/۱۰)

ترجمۂ قرآن کریم

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مورخہ ۲۵/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ترجمۂ قرآن کریم' کے سلسلے میں اس تجویز سے آگاہی حاصل کی جو جنرل سکریٹریٹ کانفرنس وزرائے اوقاف واسلامی امور کی جانب سے پیش کی گئی تھی اور جسے شاہ فہد اکیڈمی برائے طباعت مصحف شریف نے ترجمۂ قرآن کریم کے معیارات، مخصوص شرائط اور اقدامات کے بارے میں تیار کیا تھا۔

کونسل نے اس تجویز کا تفصیل سے مطالعہ کیا اور ان مباحثوں کو غور سے سنا جو اس موضوع پر اکیڈمی کے ارکان، ماہرین اور متعدد فقہاء کے درمیان ہوئے تھے۔
اس کے بعد یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

ترجمۂ قرآن مجید کے سلسلے میں پیش کی گئی تجویز کی تمام دفعات کی توثیق کی جاتی ہے۔

سفارش

کونسل نے ایک بورڈ تشکیل دیے جانے کی بھی سفارش کی جو قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے علوم کی توضیح وتشریح سے دلچسپی لے اور جو شاہ فہد اکیڈمی برائے طباعت مصحف شریف سے وابستہ ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۷ (۱۲/۱۱)

اسلامی بورڈ برائے قرآن کریم کی تشکیل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مورخہ ۲۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸؍ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اس تجویز کی دفعات اور مشتملات کا مطالعہ کیا جس میں 'عالمی اسلامی بورڈ برائے قرآن کریم کی تشکیل' کی بات کہی گئی ہے اور جسے وزارت اوقاف واسلامی امور قطر کی جانب سے پیش کیا گیا تھا۔

کونسل نے اس پر بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اس سلسلے میں وزارتِ اوقاف واسلامی امور قطر، وزارتِ اوقاف واسلامی امور سعودی عرب اور شاہ فہد اکیڈمی برائے طباعت مصحف شریف مدینہ منورہ کے درمیان تال میل پیدا کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۸ (۱۲/۱۲)

قدس شریف

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر اہتمام قائم ہونے والا ایک ادارہ ہے، اس کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض (سعودی عرب) میں مؤرخہ ۲۵ رجمادی الاخر ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ، مطابق ۲۳-۲۸ر ستمبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے، شہر القدس کے بارے میں یہودی حکم رانوں کی جانب سے منظر عام پر آنے والے، جارحیت پر مبنی بیانات اور ظالمانہ تجاویز سے آگاہی حاصل کی۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱۔ شہر القدس روئے زمین پر پائے جانے والے تمام مسلمانوں کے عقیدے کا جزء ہے۔ اس لیے کہ اس کا، قرآن کریم میں مذکور معجزۂ اسراء و معراج سے خاص تعلق ہے۔

۲۔ اس شہر کا اور اس کی مبارک مسجد کا اسلام اور مسلمانوں سے متعلق ہونا قرآنی نص سے ثابت ہے، جسے نہ ختم کیا جاسکتا ہے، نہ اس میں کوئی تبدیلی اور ترمیم کی جاسکتی ہے اور نہ اس کے سلسلے میں درمیانی حل طے کیے جاسکتے ہیں۔

۳۔ مبارک مسجدِ اقصیٰ صرف مسلمانوں کی ہے۔ یہود کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس مسجد کی حرمت کی پامالی کے خطرات سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ مسجد اقصیٰ کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار اس پر قابض یہودی حکم راں ہوں گے۔ اس کے سلسلے میں مذاکرات اور مباحثے کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ اس سے بہت بلند ہے۔

۴۔ اس علاقہ میں انصاف پر مبنی امن و سلامتی اور استقرار اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک شہر القدس اور اس کی بابرکت مسجد سے یہودی تسلط ختم نہیں ہو جاتا اور فلسطین اہل فلسطین کو واپس نہیں مل جاتا۔

اکیڈمی نے ساتھ ہی درج ذیل سفارش منظور کی:

سفارش

عالمِ عرب اور عالمِ اسلام کے حکم رانوں اور عوام سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس زیرِ قبضہ اور زیرِ تسلط شہر اور اس کی بابرکت مسجد کا دفاع کریں اور اس کے جاں باز باشندوں کی حمایت کریں، تا کہ اسے یہودی شہر یا بین الاقوامی شہر بنائے جانے سے روکا جاسکے۔ یہ دونوں صورتیں ناقابل قبول ہیں، انھیں کسی بھی حال میں تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

تیرہواں اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: کویت

مورخہ ۷ تا ۱۲/شوال ۱۴۲۲ھ

مطابق ۲۲ تا ۲۷/دسمبر ۲۰۰۱ء

قراردادیں ۱۱۹-۱۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۹ (۱۳/۱)

اوقاف اور ان کی آمدنی کی سرمایہ کاری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں ۷-۱۲/شوال ۱۴۲۲ھ، مطابق ۲۲-۲۷/ دسمبر ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اوقاف اور ان کی آمدنی کی سرمایہ کاری' کے موضوع پر ان مقالات سے آگاہی حاصل کی جو اکیڈمی کو بارہویں اجلاس اور اس اجلاس کے لیے موصول ہوئے تھے۔ کونسل نے اکیڈمی کی اس قرارداد سے بھی واقفیت حاصل کی جو وقف کے موضوع پر چوتھے اجلاس میں منظور ہوئی تھی اور ان مباحثوں کو بھی سنا جو اس موضوع پر اکیڈمی کے ارکان اور ماہرین کے درمیان ہوئے۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

'اوقاف اور ان کی آمدنی کی سرمایہ کاری' کے موضوع پر غور وفکر کو ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ مزید مطالعہ وتحقیق کے بعد اگلے اجلاس میں اس سے متعلق قرارداد منظور کی جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۰ (۱۳/۲)

زراعت پر زکوٰۃ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں ۷-۱۲ر شوال ۱۴۲۲ھ، مطابق ۲۲-۲۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے اکیڈمی کو 'زراعت پر زکوٰۃ' کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور ان مباحثوں کو سنا جو اس موضوع کے متعلق اکیڈمی کے ارکان اور ماہرین کے درمیان ہوئے تھے۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ زکوٰۃ کی رقم میں سے کھیتی کی سینچائی کے مصارف کم نہیں کیے جائیں گے، اس لیے کہ سینچائی کے مصارف کا، شریعت میں بقدر ضرورت اعتبار کیا گیا ہے۔

۲۔ زکوٰۃ کی رقم میں سے زمین درست کرنے، نالیاں بنانے اور مٹی ادھر سے اُدھر لے جانے کے مصارف کم نہیں کیے جائیں گے۔

۳۔ بیج، کھاد، کھیتی کو آفتوں سے بچانے کے لیے کیڑے مار دوائیں اور کھیتی کے موسم کے لحاظ سے دیگر چیزوں کی خریداری پر ہونے والے اخراجات اگر زکوٰۃ دہندہ اپنے مال میں سے برداشت کرے تو زکوٰۃ کی رقم میں سے انھیں منہا نہیں کیا جائے گا، لیکن اگر اپنے پاس مال نہ ہونے کی وجہ سے اسے مجبوراً قرض لینا

پڑے تو اسے زکوٰۃ کی رقم میں سے منہا کر دیا جائے گا۔ اس کی دلیل بعض آثار ہیں جو بعض حضرات صحابہ مثلاً حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ اور وہ یہ کہ مزارع کو اپنی کھیتی کے سلسلے میں جتنا قرض لینا پڑ جائے، اسے نکال لے گا، پھر بقیہ میں سے زکوٰۃ نکالے گا۔

۴۔ کھیتی اور پھلوں میں واجب زکوٰۃ کی رقم میں سے وہ ضروری مصارف منہا کر لیے جائیں گے جو مستحقین زکوٰۃ تک پہنچانے میں آئیں گے۔ **واللہ اعلم**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۱ (۱۳/۳)

ان شیرز کی زکوۃ جنھیں صرف ان کے منافع سے فائدہ اٹھانے کے لیے حاصل کیا گیا ہو

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں ۷-۱۲/شوال ۱۴۲۲ھ، مطابق ۲۲-۲۷/ دسمبر ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ان شیرز کی زکوۃ جنھیں صرف ان کے منافع سے فائدہ اٹھانے کے لیے حاصل کیا گیا ہو' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور ان مباحثوں کو سنا جو اس موضوع پر اکیڈمی کے ارکان اور ماہرین کے درمیان ہوئے تھے۔

کونسل نے 'کمپنیوں کے حصص پر زکوۃ' کے موضوع پر اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۲۸ (۴/۳) سے بھی واقفیت حاصل کی، جس کی دفعہ سوم میں کہا گیا ہے: "اگر کمپنی کسی وجہ سے اپنے اموال کی زکوۃ نہ نکالے تو حصہ داروں پر اپنے اپنے حصوں کی زکوۃ واجب ہوگی۔ اس صورت میں اگر حصہ دار کیلئے ممکن ہو کہ کمپنی کے حسابات سے اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کمپنی مذکورہ بالا طریقے پر اپنے اموال کی زکوۃ نکالتی تو اس کے اپنے حصص پر کتنی زکوۃ واجب ہوتی، تو اس صورت میں وہ اپنے حصص کی زکوۃ اسی اعتبار سے نکالے گا، کیوں کہ حصص کی زکوۃ کے تعین میں اصل طریقہ یہی ہے۔

لیکن اگر حصہ دار کے لیے حسابات کا علم ممکن نہ ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس نے کمپنی کے حصص صرف اس لیے حاصل کیے ہیں کہ وہ ان کے سالانہ نفع سے مستفید ہو اور اس کا مقصد ان شیرز کی تجارت نہ ہو، تو اس صورت میں وہ ان حصص کی زکوٰۃ نفع آور جائیداد کی زکوٰۃ کی طرح نکالے گا۔ اس حصہ دار کو اپنے اصل حصص پر زکوٰۃ نہیں دینی ہوگی، بلکہ ان کے منافع پر زکوٰۃ عائد ہوگی، یعنی منافع پر قبضہ کرنے کے دن سے ایک سال گزرنے پر چالیسواں حصہ واجب ہوگا، بشرطیکہ زکوٰۃ کی تمام شرائط موجود ہوں اور کوئی امر مانع نہ ہو''۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اگر کمپنیوں کے پاس ایسے اموال ہوں جن پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے، مثلاً نقدی، سامانِ تجارت اور صاحبِ استطاعت قرض داروں پر واجب قرضے، اور وہ زکوٰۃ نہ نکالیں اور شیر ہولڈر، کمپنی کے اکاؤنٹس سے نہ جان سکے کہ قابلِ ادائیگی زکوٰۃ سرمایہ میں سے اس کے شیرز کتنے ہیں؟ تو اس پر لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، اندازہ لگائے اور قابلِ ادائیگی زکوٰۃ سرمایہ میں سے اپنے شیرز کی مالیت پر زکوٰۃ ادا کرے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کمپنی کسی بڑے خسارے کی حالت میں نہ ہو کہ اس کے قرضے اس کے سرمایہ کو حاوی ہوں۔

لیکن اگر کمپنیوں کے پاس ایسے اموال نہ ہوں جن پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے تو اس حالت پر قرارداد نمبر ۲۸ (۳/۴) کی اس شق کا اطلاق ہوگا کہ شیر ہولڈر صرف منافع پر زکوٰۃ ادا کرے گا، اسے اصل حصص پر زکوٰۃ نہیں دینی ہوگی۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۲ (۱۳/۴)

نئے معاملات کی روشنی میں ناقص شرکت

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں ۷-۱۲/شوال ۱۴۲۲ھ، مطابق ۲۲-۲۷/ دسمبر ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'نئے معاملات کی روشنی میں ناقص شرکت' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور ان مباحثوں کو سنا جو اس موضوع پر اکیڈمی کے ارکان اور ماہرین کے درمیان ہوئے تھے۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

'نئے معاملات کی روشنی میں ناقص شرکت' کے موضوع پر غور وفکر کو ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ مزید مطالعہ وتحقیق کے بعد اگلے اجلاس میں اس سے متعلق قرارداد منظور کی جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۳ (۱۳/۵)

مالیاتی اداروں میں مشترکہ مضاربت

(سرمایہ کاری اکاؤنٹس)

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں ۷-۱۲ر شوال ۱۴۲۲ھ، مطابق ۲۲-۲۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'مالیاتی اداروں میں مشترکہ مضاربت (سرمایہ کاری اکاؤنٹس)' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اکیڈمی کے ارکان اور ماہرین کی موجودگی میں اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اول: مشترکہ مضاربت کی تعریف

مشترکہ مضاربت سے مراد وہ مضاربت ہے جس میں سرمایہ کاری کرنے والے متعدد اشخاص ایک ساتھ یا پے درپے، کسی حقیقی یا اعتباری شخص کو اپنے اموال کی سرمایہ کاری کرنے کی ذمہ داری سونپیں اور اکثر حالات میں اسے اختیار ہو کہ مصلحت کے پیش نظر جہاں چاہے سرمایہ کاری کرے، البتہ کبھی اسے کسی خاص میدان میں سرمایہ کاری کرنے کا پابند کیا جاسکتا ہے، اسے صراحتاً یا ضمناً اجازت ہو کہ ان کے اموال کو آپس میں یا اپنے مال کے ساتھ ملالے اور وہ

اس پر رضا مند ہو کہ متعین شرائط کے ساتھ بوقت ضرورت وہ لوگ جب چاہیں اپنے تمام اموال یا ان کا کچھ حصہ واپس لے لیں گے۔

دوم: مشترکہ مضاربت کی مشروعیت

یہ مشترکہ مضاربت فقہاء کے بیان کردہ اس جواز پر مبنی ہے کہ اصحاب اموال کئی ہو سکتے ہیں اور مضارب سرمایہ میں ان کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے۔ مضاربت کے جو شرعی ضوابط مقرر ہیں ان کا التزام کیا جائے تو مشترکہ مضاربت اس کی جائز صورتوں سے تجاوز نہیں کرے گی اور اشتراک کا مزاج جن چیزوں کا تقاضا کرتا ہے ان کی رعایت کی جائے تو شرعی تقاضے سے خروج نہیں ہو گا۔

سوم: مضاربت کے فریق

تمام سرمایہ کار اصحابِ مال ہیں۔ ان کا باہمی تعلق مشارکت کا ہے۔ ان میں مضارب بھی شامل ہے اگر وہ اپنا مال ان لوگوں کے مال میں شامل کر دے۔ اور ان کے اموال کی سرمایہ کاری کرنے والا مضارب ہے۔ خواہ وہ کوئی حقیقی شخص ہو یا اعتباری مثلاً بینک اور مالیاتی ادارے۔ اس کے اور ان لوگوں کے درمیان تعلق مضاربت کا ہے۔ اس لیے کہ سرمایہ کاری، انتظامی امور کی انجام دہی اور تنظیم کے سلسلے میں فیصلے کرنے کی ذمہ داری اسی کی ہے۔ اگر مضارب کسی تیسرے فریق کو سرمایہ کاری کی ذمہ داری دے دے تو یہ دوسری مضاربت ہے جو پہلے مضارب اور جسے اس نے سرمایہ کاری کی ذمہ داری دی ہے، اس کے درمیان کا معاملہ ہے۔ اس میں اس کے اور اصحاب اموال (سرمایہ کاری اکاؤنٹس کے مالکان) کے درمیان وساطت نہیں ہو گی۔

چہارم: مشترکہ مضاربت میں اموال کا باہم ملانا

اصحابِ مال کے سرمایہ کو آپس میں یا مضارب کے مال میں ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس لیے کہ ایسا ان کی صراحتاً یا ضمناً رضامندی سے کیا

جاتا ہے۔ جب کوئی شخص یا ادارہ ان اموال میں مضاربت اور سرمایہ کاری کرتا ہے تو ان میں سے بعض کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہوتا، اس لیے کہ سرمایہ میں ہر ایک کا تناسب متعین ہوتا ہے۔ اموال کو باہم ملانے سے مالی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے، تجارتی سرگرمی کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور منافع زیادہ ہوتا ہے۔

پنجم: **مضاربت کا متعین مدت تک لزوم**

اصل یہ ہے کہ مضاربت ایسا معاملہ ہے جو کسی فریق کے ذمے لازم نہیں ہے، کوئی بھی اسے فسخ کرسکتا ہے۔ لیکن دو حالتیں ایسی ہیں جن میں فسخ کا حق باقی نہیں رہتا:

۱۔ مضارب کام شروع کردے تو مضاربت لازم ہوجاتی ہے۔ یہاں تک کہ حقیقی یا حکمی طور پر وہ انتہا کو پہنچ جائے۔

۲۔ صاحب مال یا مضارب ایک مخصوص مدت تک معاملہ فسخ نہ کرنے کا وعدہ کرے تو اس کا ایفاء کرنا چاہیے، اس لیے کہ ایسا نہ کرنے سے اس مدت میں سرمایہ کاری کی رفتار میں رکاوٹ آجائے گی۔

ششم: **مضاربت کی مدت کی تحدید**

شرعی طور پر اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ دونوں فریقوں کے اتفاق سے مضاربت کی ایک مدت مقرر کرلی جائے، کہ اس کے گزرنے کے بعد مضاربت کا معاملہ خود بخود ختم ہوجائے اور کسی فریق کو معاملہ فسخ کرنے کا مطالبہ کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ مدت کی تحدید کا اثر صرف اس پر پڑے گا کہ مقررہ وقت کے بعد نئے کام نہیں کیے جاسکیں گے، جاری کاموں کے تصفیہ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ہفتم: **مشترکہ مضاربت میں منافع کی تقسیم**

اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ منافع کی تقسیم میں نمبرنگ کا طریقہ اختیار کیا جائے، جس میں اس بات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ ہر شریک نے کتنا

سرمایہ کتنی مدت کے لیے لگایا ہے، اس لیے کہ سرمایہ کاروں کے اموال نے مقدار اور مدتِ بقا کے لحاظ سے منافع دلانے میں حصہ لیا ہے۔ چنانچہ رقم اور مدت کے تناسب سے ان کا حصہ لگانا ہی سب سے زیادہ مبنی بر انصاف طریقہ ہے۔ مشترکہ مضاربت میں اس کے مزاج کے اعتبار سے سرمایہ کاروں کا شامل ہونا ضمنی طور پر اس بات کی تائید فراہم کرتا ہے کہ جس چیز کا حصول ممکن نہیں اس میں وہ شرکت سے الگ ہو جائیں گے۔ مشارکت کا مزاج یہ ہے کہ ایک شریک دوسرے شریک کے مال کے منافع سے فائدہ اٹھائے اور اس طریقہ میں کوئی چیز ایسی نہیں جو منافع میں مشارکت کو قطع کرتی ہو، بلکہ وہ عام تناسب سے اس میں شامل ہوتی ہے۔

ہشتم: اصحاب مال کے حقوق کی حفاظت کے لیے رضا کار کمیٹی (پارٹنرس کمیٹی) کی تشکیل

چونکہ سرمایہ کاروں (اصحابِ مال) کے مضارب پر کچھ حقوق ہوتے ہیں، جو شرائطِ سرمایہ کاری میں صراحت سے مذکور ہوتے ہیں اور مشترکہ مضاربت کا معاملہ کرتے وقت ان پر ان کی رضامندی ہوتی ہے۔ اس لیے شرعی طور پر اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ان میں سے کچھ افراد پر مشتمل ایک رضا کار کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان حقوق کی حفاظت کرے اور مضاربت کے متفقہ شرائط کے نفاذ کی نگرانی کرے۔ یہ کمیٹی سرمایہ کاری کے سلسلے میں مضارب کے فیصلوں میں دخل اندازی نہیں کرے گی، صرف مشورے دے گی جن کا قبول کرنا مضارب کے لیے ضروری نہیں ہے۔

نہم: سرمایہ کاری کا نگراں

سرمایہ کاری کے نگراں سے مراد وہ بینک یا مالیاتی ادارہ ہے جو اپنی تنظیم، مہارت اور مالیاتی وسعت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ پر ہو، اموال اور سرمایہ کی دستاویزات اس کے حوالے کی جائیں، تاکہ وہ ان کا نگراں ہو اور مضارب کو ان میں ایسا تصرف کرنے سے روکے جو شرائط مضاربت کے خلاف ہو۔ شرعی

طور پر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطے کہ نظام (ادارہ اور مضاربت) میں اس کی صراحت موجود ہو، تاکہ سرمایہ کاروں کو اس کی واقفیت رہے۔ سرمایہ کاری کا نگراں فیصلوں میں مداخلت نہیں کرے گا، بلکہ اس کا کام صرف مال کی حفاظت کرنا اور یہ دیکھنا رہے گا کہ سرمایہ کاری کے شرعی اور فنی حدود و قیود کا لحاظ رکھا جا رہا ہے یا نہیں؟

دہم: **مضاربت میں شرح منافع کی تعیین اور مضارب کے لیے تشجیعات**

شرعی طور پر اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ منافع کی متوقع شرح متعین کر دی جائے اور یہ صراحت کر دی جائے کہ اگر اس تناسب سے منافع بڑھ گیا تو مضارب اس اضافہ کے ایک جزء کا مستحق ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہوگا جب دونوں فریقوں کے منافع کا تناسب متعین ہو، خواہ منافع کی مقدار جو بھی ہو۔

یازدہم: **اعتباری شخص (بینک یا مالیاتی ادارہ) کی جانب سے انتظام مضاربت کی صورت میں مضارب کی تعیین:**

اگر مضاربت کا نظام کوئی اعتباری شخص (مثلاً بینک اور مالیاتی ادارہ) چلا رہا ہے تو مضارب وہی ہوگا۔ خواہ اس کی جنرل باڈی، مجلس انتظامی یا ایگزیکیٹو میں کتنی تبدیلیاں ہو جائیں۔ اس سے اصحابِ مال اور مضارب کے تعلق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، خواہ ان میں سے کسی میں تبدیلی واقع ہو جائے، جب تک کہ مشترکہ مضاربت کا معاملہ کرتے وقت اعلان شدہ نظام پر ان کا اتفاق ہو۔ اسی طرح مضاربت پر اس صورت میں بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا جب مضاربت کا نظام چلانے والے اعتباری شخص کے ساتھ کوئی دوسرا اعتباری شخص مل گیا ہو۔ البتہ اگر اس کی کوئی شاخ مستقل حیثیت اختیار کر لے اور اس کا الگ تشخص قائم ہو جائے تو اصحاب مال کو حق ہوگا کہ معاملۂ مضاربت سے الگ ہو جائیں، خواہ مدتِ مضاربت ابھی پوری نہ ہوئی ہو۔

چونکہ اعتباری شخص مضاربت کے کام اپنے ملازمین اور کارکنوں سے لیتا ہے اس لیے وہ خود ان کے مصارف برداشت کرے گا۔ اسی طرح وہ تمام بالواسطہ مصارف بھی برداشت کرے گا۔ اس لیے کہ ان کی ادائیگی اس کے حصۂ منافع میں سے ہوگی۔ معاملۂ مضاربت میں صرف وہ مصارف شامل ہوں گے جو بلا واسطہ ہوں، اسی طرح ان کاموں کے مصارف بھی اس میں شامل ہوں گے جن کی انجام دہی مضارب کے ذمے نہیں ہوگی، مثلاً اپنی ادارتی ذمہ داری کے دائرہ کے باہر کے جن افراد سے وہ مدد لے گا ان کے مصارف مال مضاربت میں سے ادا کیے جائیں گے۔

دوازدہم: مضاربت میں ضمان اور مضارب کے ضمان کا حکم:

مضارب امین ہے، مضاربت میں ہونے والے خسارہ یا تلف کا وہ ضامن نہیں ہوگا، الا یہ کہ اس کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی ہو۔ مثلاً وہ ان شرعی شرائط یا سرمایہ کاری کے متعینہ حدود و قیود کی مخالفت کرے، جن کی بنیاد پر لوگ اس میں شامل ہوئے تھے۔ اس معاملے میں انفرادی مضاربت اور مشترکہ مضاربت دونوں کا حکم یکساں ہے۔ یہ حکم مشترکہ اجارہ پر قیاس کے دعویٰ یا شرط لگانے سے نہیں بدلے گا، البتہ تیسرے فریق کو ضامن بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۳۰ (۵/۴) دفعہ اول شق ۹ میں بیان کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۴ (۶/۱۳)

صحت بیمہ، اور صحت کارڈ کا استعمال

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں ۷-۱۲ر شوال ۱۴۲۲ھ، مطابق ۲۲-۲۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'صحت بیمہ، اور صحت کارڈ کا استعمال' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور ان مباحثوں کو سنا جو اس موضوع پر اکیڈمی کے ارکان اور ماہرین کے درمیان ہوئے تھے۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

'صحت بیمہ، اور صحت کارڈ کا استعمال' کے موضوع پر غور و فکر کو ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ مزید مطالعہ و تحقیق کے بعد اگلے اجلاس میں اس سے متعلق قرارداد منظور کی جاسکے اور اس کی دفعات اور شرائط طے کی جاسکیں۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۵ (۱۳/۷)

فلسطین وغیرہ کے واقعات

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں ۷-۱۲ر شوال ۱۴۲۲ھ، مطابق ۲۲-۲۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔

یہ کونسل امت مسلمہ کی صورت حال، اس کے عمومی حالات اور موجودہ دنیا کی صورت حال اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برپا دشمنی اور جارحیت پر مبنی کوششوں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ ان کوششوں کے دو مقاصد ہیں:

☆ مسلمانوں کے عقیدہ پر الزامات عائد کر کے اور اسلامی شریعت کے احکام میں شکوک وشبہات پیدا کر کے اسلام کی حقیقت کو مسخ کرنا۔

☆ مسلمانوں کی مقدسات کو پامال کرنا، ان کی اراضی پر قبضہ کرنا، ان کا خون بہانا، ان کے ملکوں کی دولت پر تسلط جمانا اور ان کی معاشیات کو برباد کرنا۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی سے وابستہ فقہاء کی شرعی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کے احوال سے متعلق شرعی احکام بیان کریں اور اس کے علماء جن چیزوں کو جانتے ہیں اور جن کا اظہار ضروری ہے ان سے متعلق گواہی کو چھپانے کی کوشش نہ کریں۔ یہ اللہ کا عہد و میثاق ہے جو اس نے اہل علم سے لیا ہے کہ وہ حقائق اور حکم شرعی بیان کریں۔ اسے چھپانے کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور اس پر سخت وعید کی ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۴۰)

''اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس کے ذمے اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے؟ تمھاری حرکات سے اللہ غافل تو نہیں ہے''۔

کتمانِ علم ہی کی بنا پر علمائے بنی اسرائیل اللہ کی لعنت کے مستحق ٹھہرے اور رحمت الٰہی سے محروم کردیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۵۹)

''جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں درآں حالیکہ ہم انھیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کرچکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں''۔

اس آیت کا حکم عام ہے۔ اس کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو کوئی ایسا علم چھپائے جس کا اظہار ضروری ہو۔ آں حضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''آدمی کسی چیز کا علم رکھتا ہو اور وہ اس کو چھپائے تو قیامت میں وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی''۔ (ابن ماجہ نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ جب کوئی بیان دینے اور کسی حکم کی وضاحت

کرنے کی ضرورت ہو تو اس میں تاخیر کی جائے۔ اس وقت امت کے سنگین مسائل جن کی تبیین وتوضیح کی ضرورت ہے، ان میں مسئلہ فلسطین اور بعض اسلامی ممالک میں اس جیسے دیگر مسائل ہیں۔

کونسل نے اس سلسلے میں درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: فلسطین کی سرزمین، جو مسجد اقصیٰ کی سرزمین ہے اور یہ وہی مسجد ہے جو مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے، جس کا شماران تین مساجد میں ہوتا ہے جن کی طرف (بغرض عبادت) سفر کی اجازت ہے، جہاں نبی ﷺ معراج میں تشریف لے گئے تھے، فلسطین کی سرزمین جو انبیاء کی سرزمین ہے، اس پر مسلمانوں کا حق ہے۔ اس حق کے حصول کے لیے حتی الاستطاعت ہر طرح سے مدد کرنا واجب ہے، خواہ افواہیں پھیلانے والے مدد سے ہاتھ کھینچ لیں اور شکست خوردہ لوگ خود سپردگی اختیار کرلیں، لیکن حجت حق اور اہلِ حق کو ظلم اور اس کے علم برداروں کے خلاف حاصل رہے گی۔

فقہائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ غاصب دشمن نے مسلمانوں کی جو سرزمین ہڑپ کرلی ہے، اس کے کسی جزء پر اسے باقی رکھنا حرام ہے۔ اس لیے کہ یہ غاصب و جارح کو اس کے غصب وظلم پر باقی رکھنے اور دشمن کو اس کی جارحیت پر قائم رکھنے کے مترادف ہے۔ اسلام نے لازم کیا ہے کہ جارح سے مقابلہ کیا جائے اور غاصب اور قابض سے جنگ کی جائے، یہاں تک کہ وہ ذلیل و خوار ہو کر زیر قبضہ سرزمین سے نکل جائے۔

دوم: مسلم حکومتوں اور مسلم عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی سرزمین اس کے مستحقین کو واپس دلانے کے لیے جدّ و جہد کریں اور مسجد اقصیٰ کو قابض یہودیوں کی پامالی سے بچائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دعوتِ اسلامی کے آغاز سے اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں اور برابر ان کے خلاف سازشوں میں ملوث ہیں۔

اور آج انھیں قوت وشوکت بھی حاصل ہے۔

سوم: تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے (اور یہ ذمہ داری ہر شخص پر اس کی استطاعت کے بقدر عائد ہوتی ہے) کہ وہ اپنی جانوں اور مالوں سے ارض فلسطین اور اس کی مقدسات کے دفاع اور صہیونی ظلم وجارحیت کے مقابلہ وخاتمہ کے لیے فلسطینی عوام کی مدد کریں۔ یہ صہیونی دشمن بے دریغ خون بہا رہا ہے، معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل رہا ہے، مہلک جنگی ہتھیاروں: راکٹوں، ٹینکوں اور جنگی جہازوں کے ذریعے گھروں کو منہدم کر رہا ہے، دوسری جانب وہ معاشی جنگ برپا کیے ہوئے ہے، چنانچہ وہ زراعتی زمینوں کو برباد کر رہا ہے، ان کے درختوں کو کاٹ رہا ہے اور زیر محاصرہ فلسطینی علاقوں میں غذائی اشیاء پہنچنے سے روک رہا ہے۔

فلسطینیوں کی مدد پوری امتِ مسلمہ پر واجب ہے۔ ان میں مسلم عوام بھی شامل ہیں اور مسلم حکمراں بھی۔ مسلمان ایک ہاتھ کے مانند ہیں۔ ان میں سے ادنیٰ شخص بھی کوئی ذمہ لے سکتا ہے۔ دوسروں کے مقابلے میں وہ متحد ہیں۔ اہل ایمان کی مثال عمارت کی سی ہے کہ اس کی اینٹیں ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔

چہارم: مسلم ممالک کی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بین الاقوامی تنظیموں اور سیاسی، معاشی اور دیگر تعلقات کے ذریعے ہر ممکن کوشش کریں کہ دشمن کو سیاسی اور عسکری سطح پر باہر سے جو امداد مل رہی ہے وہ رک جائے۔

پنجم: فلسطینی عوام کا حق ہے کہ وہ اپنی پوری سرزمین پر اپنی آزاد حکومت قائم کریں، جس کا پایۂ تخت قدس ہو، اسی طرح انھیں اس کا بھی حق حاصل ہے کہ تمام جائز ذرائع کو بروئے کار لا کر اپنا دفاع اور دشمن کا مقابلہ کریں۔ مسلمان کے لیے اعزاز اور شرف کی بات ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں شہادت کی موت نصیب ہو۔

ساتھ ہی اکیڈمی امت مسلمہ سے، جس میں حکمراں اور عوام دونوں شامل ہیں، درج ذیل باتوں کی سفارش کرتی ہے۔

سفارش

اول: اسلامی عقیدہ اور شریعت کا التزام

امتِ مسلمہ داخلی اور خارجی سطح پر جن صعوبتوں، بحرانوں اور جنگوں سے دوچار ہے ان کا سبب عقیدہ اور شریعت سے دوری ہے۔ اسی کو درج ذیل آیت میں ذکر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا﴾ (طٰہٰ: ۱۲۴)

''اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی''۔

ایک لمبے عرصے سے اسلامی شریعت سے دوری کے نتیجے میں مسلم حکومتوں اور عوام کے درمیان خلیج میں اضافہ ہوگیا ہے اور غلط اجتہادات اور فکر و سلوک میں انفرادی اور اجتماعی انحرافات بڑھ گئے ہیں۔

اکیڈمی اپنی اس سفارش پر زور دیتی ہے جو اس نے ساتویں اجلاس میں منظور کی تھی کہ مسلم ممالک کی حکومتیں اسلامی عقیدہ کا دفاع کریں، اسے تمام آمیزشوں سے پاک حالت میں استحکام دیں اور ان تمام چیزوں سے بچائیں جو اس کی بنیاد کو ڈھانے اور اس کی اساسیات میں شکوک و شبہات پیدا کرنے والی ہوں اور جو مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور اختلاف وانتشار کو رواج دینے والی ہوں۔

اسی طرح اکیڈمی اُس سفارش کی اس شق کی بھی توثیق کرتی ہے کہ مسلم ممالک کی حکومتیں ''اسلامی شریعت کے نفاذ اور اپنے مقامی اور بین الاقوامی سیاسی تعلقات کی تشکیل میں اسے اصل و اساس بنانے کے لیے کام کریں''۔

دوم: مسلمانوں کی نصرت وحمایت

مسلمان جہاں بھی ہوں وہ ایک امت ہیں، عقیدۂ توحید نے انھیں اجتماعیت دی ہے اور ایک شریعت اور ایک قبلہ نے انھیں باہم مربوط کیا ہے۔ وہ ایک جسم کی مانند ہیں کہ اگر اس کے کسی عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے، جیسا

کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس لیے اگر کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم وستم ہو، یا ان کی سرزمین کو غصب اور پامال کیا جائے، یا ان پر کوئی مصیبت آئے تو ان کی مدد واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (التوبہ:۷۱)

''مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں''۔

اور آں حضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے کسی کے حوالے کرتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا اللہ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے گا۔ اللہ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور کرے گا''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۸۳۰)

نصرت وحمایت بدلتے حالات کے مطابق جان سے بھی ہوسکتی ہے، مال سے بھی ہوسکتی ہے، اخلاقی اور سیاسی تائید سے بھی ہوسکتی ہے اور اس کی دوسری صورتیں بھی ہوسکتی ہیں۔

اکیڈمی اپنی اس سفارش کی توثیق کرتی ہے جسے اس نے ساتویں اجلاس میں منظور کیا تھا۔ اس میں اس نے عرب اور مسلم ممالک سے اپیل کی تھی کہ جو مسلمان روئے زمین کے مختلف خطوں میں ظلم و جارحیت کا شکار ہیں ان کی نصرت وحمایت کریں، ان کے مسائل کی تائید کریں اور مختلف دستیاب وسائل و ذرائع سے ان پر ہونے والے ظلم اور جارحیت کو دفع کریں۔

سوم: اسلام میں جارحیت کی حرمت

اسلام ناحق ظلم وزیادتی کو حرام قرار دیتا ہے۔ اس میں یہ چیز بھی ہے کہ بے گناہ اور پُر امن شہریوں کو خوف زدہ کیا جائے۔ اس قسم کی کوئی بھی جارحیت دہشت گردی ہے، جو حرام ہے۔

دشمن کو خوف زدہ کرنے کے لیے سامانِ جنگ تیار کرنا اور طاقت وقوت حاصل کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ﴾ (الانفال:۶۰)

”اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے مہیا رکھو، تا کہ اس کے ذریعے سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کردو جنھیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے“۔

اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان لوگوں کا مقابلہ کر رہے ہیں جنھوں نے ان کی سرزمین پر قبضہ کرلیا ہے اور ان کے وطن پر ناجائز تسلط جما لیا ہے اور اس کے لیے وہ ہر طرح کی تیاری کر رہے ہیں اور طاقت وقوت حاصل کر رہے ہیں، ان کا عمل مشروع اور واجب ہے۔ ارضِ فلسطین پر قابض اور تمام حقوق پامال کرنے والے صہیونیوں کی، فلسطینی عوام جو مزاحمت کر رہے ہیں وہ اسی دائرے میں آتی ہے۔

یہ ظلم ہے اور افسوس کہ بعض بڑے ممالک یہی کر رہے ہیں کہ مسئلہ فلسطین کے سلسلے میں ان کے پاس دو پیمانے ہیں۔ وہ اس سرزمین کے اصل مستحق کو، جو اپنی جان، آبرو اور وطن کا دفاع کر رہا ہے، دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور ظالم وجارح کو،

جو زبردست ہتھیاروں کی مدد سے بے گناہوں کا خون بہا رہا ہے، تمام انسانی قدروں کو پامال کر رہا ہے اور تمام بین الاقوامی عرف اور قوانین کو حقارت سے ٹھکرا رہا ہے، اسے اپنا دفاع کرنے والا اور مظلوم ومغلوب قرار دے رہے ہیں۔

اسی طرح یہ بھی ظلم اور دہشت گردی کی گھناؤنی شکل ہے کہ اسلام جو اعتدال اور وسطیت کا دین ہے، اس پر دہشت گردی کا لیبل چسپاں کر دیا جائے اور یہ بھی زیادتی ہے کہ دہشت گردی کے نام پر بغیر کسی ثبوت کے متعدد دعوتی اور رفاہی تنظیموں اور مالیاتی اسلامی اداروں کے خلاف محاذ کھول دیا جائے۔

چہارم: اسلامی اخلاق

آج دنیا کو شدید ضرورت ہے کہ امن و جنگ کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات عام ہوں، تا کہ میزانِ عدل قائم ہو، جس پر آسمان اور زمین ٹکے ہوئے ہیں اور دنیا میں جو ظلم و جبر، استکبار اور فتنہ وفساد عام ہے، اس کا خاتمہ ہو۔ آج پوری دنیا میں جو فتنے برپا ہیں ان کا سبب یہ ہے کہ دنیا مختلف طبقات میں بٹ گئی ہے اور مال دار ممالک نے طاقت وقوت، مال و دولت اور علم پر قبضہ جمالیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں اس لیے نازل فرمائی تھیں کہ ان کے ذریعے لوگوں میں عدل وانصاف کا بول بالا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحدید:۲۵)

’’ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی، تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں‘‘۔

پنجم:

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی عالی جناب سکریٹری جنرل تنظیم اسلامی کانفرنس

کے پُر مغز اور اہم پیغام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، جسے ان کی نیابت کرتے ہوئے عالی جناب اسسٹنٹ سکریٹری جنرل برائے سیاسی مسائل و مسلم اقلیات نے پیش کیا تھا۔ اس میں کہا گیا ہے:

''آپ کا یہ موقر اجلاس انتہائی نازک اور حساس حالات میں منعقد ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ہمارے وجود کے لیے چیلنج گزشتہ تمام زمانوں سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے کہ آج ہمارے خلاف جو جارحیت ہو رہی ہے وہ ہمارے مستقبل کی بنیادوں کو لرزہ باندام کیے ہوئے ہے اور اس نے ہمارے موجودہ حالات کو تاریک کر دیا ہے۔ یہ صورت حال ہم پر لازم کرتی ہے کہ ہم صف بستہ ہو جائیں اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں اور پختہ عزم کریں کہ حکمراں اور عوام سب مل کر اپنی مقدسات اور اپنے تہذیبی ورثہ کا دفاع کر کے رہیں گے۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ صہیونی دشمن بغض و نفرت اور غرور میں کس قدر چور ہے، اس کی جارحیت کی خواہش کس قدر جنونی ہو گئی ہے۔ اس دشمن نے پورے علاقے کو بارود کے ڈھیر پر کھڑا کر دیا ہے اور بہادر فلسطینی عوام کے خلاف مسلسل جنگ برپا کر کے انھیں تباہ و برباد کر رہا ہے اور ان پر ظلم و جور کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ اس کے گھمنڈ اور بدمستی میں یوں اضافہ ہو رہا ہے کہ اسے عسکری، معاشی اور سیاسی سطح پر بیرون سے غیر مشروط اور اندھی مدد حاصل ہے۔

جنگ زدہ فلسطین کے پہلو بہ پہلو مسلم افغانستان کی سرزمین ہے جہاں ظلم و ستم کا بازار گرم ہے اور اس کی آگ میں تمام بے بس و لاچار عوام، بوڑھے، عورتیں اور بچے جل رہے ہیں۔

ان حالات میں، بین الاقوامی سیاسی تبدیلیوں کے نتیجے میں پیدا شدہ بیرونی عوامل کے بالمقابل اسلامی کردار کو مضبوط اور مستحکم کرنا آپ کے مخصوص علمی کاموں میں شامل ہے۔ رائے عامہ کی تشکیل میں اس کا اہم کردار ہے۔ اس کے ذریعے فکر کی بنیاد راسخ ہو گی اور حقیقی اسلامی تہذیب سے وابستگی مضبوط ہو گی کہ شدید ضربیں بھی

اس کی جڑوں کو نہیں ہلا سکتیں۔ عقائدی اور علمی میدانوں میں انسان کی رہنمائی بنیادی مسئلہ ہے جو تمام مسائل سے زیادہ اہم ہے، اس لیے کہ اس کا امت کے مستقبل سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایسا مسئلہ ہے جو اس بات کا مستحق ہے کہ اس پر بہت زیادہ توجہ دی جائے اور اسے سنجیدہ اور ثمر بار عمل کی صورت میں نمایاں کیا جائے، بایں طور کہ مسلمانوں کی ترقی کی بنیادوں کے ضمن میں اس کا شمار ایک اہم تہذیبی عمل کی حیثیت سے ہو۔"

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۶ (۱۳/۸)

اسلام میں انسانی حقوق

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں ۷-۱۲ر شوال ۱۴۲۲ھ، مطابق ۲۲-۲۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء منعقد ہوا۔

کونسل کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل ہی کی ذات ہے جس نے انسان کو عزت بخشی ہے جو حقوق وفرائض کی بنیاد ہے اور انسان پر کچھ حقوق اس کے رب کے، کچھ حقوق اس کی ذات کے، کچھ حقوق اس کے بنی نوع کے اور کچھ حقوق اس کے اردگرد کے ماحول کے عائد کیے۔ انسان اگر اسلامی شریعت پر گہری، ہمہ گیر اور غیر جانب دار نظر ڈالے تو اسے یقین آجائے گا کہ وہ انسانی معاشرہ کے عین مطابق اور انسان اور کائنات کی فطرت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ اسی وجہ سے اسلام کو دینِ فطرت کہا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ (الروم:۳۰)

"پس (اے نبی اور نبی کے پیرو) یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جمادو، قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

اسلام میں انسان کو جو حقوق حاصل ہیں وہ ان امتیازی اوصاف سے عبارت ہیں جو تکریم الٰہی سے اسے حاصل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت بخشی اور شرعی ضوابط و شروط کے مطابق سب کو ان کا احترام کرنے کا پابند کیا۔

اسی طرح کونسل کا عقیدہ ہے اور امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ اسلامی شریعت ہر زمان و مکان میں نفاذ کے قابل ہے۔ ساتھ ہی تمام اقوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے امتیازی ثقافتی اور مذہبی خصائص کی حفاظت کریں اور ہر معاشرہ اور ہر امت یہ حق رکھتی ہے کہ وہ اپنے لیے جو نظام اور جو قوانین پسند کرتی ہے انھیں نافذ کرے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں اکیڈمی 'اسلام میں انسانی حقوق' کے موضوع پر قاہرہ اعلامیہ، جسے مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ نے ۱۴ر محرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۵ر اگست ۱۹۹۰ء کو جاری کیا تھا، اور 'حقوق انسانی' کے موضوع پر بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے سمینار منعقدہ جدہ مورخہ ۸-۱۰ر محرم ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۵-۲۷ر مئی ۱۹۹۶ء کی قراردادوں کی توثیق کرتی ہے۔

مسلم اقوام نے پرسنل لا، عورتوں کے مسائل، خاندانی روابط اور دیگر معاشرتی اور معاشی میدانوں میں اسلام کے نظام اور قوانین کا التزام بلا شک و شبہ ذاتی پسند سے (بغیر کسی بیرونی دباؤ کے) کیا ہے۔ حقوقِ انسانی کا عالمی منشور، جسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۹۴۸ء میں منظور کیا تھا، اس کے بہت سے پہلوؤں سے ہم آہنگ ہے۔ البتہ بعض پہلوؤں میں، جن کا تعلق بنیادی طور پر اخلاقیات اور اسلام کے معاشرتی نظام سے ہے، دونوں میں اختلاف ہے۔

اسلامی شریعت نے جو احکام دیے ہیں وہ اس کے مقاصدِ تخلیق کی حفاظت کے ضامن ہیں۔ ان میں سے اہم مقاصد کو ''کلیاتِ خمسہ'' کہا جاتا ہے۔ اس طرح اسلام نے انسان کے بنیادی حقوق، جو اس کے نفس، دین، مال، آبرو اور عقل سے متعلق ہیں، ان کی ضمانت دی ہے۔ اسی طرح اسلامی شریعت نے معاشرہ کی حفاظت کے مقصد سے تحفظی اور تعزیری کارروائیوں کے ذریعے انحراف کی مختلف صورتوں کو درست کیا

ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ تحفظی اور تعزیری کارروائیاں ہر قانون میں اور ہر زمان و مکان میں پائی جاتی ہیں اور ان کا سہارا لیا جاتا ہے۔ بہت سی عالمی تنظیموں اور کانفرنسوں نے اعتراف کیا ہے کہ اسلامی شریعت انسانی مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ چیز اصحابِ عقل وخرد پر لازم کرتی ہے کہ وہ اس کا اعتبار کریں اور اس سے سماج کو فائدہ پہنچائیں۔

اقوام متحدہ کا منشور صراحت کرتا ہے کہ ہر ریاست کو حق حاصل ہے کہ اس کے جغرافیائی خطے میں اس کا اقتدار قائم ہو اور اس کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی نہ کی جائے۔ اور ریاستوں کے مخصوص قوانین، جو اس کے اقتدار اعلیٰ سے متعلق ہوں، وہ بیرونی نظاموں اور منشوروں کے پابند نہ ہوں۔

مذکورہ حقائق کی روشنی میں اکیڈمی کی کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اول: حقوقِ انسانی سے دلچسپی رکھنے والی اور مختلف منشوروں اور نظاموں کی پابند عالمی تنظیموں پر لازم ہے کہ وہ ان میدانوں میں دخل اندازی سے باز آئیں جن میں اسلامی شریعت مسلمانوں کی زندگی میں حکم رانی کرتی ہے۔ انھیں حق نہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان اقدار و قوانین کا پابند بنائیں جو ان کے قوانین اور اقدار سے ٹکراتے ہیں اور نہ ان کے لیے روا ہے کہ وہ مسلمانوں کا محاسبہ ان قوانین کی مخالفت پر کریں جنھیں مسلمان مانتے نہ ہوں اور جو ان کے یہاں نافذ نہ ہوں۔

دوم: حقوقِ انسانی کا ایک مرکز قائم کیا جائے جو اکیڈمی کے ماتحت ہو، اسے قائم کرنے اور اس کا مخصوص نظام وضع کرنے کے لیے ضروری تیاریاں کرلی جائیں۔

ساتھ ہی کونسل نے درج ذیل سفارشات بھی کیں:

سفارشات

اول: اکیڈمی مختلف ممالک اور عالمی اور انسانی تنظیموں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ دنیا کے مختلف ملکوں میں مسلم اقلیتوں کے حقوق کے احترام کے لیے کام کریں اور اس نازک

وقت میں انھیں انصاف دلائیں، تاکہ عدل کا اصول قائم ہو اور ہر حق دار کو اس کا حق ملے۔

دوم: اکیڈمی اس بات کے لیے تیار ہے کہ وہ پوری دنیا کے مختلف رجحانات رکھنے والے ماہرین قانون، علمی اور بین الاقوامی، سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں اور اداروں سے رابطہ قائم کرے، تاکہ حقوقِ انسانی کے میدان میں باہم افہام و تفہیم اور تعاون کی راہیں تلاش کی جاسکیں، امن، عدل، خوش حالی اور باعزت زندگی کی ضمانت ہو، فتنہ وفساد دور ہو، اور مذکورہ بالا بنیادوں پر لوگوں کے درمیان بقائے باہم کی فضا عام ہو۔ اس سلسلے میں درج ذیل ارشادِ الٰہی اور فرمانِ رسول ہماری رہ نمائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝﴾ (النحل: ۹۰)

''اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو''۔

اور رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان کیا تھا:

''بے شک تمھارے خون، تمھارے اموال اور تمھاری آبروئیں تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح آج کا دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہے''۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

چودھواں اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: دوحہ (قطر)

مورخہ ۸ تا ۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

مطابق ۱۱ تا ۱۶/ جنوری ۲۰۰۳ء

قراردادیں ۱۲۷-۱۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۷ (۱۴/۱)

مقابلوں کے کوپن

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ (قطر) میں مورخہ ۸-۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ، مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'مقابلوں کے کوپن' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اول: **'مقابلہ' کی تعریف**

'مقابلہ' سے مراد وہ معاملہ ہے جس میں دو یا دو سے زائد اشخاص کسی کام کو انجام دینے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور سبقت لینے کی کوشش کریں، خواہ اس میں انعام مقرر ہو یا نہ ہو۔

دوم: **مقابلہ کی مشروعیت**

۱۔ مقابلہ بلا انعام جائز ہے ہر اس معاملے میں جس کی حرمت کے بارے میں کوئی نص نہ ہو اور اس سے کسی واجب کا ترک اور کسی حرام کا ارتکاب لازم نہ آئے۔

۲۔ مقابلہ مع انعام جائز ہے اگر اس میں درج ذیل ضابطے موجود ہوں:

الف۔ مقابلہ کے مقاصد، وسائل اور دائرہ جائز ہو۔

ب۔ انعام کی رقم مقابلہ میں حصہ لینے والے تمام افراد سے نہ لی گئی ہو۔

ج۔ مقابلہ سے کوئی ایسا مقصد حاصل ہوتا ہو جو شریعت کے نزدیک معتبر ہے۔

د۔ اس سے کسی واجب کا ترک اور کسی حرام کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو۔

سوم: مقابلوں کے کوپن کی کل قیمت یا اس کا کچھ حصہ انعامات کی مجموعی رقم میں شامل ہو تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ جوا کی ایک شکل ہے۔

چہارم: دو یا دو سے زائد افراد، مادی یا معنوی امور میں کسی ایسے فعل کے نتیجے پر جو ان کے علاوہ کسی اور سے صادر ہوا ہو، شرط لگائیں تو یہ حرام ہے۔ اس لیے کہ یہ جوا ہے جس کی حرمت میں آیات اور احادیث وارد ہیں۔

پنجم: مقابلوں میں شرکت کے لیے ٹیلی فون پر گفتگو کی فیس ادا کرنا شرعاً ناجائز ہے اگر وہ رقم یا اس کا کچھ حصہ انعامات کی رقم میں شامل ہوتا ہو، اس لیے کہ یہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانے کے مثل ہے۔

ششم: انعامات دینے والے جائز مقابلوں کے ذریعے اپنے سامانوں کی پبلسٹی کریں، ان کا مقصد مال کمانا نہ ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطے کہ انعامات کی رقم یا اس کا کچھ حصہ مقابلہ میں حصہ لینے والوں سے نہ وصول کیا گیا ہو اور سامانوں کی پبلسٹی میں کھوٹ، دھوکہ یا صارفین سے خیانت نہ ہو۔

ہفتم: انعام کی رقم میں بیشی یا کمی و مقابلہ میں ہونے والے خسارہ سے ملحق کرنا شرعی طور پر ناجائز ہے۔

ہشتم: ہوٹلوں، فضائی کمپنیوں اور اداروں کے وہ کوپن جن پر پوائنٹس ملتے ہیں اور ان کی بنیاد پر مباح منافع حاصل ہوتے ہیں، ان سے ملنے والے کوپن جائز ہیں اگر وہ مفت (بلاعوض) ہوں۔ لیکن اگر وہ کوپن کسی چیز کے بدلے میں ہوں تو یہ ناجائز ہے، اس لیے کہ اس میں دھوکہ ہے۔

سفارش

اکیڈمی عام مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے معاملات اور اپنی فکری اور تفریحی سرگرمیوں میں حلال کو ملحوظ رکھیں اور اسراف اور فضول خرچی سے دور رہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۸ (۱۴/۲)

حقوق انسانی اور بین الاقوامی تشدّد

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ (قطر) میں مؤرخہ ۸-۱۳/ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ، مطابق ۱۱-۱۶/جنوری ۲۰۰۳ء منعقد ہوا۔

کونسل نے 'حقوقِ انسانی اور بین الاقوامی تشدّد' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ اسلام انسان کا احترام بحیثیتِ انسان کرتا ہے اور اس کے حقوق کے اثبات اور اس کی حرمتوں کی نگرانی پر توجہ دیتا ہے۔ فقہِ اسلامی دنیا کی اولین فقہ ہے جس نے امن و جنگ میں انسانی تعلقات کے سلسلے میں ملکی اور بین الاقوامی قوانین پیش کیے ہیں۔

۲۔ دہشت گردی سے مراد ظلم و جارحیت کرنا، خوف زدہ کرنا یا دھمکانا ہے، جسمانی طور پر ہو یا معنوی طور پر، اور اس کا صدور ملکوں کی طرف سے ہو یا جماعتوں کی طرف سے یا افراد کی طرف سے، اور اس کا نشانہ ناحق کسی انسان کا مذہب بنے یا اس کی جان، آبرو، عقل یا مال۔ اس میں روئے زمین میں فتنہ و فساد

کی تمام صورتیں شامل ہیں۔

۳۔ اکیڈمی پرزور طریقے پر یہ بات کہتی ہے کہ اسلامی عقیدہ کی تبلیغ واشاعت کے لیے جہاد اور شہادت، اسی طرح اسلامی عقیدہ اور وطن کی حرمت کا دفاع دہشت گردی نہیں ہے۔ بلکہ یہ بنیادی حقوق کا دفاع ہے۔ اسی لیے جن قوموں کو مغلوب کرلیا گیا ہو اور بزورِ قوت ان پر تسلط جمالیا گیا ہو ان کا حق ہے کہ تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاکر آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔

۴۔ مخصوص اصطلاحات مثلاً جہاد، دہشت گردی اور تشدّد وغیرہ، جن کا استعمال مختلف ذرائع ابلاغ میں عام ہوگیا ہے، ان کا مفہوم متعین کرنا ایک ناگزیر علمی ضرورت ہے۔ ان میں سے کسی اصطلاح کو اس کے مدلول یا معنی مراد سے ہٹا کر دوسرے معنیٰ میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

۵۔ جہاں تک دشمن کی صف میں گھس جانے (استشہادی کارروائیوں) سے متعلق حکم کا معاملہ ہے، تو کونسل نے اسے کسی اگلے اجلاس تک ملتوی کرنے کی رائے دی، تاکہ اس پر مستقل مقالات تیار کرائے جاسکیں۔

ساتھ ہی کونسل نے درج ذیل شفارشات بھی منظور کیں:

سفارشات

۱۔ اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ معروف قانونی دستاویزات کے مثل بین الاقوامی قوانین کے بارے میں ایک دستاویز مرتب کی جائے، پھر اس کا مختلف عالمی زبانوں میں ترجمہ کروایا جائے اور اسے یونیورسٹیوں کی لائبریریوں اور اقوام متحدہ کے اداروں میں رکھوا دیا جائے۔ یہ اس کے مقابلے میں بہت زیادہ فائدہ مند ہے کہ ہم زبانی دہراتے رہیں کہ اسلام دہشت گردی کا مخالف ہے۔ اس طرح غیر مسلم اسلام کا موقف بہت وضاحت سے جان لیں گے۔

۲۔ اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ اہل علم کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ایک ایسا اسلامی منشور تیار کرے جس میں غیر مسلموں سے تعلقات کے سلسلے میں اسلامی تصور کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہو۔ اس منشور کا ترجمہ تمام عالمی زبانوں میں کروایا جائے اور مختلف معاصر ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسے عام کیا جائے۔ اس طرح اسلام کے بارے میں بہت سے الزامات کا رد کیا جا سکے گا اور غیر مسلموں کے سلسلے میں اسلامی حقائق کی وضاحت کی جا سکے گی۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۹ (۱۴/۳)

ٹھیکہ داری کا معاملہ: حقیقت، کیفیت اور صورتیں

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ (قطر) میں مؤرخہ ۸-۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ، مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ٹھیکہ داری کا معاملہ: حقیقت، کیفیت اور صورتیں' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اکیڈمی نے شریعت کے دلائل، قواعد اور مقاصد کو بھی اپنے پیشِ نظر رکھا اور معاملات میں عام مصالح کا بھی خیال رکھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ٹھیکہ داری کو بہت اہمیت حاصل ہوگئی ہے، صنعتوں کو سرگرم کرنے میں اس کا بڑا کردار ہے اور سرمایہ کاری اور اسلامی اقتصادیات کی ترقی کے لیے اس نے بڑے میدان کھول دیے ہیں۔

ان امور کے پیش نظر کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ ٹھیکہ داری ایسا معاملہ ہے جس کے بموجب ایک فریق یہ ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ کوئی چیز تیار کرے گا یا کوئی کام انجام دے گا، اس کے مقابل دوسرا فریق اس کا بدل فراہم کرنے کا ذمہ لیتا ہے۔ یہ جائز معاملہ ہے۔ خواہ ٹھیکہ دار کام بھی کرے اور اپنی طرف سے سامان بھی لگائے (فقہاء کی اصطلاح میں اسے استصناع کہتے ہیں)

یا صرف کام کرے (فقہاء اسے ''اجارة علی العمل'' کا نام دیتے ہیں)

۲۔ اگر ٹھیکہ دار سامان بھی لگائے اور کام بھی کرے تو اس معاملہ پر اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۶۵ (۳ر۷) کا اطلاق ہوگا جو استصناع کے موضوع پر ہے۔

۳۔ اگر ٹھیکہ دار صرف کام کرے تو ضروری ہے کہ اس کی اجرت معلوم ہو۔

۴۔ قیمت کی تعیین پر اتفاق درج ذیل طریقوں سے کرنا جائز ہے:

الف۔ ٹینڈر، پروجکٹ اور متعین اور دقیق تفصیلات پر مبنی دستاویزات کی بنیاد پر کل قیمت طے کرلی جائے۔

ب۔ قیاسی اکائی کی بنیاد پر قیمت کی تعیین پر اتفاق ہوجائے۔ اس میں اکائی کی قیمت اور کمیت کی تحدید متفقہ نقشوں اور خاکوں کے مطابق کی جائے۔

ج۔ حقیقی مصارف کے نرخ کی بنیاد پر قیمت کی تعیین اور منافع کے فی صد پر اتفاق ہوجائے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ ٹھیکہ دار دقیق اور مفصل مالیاتی تفصیلات اور فہرست اخراجات فریق ثانی کو پیش کرے۔ ایسا کرنے پر وہ حقیقی مصارف کے علاوہ طے شدہ فی صد کا بھی مستحق ہوگا۔

۵۔ ٹھیکہ داری کے معاملے میں جرمانہ کی شرط بھی عائد کی جاسکتی ہے، جس پر دونوں فریقوں کا اتفاق ہوجائے۔ اگر غیر اختیاری حالات نہ پیش آجائیں تو اس پر عمل ہوگا۔ اس صورت پر جرمانہ کی شرط کے سلسلے میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۱۰۹ (۱۲/۳) کا اطلاق ہوگا۔

۶۔ ٹھیکہ داری کے معاملے میں پوری قیمت مؤخر کی جاسکتی ہے، یا اسے معلوم مدت میں یا کام کی تکمیل کے مراحل کے اعتبار سے کئی قسطوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ جس پر بھی دونوں فریقوں کا اتفاق ہوجائے۔

۷۔ ترمیمات اور اضافوں پر بھی اتفاق ہوسکتا ہے۔

۸۔ اگر ٹھیکہ دار مالک کی اجازت سے کچھ ترمیمات یا اضافے کرے، لیکن اجرت پر دونوں کا اتفاق نہ ہو تو ٹھیکہ دار عوض بالمثل کا مستحق ہوگا۔

۹۔ اگر ٹھیکہ دار بغیر اتفاق کے کچھ ترمیمات یا اضافے کرے تو طے شدہ رقم سے زائد کا مستحق نہ ہوگا۔ ترمیمات اور اضافوں کا اسے کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔

۱۰۔ اگر ٹھیکہ دار سے کچھ زیادتی یا کوتاہی سرزد ہو جائے، یا وہ شرائط معاملہ کی خلاف ورزی کرے تو ضامن ہوگا۔ اسی طرح اپنی ذات سے سرزد ہونے والے عیوب اور غلطیوں کا بھی وہ ضامن ہوگا۔ لیکن جو عیوب مالک کی وجہ سے یا غیر اختیاری اسباب سے پیدا ہو جائیں ان کا ٹھیکہ دار ضامن نہیں ہوگا۔

۱۱۔ اگر مالک یہ شرط لگا دے کہ ٹھیکہ دار خود کام کرے گا تو ٹھیکہ دار کے لیے جائز نہیں ہے کہ خاموشی سے کسی دوسرے ٹھیکہ دار سے معاملہ کر لے۔

۱۲۔ اگر مالک یہ شرط نہ لگائے کہ ٹھیکہ دار خود کام کرے گا تو ٹھیکہ دار کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے طور پر کسی دوسرے ٹھیکہ دار سے معاملہ کر لے، اگر وہ متعین کام ایسا نہ ہو کہ اسے اسی ٹھیکہ دار کو انجام دینا ضروری ہو، کسی ایسی خصوصیت کی وجہ سے جو دوسرے کے انجام دینے سے بدل سکتی ہو۔

۱۳۔ اگر ٹھیکہ دار اپنے طور پر دوسرے ٹھیکہ داروں سے معاملہ کرلے تو ان کے کاموں کا بھی وہی ذمہ دار ہوگا اور مالک کے سامنے اصلی ٹھیکہ دار کی جواب دہی معاملہ کے مطابق قائم رہے گی۔

۱۴۔ ٹھیکہ داری کے معاملے میں یہ شرط قابل قبول نہیں ہے کہ ٹھیکہ دار ضامن نہیں ہوگا۔

۱۵۔ متعین مدت کے لیے ضمان کی شرط لگائی جاسکتی ہے۔

۱۶۔ ٹھیکہ داری کے معاملے میں یہ شرط قابلِ قبول نہیں ہے کہ معاملہ میں مذکور مدتِ ضمان میں وہ چیز عیوب سے پاک ہوگی۔

ساتھ ہی کونسل نے درج ذیل سفارش بھی منظور کی:

سفارش

ٹھیکہ داری کے معاملات کی بعض صورتوں کا مزید مطالعہ کیا جائے، مثلاً Boot یعنی تعمیر، ملکیت، انتظام اور ملکیت کی منتقلی۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۰ (۱۴/۴)

نئی کمپنیاں اوران کے شرعی احکام

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ (قطر) میں مورخہ ۸-۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ، مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'نئی کمپنیاں اور ان کے شرعی احکام' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اول۔ نئی کمپنیوں کی تعریف

ا۔ شرکات الأموال (زری کمپنیاں)

یہ وہ کمپنیاں ہیں جن کی تشکیل حصہ داروں کے سرمایہ سے ہوتی ہے، ہر حصہ دار کی مستقل شخصیت ان کے پیشِ نظر نہیں ہوتی اور ان کے حصص دوسروں کو دیے جاسکتے ہیں۔ ان کی درج ذیل قسمیں ہیں:

الف۔ شرکة المساهمة (شیرز کمپنی)

یہ وہ کمپنی ہے، جس کا سرمایہ برابر حصص میں منقسم ہوتا ہے، یہ شیرز دوسروں کو دیے جاسکتے ہیں اور ہر حصہ دار سرمایہ میں اپنے حصہ کے بقدر ذمہ دار ہوتا ہے۔

ب۔ شركة التوصية بالأسهم (شیرز دوسروں کو دینے والی کمپنی)

یہ وہ کمپنی ہے جس کا سرمایہ قابل منتقلی شیرز سے تشکیل پاتا ہے۔ اس کے حصہ دار دو طرح کے ہوتے ہیں: کچھ حصہ دار ایسے ہوتے ہیں جو کمپنی کے قرضوں کے متحدہ طور پر مکمل ذمہ دار ہوتے ہیں اور کچھ حصہ دار ایسے ہوتے ہیں جو انتظامیہ سے باہر کے ہوتے ہیں۔ ان کی ذمہ داری ان کے حصص کے بقدر ہوتی ہے۔

ج۔ الشركة ذات المسئولية المحدودة (محدود ذمہ داری والی کمپنی)

یہ وہ کمپنی ہے جس کا سرمایہ حصہ داروں کی محدود تعداد کی ملکیت ہوتا ہے۔ یہ تعداد متعین ہوتی ہے، اس میں اضافہ نہیں ہوسکتا (یہ تعداد قوانین کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے) اس میں حصہ داروں کی ذمہ داری سرمایہ میں ہر ایک کے حصے کے بقدر رہوتی ہے۔ اس کے شیرز قابل منتقلی نہیں ہوتے۔

۲۔ شركات الاشخاص (افراد کی کمپنیاں)

یہ وہ کمپنیاں ہیں جن کا ڈھانچہ حصہ داروں کی شخصیتوں پر مبنی ہوتا ہے۔ ان میں ان کی شخصیتوں کا اعتبار ہوتا ہے۔ سب ایک دوسرے کو جانتے اور ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان کمپنیوں کی کئی قسمیں ہیں:

الف۔ شركة التضامن (باہمی ضمانت کمپنی)

یہ وہ کمپنی ہے جو تجارت کے مقصد سے دو یا دو سے زائد اشخاص کے درمیان قائم ہوتی ہے۔ وہ آپس میں طے کرلیتے ہیں کہ سرمایہ اپنے درمیان تقسیم کرلیں گے۔ وہ اپنے مخصوص اموال میں قرضہ داروں کے سامنے شخصی اور متحدہ طور سے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ یہ کمپنی بنیادی طور پر حصہ داروں کے مابین ذاتی تعارف پر قائم ہوتی ہے۔

ب۔ شركة التوصية البسيطة (عام سفارش کمپنی)

یہ وہ کمپنی ہے جس میں ایک طرف ایک یا ایک سے زائد ایسے حصے دار ہوتے

ہیں جو ذمہ دار اور ضمانت والے ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف ایک یا ایک سے زائد ایسے حصہ دار ہوتے ہیں جو انتظامیہ سے باہر کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ انھیں 'شرکاء موصین' کہا جاتا ہے۔ ان کی ذمہ داری سرمایہ میں ان کے حصص کے بقدر رہوتی ہے۔

ج۔ شرکة المحاصة

یہ کمپنی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔ یہ دو یا دو سے زائد اشخاص کے درمیان قائم ہوتی ہے۔ سرمایہ میں ہر ایک کا معلوم حصہ ہوتا ہے۔ ان کا اس بات پر اتفاق ہوتا ہے کہ ایک یا ایک سے زائد تجارتی کام، جنھیں شرکاء یا ان میں سے ایک فرد اپنے نام سے انجام دیتا ہے، اس سے حاصل ہونے والے منافع یا نقصان کو وہ تقسیم کرلیں گے۔ اس میں ذمہ داری صرف اس شخص کی ہوتی ہے جو تجارتی کام انجام دیتا ہے۔

۳۔ الشركة القابضة (قابض کمپنی)

یہ وہ کمپنی ہے جو ایک یا ایک سے زائد دوسری مستقل کمپنیوں کے سرمایہ میں شیرز یا حصص کی مالک ہوتی ہے۔ ان میں اس کی ملکیت اس تناسب سے ہوتی ہے جس تناسب سے قانونی طور پر ان کی انتظامیہ میں اس کا عمل دخل اور ان کے عام منصوبوں کی تشکیل میں اس کا اختیار ہوتا ہے۔

۴۔ الشركة متعدد الجنسيات (ملٹی نیشنل کمپنی)

یہ وہ کمپنی ہے جو متعدد ذیلی کمپنیوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اس کا اصل مرکز کسی ایک ملک میں ہوتا ہے، جب کہ اس کی ماتحت کمپنیاں دیگر مختلف ملکوں میں ہوتی ہیں اور اکثر انھیں ان ملکوں کی قومیت حاصل ہوتی ہے۔ مرکز مکمل معاشی اسٹریٹیجی کے ذریعے، جس کا مقصد سرمایہ کاری کے متعین فوائد کا حصول ہوتا ہے، ذیلی کمپنیوں کے ربط میں رہتا ہے۔

دوم: کمپنیوں کے معاملے میں اصل حکم جواز کا ہے اگر وہ اپنی سرگرمیوں میں محرمات

اور شرعی موانع سے پاک ہوں۔ لیکن اگر ان کی اصل سرگرمی حرام ہو، مثلاً
سودی بینک، یا وہ کمپنیاں جو اپنے تمام یا بعض معاملات میں حرام کاروبار
کرتی ہیں، مثلاً نشہ آور چیزوں، دیگر حرام چیزوں اور خنزیر کی تجارت
وغیرہ وہ حرام کمپنیاں ہیں، ان کے شیرز لینا اور ان کی تجارت کرنا جائز
نہیں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کمپنیاں دھوکے اور نزاع تک
پہنچادینے والی ناواقفیت سے پاک ہوں اور دیگر ایسے اسباب بھی نہ پائے
جاتے ہوں جو کمپنی کو شریعت کی نگاہ میں باطل یا فاسد ٹھہراتے ہوں۔

سوم: کمپنی کے لیے حرام ہے کہ وہ اسہم تمتع، اسہم امتیاز یا سندات قرض جاری کرے۔

چہارم: سرمایہ میں خسارہ ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ ہر شریک کا سرمایہ
میں جس تناسب سے حصہ ہے اسی تناسب سے وہ خسارہ برداشت کرے۔

پنجم: کمپنی میں شیرز ہولڈر کے جتنے شیرز ہیں ان کے بقدر اس کے سرمایہ میں اس کا حصہ
ہوگا اور اس کی ملکیت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک کہ دست برداری یا
کسی اور سبب سے وہ کسی دوسرے کو منتقل نہ ہو جائے۔

ششم: قابض کمپنیوں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں میں شرکاء کے شیرز کی زکوٰۃ کس
طرح نکالی جائے گی، اس کے لیے اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر ۲۸
(۴/۳) اور تیرہویں اجلاس کی قرارداد نمبر ۱۲۰ (۱۳/۳) ملاحظہ کی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۱ (۱۴/۵)

قتلِ خطا اور تعدّدِ کفارہ کے سلسلے میں اجتماعی ذرائعِ نقل وحمل کے ڈرائیور کی ذمہ داری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ (قطر) میں مؤرخہ ۸-۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ، مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۳ء منعقد ہوا۔

کونسل نے 'قتل خطا اور تعددِ کفارہ کے سلسلے میں اجتماعی ذرائعِ نقل وحمل کے ڈرائیور کی ذمہ داری' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والے بحثوں کو سنا۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اس موضوع کو ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ درج ذیل شرعی مسائل کا مطالعہ کیا جا سکے اور ان میں سے ہر مسئلہ پر مستقل مقالات تیار کروائے جا سکیں:

۱۔ کئی قتل ہونے پر کئی کفارے عائد ہونے کا وجوب۔

۲۔ عصبہ (باپ کی طرف سے رشتہ دار جو دیت کی ادائیگی میں شریک ہوں) نہ ہونے یا ان کے ادائیگی دیت پر قادر نہ ہونے کی صورت میں دیگر متبادل۔

۳۔ وراثت سے قتل خطا کا مرتکب ہونے والے کی سے محرومی۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۲ (۱۴/۶)

عقودِ اذعان

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ (قطر) میں مؤرخہ ۸-۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ، مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے ''عقودِ اذعان'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ عقود اذعان مغرب کی ایک نئی قانونی اصطلاح ہے۔ اس کا اطلاق ان معاہدوں پر ہوتا ہے جن میں درج ذیل خصوصیات اور شرائط پائی جائیں:

الف۔ عقد کا تعلق ایسے سامان یا کام سے ہو جس کی تمام لوگوں کو ضرورت رہی ہے اور جن سے وہ بے نیاز نہیں ہو سکتے، جیسے پانی، بجلی، گیس، ٹیلی فون، ڈاک اور ٹرانسپورٹ وغیرہ۔

ب۔ ان سامانوں، کاموں یا لوازم کے موجبات پر قانونی یا عملی طور پر اجارہ داری قائم کر لی جائے، یا کم سے کم ان پر اس طرح قبضہ کر لیا جائے کہ ان میں مقابلہ کا دائرہ محدود ہو جائے۔

ج۔ لازم کرنے والا فریق خود ہی عقد کی تفصیلات اور شرائط طے کرے اور دوسرے فریق کو ان کے بارے میں بحث کرنے، ان میں سے کسی کو کالعدم

کرنے یا اس میں کچھ تبدیلی کرنے کا حق نہ ہو۔

د۔ یکساں تفصیلات اور شرائط کے ساتھ ایجاب کو مسلسل عوام کے سامنے پیش کیا جاتا رہے۔

۲۔ عقد اذعان حکمی ایجاب وقبول سے مکمل ہوجاتا ہے۔ ان سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عرفاً موجب کی پیش کردہ شرائط اور تفصیلات کے مطابق فریقین کی رضامندی اور اس عقد پر آمادگی ظاہر کرتی ہو۔ اس کے لیے زبانی، تحریری یا کسی مخصوص شکل میں رضامندی کا اظہار ضروری نہیں ہے۔

۳۔ چوں کہ اس بات کا احتمال رہتا ہے کہ غالب فریق عقودِ اذعان میں اپنی جانب سے طے کردہ نرخوں اور شرائط کے معاملے میں من مانی سے کام لے اور ظالمانہ رویہ اپنائے، جس سے عام لوگوں کو ضرر پہنچے، اس لیے شرعی طور پر واجب ہے کہ تمام عقودِ اذعان ابتدا میں (یعنی لوگوں کے ساتھ تعامل کے لیے پیش کرنے سے قبل) ریاست کی سنسر شپ کے تابع ہوں۔ تا کہ جو عقود عدل پر مبنی ہوں انھیں باقی رکھا جائے اور جن میں دوسرے فریق کے ساتھ ظلم ہو رہا ہو ان میں شرعی طور پر عدل کے ساتھ تبدیلی کردی جائے یا انھیں کالعدم کردیا جائے۔

۴۔ فقہی اعتبار سے عقودِ اذعان کی دو قسمیں ہیں:

اول: جس کی قیمت انصاف پر مبنی ہو اور اس کی شرائط ایسی نہ ہوں کہ دوسرے فریق پر ظلم ہوتا ہو، یہ عقد شرعی طور پر صحیح ہے اور دونوں فریقوں کے لیے اس کی پابندی لازمی ہے۔ اور حکومت یا عدالت کو حق نہیں ہے کہ اس میں دخل دے اور اسے کالعدم یا تبدیل کرے، اس لیے کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ جس فریق کو سامان یا کام پر غلبہ حاصل ہے وہ اسے عام کر رہا ہے اور اسے طلب کرنے والوں کو شرعی طور پر واجب قیمت میں بیچنے سے رک نہیں رہا ہے (یا بہت معمولی غبن کے ساتھ بیچ رہا ہے جو شرعاً قابل معافی ہے، اس لیے کہ مالی معاوضوں کے عقود میں اس سے بچنا دشوار ہے اور لوگ اس قدر غبن کو نظر انداز کرنے کے عادی ہیں) اور اس لیے کہ مجبور شخص کی خرید فروخت

مناسب بدل کے ساتھ باتفاق اہل علم صحیح ہے۔

دوم: جس میں دوسرے فریق پر ظلم ہو رہا ہو، اس لیے کہ اس کی قیمت نامناسب ہو (اس میں کھلا ہوا غبن ہو) یا وہ ظالمانہ اور نقصان پہنچانے والی شرائط پر مبنی ہو، اس میں ریاست کو ابتداء ہی میں (یعنی لوگوں کے ساتھ تعامل کے لیے پیش کرنے سے قبل) دخل دینا ضروری ہے۔ ریاست جبری طور پر مبنی بر انصاف نرخ متعین کرے گی۔ جس سے اس سامان یا کام کے ضرورت مند لوگوں سے ظلم اور ضرر رفع ہوگا اور بڑھا ہوا نرخ گر کر قیمت بالمثل تک آجائے گا، یا ریاست ظالمانہ شرائط کو کالعدم یا تبدیل کردے گی، جس سے فریقین کے درمیان عدل وانصاف قائم ہو جائے گا۔ ایسا کرنے کی دو بنیادیں ہیں:

الف۔ ریاست ولی الامر ہے۔ شرعی طور پر اس کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی فرد یا کمپنی عوام کے لیے ضروری کسی سامان یا کام پر اپنی اجارہ داری قائم کر رہی ہے اور انھیں مناسب قیمت (عوض المثل) پر فروخت نہیں کر رہی ہے تو وہ جبری طور پر مبنی بر انصاف نرخ متعین کرے۔ اس سے دو حقوق محفوظ ہوں گے: ایک لوگوں کا حق کہ نرخوں یا شرائط میں اجارہ داری قائم کرنے والے کی جارحیت سے پیدا ہونے والا ضرر دور ہوگا اور دوسرے اجارہ دار کا حق کہ اسے مبنی بر انصاف بدل ملے گا۔

ب۔ ریاست کی جانب سے نرخ متعین کرنے میں مصلحت خاصہ پر مصلحت عامہ کو فوقیت حاصل ہوگی۔ مصلحت عامہ یہ ہے کہ عام لوگوں کو ضرورت کے سامان یا کام مناسب قیمت پر ملیں۔ اور مصلحت خاصہ سے مراد اس ظالم اجارہ دار کی مصلحت ہے جو غیر معمولی منافع یا ظالمانہ شرائط کے ساتھ انھیں فروخت کرنا چاہتا ہے۔ اور فقہ میں یہ قواعد بیان کیے گئے ہیں: ''مصلحت عامہ مصلحت خاصہ پر مقدم ہوگی'' اور ''ضرر عام کو روکنے کے لیے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔''

۵۔ پیٹنٹ امپورٹ ایجنسیوں کے تین حالات کے درمیان فرق کیا جائے گا:

اول: ایجنسی کے اس پروڈکٹ کی لوگوں کو شدید ضرورت یا عام یا خاص حاجت نہ ہو، اس لیے کہ اس کا شمار ایسے سامانوں اور ضروریات کی چیزوں میں ہوتا ہو جن سے بے نیازی ہو سکتی ہے۔ یا شدید ضرورت یا حاجت تو ہو لیکن اس کی تکمیل ان جیسی چیزوں سے ہو سکتی ہو جو بازار میں مناسب قیمت میں دستیاب ہیں۔ ایسی صورت میں درآمد کرنے والے ایجنٹ کو حق ہے کہ وہ اسے اس قیمت پر فروخت کرے جس پر خریدار سے معاملہ ہو جائے۔ ریاست یا عدالت کو اس کی قیمت متعین کرنے کے سلسلے میں دخل اندازی کا حق نہیں۔ اس لیے کہ معاملات کی صحت کے سلسلے میں اصل فریقین کی باہمی رضامندی ہے اور اس سے وہی لازم ہوگا جو فریقین اپنے اوپر لازم کریں گے۔ پروڈکٹ کے سلسلے میں سول ایجنٹ کا اختصاص اور اس کی اجارہ داری شرعاً جائز ہے، اس لیے کہ اس کا حق ہے کہ اپنی زیر ملکیت چیز جس قیمت میں چاہے فروخت کرے اگر وہ ظلم پر مبنی نہ ہو اور اس سے عام لوگوں کو ضرر نہ پہنچ رہا ہو۔ جبراً اس کی کوئی قیمت متعین نہیں کی جا سکتی۔

دوم: ایجنسی کے اس پروڈکٹ کی شدید ضرورت یا عام یا خاص حاجت ہو اور سول ایجنٹ مناسب قیمت کے ساتھ اسے فروخت کر رہا ہو۔ اس میں نہ کھلا ہوا غبن ہو اور نہ ظلم پر مبنی شرائط ہوں۔ ایسی صورت میں قیمت متعین کرنے کے سلسلے میں ریاست کی دخل اندازی جائز نہیں۔ اس لیے کہ پروڈکٹ کے سلسلے میں ایجنٹ کا اختصاص اور اجارہ داری اس کا اپنی ملکیت میں جائز تصرف ہے، اس میں وہ کسی پر ظلم نہیں کر رہا ہے اور نہ ضرورت مند لوگوں کو ضرر پہنچا رہا ہے۔ اس لیے اس معاملے میں اس سے تعرّض نہیں کیا جائے گا۔

سوم: ایجنسی کے اس پروڈکٹ کی شدید ضرورت یا عام یا خاص حاجت ہو اور ایجنٹ اسے غیر معمولی قیمت یا ظالمانہ شرائط کے ساتھ فروخت کر رہا ہو، ایسی صورت میں ریاست کی ذمہ داری ہے کہ دخل اندازی کرے اور جبری طور پر قیمت متعین کر دے، تاکہ ضرورت مندوں پر سے ظلم کا ازالہ ہو۔ **واللہ اعلم**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۳ (۷/۱۴)

اسلامی مالیاتی اداروں میں بقایاجات کا مسئلہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ (قطر) میں مورخہ ۸-۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ، مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۳ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اسلامی مالیاتی اداروں میں بقایاجات کا مسئلہ' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اول: بقایاجات کا مسئلہ، جس سے اسلامی مالیاتی ادارے دوچار رہتے ہیں، اسے حل کرنے کا طریقہ اس طریقہ سے مختلف ہے جسے عام بینک اختیار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ عام بینک انٹرسٹ کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں جو حرام ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ درج ذیل نکات کی روشنی میں بینکوں کے انٹرسٹ کی حرمت پر زور دیا جائے:

الف۔ عام بینکوں کے کام:

بینکوں کے کام کاج کے لیے جو قوانین بنائے گئے ہیں وہ نفع ونقصان پر مبنی سرمایہ کاری کے میدان میں اسے کام کرنے سے روکتے ہیں۔ وہ عوام سے

ان کے ڈپازٹ قرض کی حیثیت سے لیتے ہیں اور جیسا کہ ماہرین قانون و اقتصادیات کہتے ہیں ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ انٹرسٹ کے ساتھ قرض کا لین دین کریں اور انٹرسٹ کے ساتھ ان ڈپازٹس کو قرضوں پر دے کر کریڈٹ لیتے ہیں۔

ب۔ عام بینکوں اور ڈپازیٹرس کے درمیان تعلق:

شرعی اور قانونی اعتبار سے دیکھا جائے تو ڈپازیٹرس اور بینکوں کے درمیان تعلق قرض کا ہے نہ کہ وکالہ کا۔ قوانین اور بینکوں کے نظام یہی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ سرمایہ کاری میں وکالہ ایسا معاملہ ہے جس کے بموجب دوسرے شخص کو ایک رقم سرمایہ کاری کے لیے دی جاتی ہے۔ اس پر بطور اجرت یا تو اسے ایک متعین رقم دی جاتی ہے یا سرمایہ کاری کے مال کا ایک تناسب اس کے لیے طے کیا جاتا ہے۔ اس بات پر اجماع ہے کہ موکل سرمایہ کاری کے مال کا مالک ہوتا ہے، اس کا نفع نقصان اسی کے ذمے ہوتا ہے اور وکیل معاملۂ وکالہ میں متعین اجرت پاتا ہے اگر وکالہ اجرت کے ساتھ ہو۔ اس بنا پر بینک ڈپازٹس کی سرمایہ کاری کے معاملے میں ڈپازیٹرس کے وکیل نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ ان ڈپازٹس کے عام بینک میں جمع ہونے اور بینک کے ان کے ضامن ہونے کی بنا پر ان کی حیثیت قرض کی ہوگی جن میں تصرف کرنے کا اسے حق ہوگا اور اسے واپس کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اور قرض کو بغیر کسی مشروط اضافہ کے واپس کیا جاتا ہے۔

ج۔ روایتی بینکوں کا انٹرسٹ ربا ہے، جو شرعاً حرام ہے

ڈپازٹس پر بینکوں کا انٹرسٹ ربا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ کتاب وسنت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ اس پر بہت سی قراردادیں اور فتاویٰ موجود ہیں۔ سب سے پہلے مجمع البحوث الاسلامیہ کی دوسری اسلامی کانفرنس منعقدہ قاہرہ مؤرخہ محرم ۱۳۸۵ھ / مئی ۱۹۶۵ء میں اس پر قرارداد منظور ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں پچاسی (۸۵) عظیم فقہاء اور پینتیس (۳۵) مسلم ممالک کے نمائندے شریک

ہوئے تھے۔ اس قرارداد کی پہلی دفعہ میں صراحت تھی کہ "قرض کی تمام قسموں پر انٹرسٹ حرام ہے" اس کے بعد متعدد کانفرنسوں میں اس موضوع پر قراردادیں اور سفارشات منظور ہوئیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- پہلی عالمی کانفرنس برائے اسلامی اقتصادیات منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء۔ اس میں تین سو سے زائد علماء، فقہاء اور اقتصادیات اور بینکوں کے ماہرین شریک ہوئے تھے۔ اس میں بینکوں کا انٹرسٹ حرام قرار دیا گیا تھا۔

- اسلامی بینکوں کی دوسری کانفرنس منعقدہ کویت ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔ اس میں بھی اس بات پر زور دیا گیا تھا۔

- بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ مؤرخہ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ/دسمبر ۱۹۸۵ء میں جو قرارداد نمبر ۱۰ (۲/۱۰) منظور کی گئی تھی اس میں صراحت ہے کہ "قرض کی ادائیگی کی معیاد پر قرض دار قرض ادا نہ کر سکے اس وقت اس کی معیاد بڑھانے کے لیے کوئی زیادتی یا انٹرسٹ طے کرنا، اسی طرح ابتدائے عقد میں قرض میں کوئی زیادتی یا انٹرسٹ طے کرنا، یہ دونوں صورتیں ربا میں داخل ہیں اور شرعاً حرام ہیں۔"

- رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ذیلی ادارہ اسلامی فقہی اکیڈمی کے نویں اجلاس منعقدہ ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۲ء میں یہ قرارداد منظور ہوئی تھی کہ "انٹرسٹ کے ذریعے جو کچھ حاصل ہو وہ شرعاً حرام ہے۔"

- ازہر کی افتا کمیٹی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ سرمایہ کاری سرٹیفکیٹس سے ہونے والی آمدنی حرام ہے، اس لیے کہ یہ انٹرسٹ کے ساتھ قرض کے قبیل سے ہے اور انٹرسٹ کے ساتھ قرض ربا ہے اور ربا حرام ہے۔

- اُس وقت کے مفتی مصر شیخ ڈاکٹر محمد سید طنطاوی نے رجب ۱۴۰۹ھ/فروری ۱۹۸۹ء میں ایک فتویٰ دیا تھا جس میں ہے کہ بینکوں میں مال ڈپازٹ کرنا یا قرض کا لین

دین کرنا کسی بھی صورت میں ہو، اگر اس پر متعین انٹرسٹ ملتا ہے تو وہ حرام ہے۔

مذکورہ بالا قراردادوں اور فتاویٰ کے ساتھ متعدد علمی اداروں کے فتاویٰ شامل کر لیے جائیں، مثلاً مسلم ممالک کی فقہی اکیڈمیاں، افتا کمیٹیاں، علمی سیمینار اور کانفرنسیں اور عالم اسلامی کے اہل علم اور اقتصادیات اور بینکوں کے امور کے ماہرین سب کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اس طرح بینکوں کے انٹرسٹ کی حرمت پر عصر حاضر میں اجماع ہو گیا ہے، اس لیے اس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔

د۔ سرمایہ کاری کے منافع کی تعیین، بالمقطع یا سرمایہ کے تناسب سے

یہ بات طے شدہ ہے کہ انٹرسٹ کے ساتھ قرض کا معاملہ شرعی مضاربت کے معاملے سے مختلف ہے، اس لیے کہ قرض کے معاملے میں منافع قرض دار کا ہوتا ہے اور وہی خسارہ برداشت کرتا ہے، جب کہ مضاربت میں منافع اور خسارہ دونوں میں شرکت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ آں حضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''الخراج بالضمان'' (اسے امام احمد اور اصحاب السنن نے صحیح سند سے روایت کیا ہے) یعنی جو منافع، زیادتی اور اضافہ ہو وہ اس کے لیے جائز ہے جو تلف، ہلاکت اور عیب کی ذمہ داری اٹھائے۔ اس حدیث سے فقہاء نے مشہور فقہی قاعدہ کا استنباط کیا ہے: ''الغُنم بالغُرم'' (تاوان کے بدلے فائدہ) اسی طرح نبی ﷺ نے اس مال کے منافع سے منع فرمایا ہے جس کا وہ ضامن نہ بنتا ہو (اسے اصحاب السنن نے روایت کیا ہے)۔

گزشتہ صدیوں میں تمام مسالک کے فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مضاربت اور شرکت کے تمام معاملات میں سرمایہ کاری کے منافع کی تعیین بالمقطع یا سرمایہ کے تناسب سے جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس صورت میں اصل مال کی ضمانت ہوتی ہے جو صحیح شرعی دلائل کے خلاف ہے اور اس میں نفع و نقصان میں شرکت نہیں رہتی جو شرکت و مضاربت کی روح ہے۔ یہ اجماع ثابت اور طے شدہ ہے، کوئی اس کے خلاف نہیں ہے۔ ابن قدامہؒ نے المغنی (۳۴/۳) میں لکھا ہے: ''اہل علم میں

سے جن حضرات کی باتیں محفوظ ہیں ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ مضاربت باطل ہے اگر فریقین میں سے کوئی ایک یا دونوں اپنے لیے متعین رقم کی شرط لگالیں۔'' اور اجماع فی نفسہ دلیل ہے۔

اکیڈمی اجماع کے ذریعے اس بات کا اثبات کرتے ہوئے مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے حلال کمائی حاصل کرنے اور حرام کمائی سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتی ہے۔

دوم: وہ قرضے جن کی ادائیگی میں تاخیر ہو:

(الف) معاملات میں جرمانہ کی شرط کے سلسلے میں کونسل اپنی گزشتہ قراردادوں کی توثیق کرتی ہے جو اس موضوع پر منظور کی گئی ہیں۔ مثلاً قرارداد ۸۵ (۹/۲) میں، جو سلم کے سلسلے میں ہے، کہا گیا ہے: ''جس چیز کے لیے عقد سلم ہوا ہے، اسے فراہم کرنے میں تاخیر کی صورت میں بدلہ کی کوئی شرط عائد کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ سلم قرض سے عبارت ہے اور قرض کی واپسی میں تاخیر کی صورت میں زیادتی کی شرط جائز نہیں ہے۔''

اسی طرح قرارداد نمبر ۱۰۹ (۱۲/۴) میں، جو جرمانہ کی شرط سے متعلق ہے، مذکور ہے:

''جرمانہ کی شرط تمام مالی معاملات میں لگائی جا سکتی ہے، سوائے ان معاملات کے جن میں اصل ذمہ قرض ہو، اس لیے کہ اس میں قرض پر زیادتی صریح ربا ہوگی۔

اس بنا پر، مثال کے طور پر، یہ شرط ٹھیکہ کے معاملات میں ٹھیکہ دار پر، ایکسپورٹ کے معاملے میں ایکسپورٹر پر اور عقد استصناع میں کاریگر پر عائد کی جا سکتی ہے، اگر وہ جس چیز کا پابند ہے اس پر عمل نہ کرے یا اس پر عمل کرنے میں تاخیر کرے۔ لیکن یہ شرط قسطوں پر بیع کے معاملے میں عائد نہیں کی جا سکتی اگر خریدار بقیہ قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر سے کام لے، خواہ یہ تاخیر تنگی کی وجہ سے ہو یا وہ ٹال مٹول سے کام لے رہا ہو۔ اسی طرح یہ شرط عقد استصناع میں

آرڈر دینے والے پر عائد نہیں کی جا سکتی اگر وہ اپنے واجبات ادا کرنے میں تاخیر کرے۔''

(ب) اکیڈمی اپنی گزشتہ قرارداد نمبر ۵۱ (۶/۲) جو قسطوں پر بیع کے موضوع پر ہے، اس کی درج ذیل دفعات کی توثیق کرتی ہے:

''سوم: اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں مقررہ مدت سے تاخیر کردے تو اس سے سابقہ شرط کی بنیاد پر، یا بغیر شرط کے قرض کی مقدار پر زیادتی لازم کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ یہ ''ربا'' ہے جو حرام ہے۔

چہارم: جن قسطوں کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو ان کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا صاحب استطاعت خریدار کے لیے حرام ہے، لیکن اس کے باوجود ادائیگی کے مؤخر ہونے کی صورت میں کسی قسم کے معاوضے کی شرط لگانا شرعاً جائز نہیں۔

پنجم: یہ شرعاً جائز ہے کہ ادھار بیچنے والا بیع میں یہ شرط لگادے کہ اگر خریدار چند قسطوں کی ادائیگی وقت پر نہ کرے تو باقی ماندہ قسطوں کی ادائیگی بھی فوراً واجب ہو جائے گی۔ بشرطے کہ خریدار اس شرط پر عقد کے وقت راضی ہو گیا ہو۔

ششم: بیع ہو جانے کے بعد سامان کی ملکیت اپنے پاس رکھنے کا بائع کو کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن اس کے لیے جائز ہے کہ خریدار سے آئندہ قسطوں کی وصولی کے سلسلے میں اپنے حق کے ضمان کے طور پر سامان کو رہن رکھنے کی شرط لگادے۔''

(ج) ضرورت ہے کہ اسلامی بینک قرضوں کی ادائیگی میں تاخیر کے اسباب کو حل کرنے میں دلچسپی لیں، مثلاً مرابحات اور طویل المدت عقود کا اہتمام کریں۔ ان اسباب میں سرمایہ کاری کے فنی وسائل اختیار نہ کرنا اور اطمینان بخش ضمانتیں حاصل نہ کرنا ہیں۔

ترقی کے کاموں کی قیادت کرنی شروع کر دی ہے، تا کہ نئی نئی مشینیں اور نئے نئے طریقے ایجاد کیے جاسکیں، جن سے ایک طرف اس کی صلاحیتوں میں اضافہ ہو اور دوسری طرف انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اس کا غلبہ وتسلط بڑھے۔

اس سے وہ چیز مربوط ہوگئی ہے جسے نیا عالمی نظام کہتے ہیں۔ یہ نظام ان بین الاقوامی تنظیموں کے قیام اور عالمی کانفرنسوں کے انعقاد پر مبنی ہے جو مختلف تربیتی، اقتصادی، معاشرتی، رہائشی اور ماحولیاتی مسائل کو اسی نظر سے دیکھتی ہیں جو بڑی طاقتوں کے مفادات کی حفاظت کرتی ہے اور معاصر مغربی مادی تہذیب کی قدروں کو عام کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

گلوبلائزیشن اپنی اس شکل میں امت مسلمہ کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے۔ وہ امت جو ایک الٰہی پیغام کی امین ہے اور جس نے ایک ایسی پاکیزہ انسانی تہذیب کو وجود بخشا ہے جس نے زندگی کے تمام میدانوں میں انسان کے لیے خیر وسعادت کی ضمانت دی ہے۔ یہ صورت حال امت کے علماء، سیاست دانوں، مفکرین اور قائدین پر، زندگی کے سیاسی، ثقافتی، تربیتی، معاشی، ابلاغی اور دیگر میدانوں میں بڑی ذمہ داریاں عائد کرتی ہے، تا کہ اسلام کو ہمہ گیر ارتقاء حاصل ہو اور امت ترقی وخوش حالی کے بام عروج پر پہنچ سکے۔

یہ چیز دو میدانوں میں نمایاں ہوتی ہے:

اول: امت کی نسلوں اور اس کے مختلف افراد کو ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے قابل بنایا جائے جو مغرب کے زیر اثر واقع معاصر گلوبلائزیشن کے مختلف مظاہر کی بنا پر درپیش ہیں۔ سخت محنت کر کے ایسی اسلامی شخصیت تشکیل دی جائے جو شعور و بصیرت کے ساتھ اور اسلام کے گہرے فہم کی بنیاد پر ان چیلنجوں کا جواب دے سکے، وسطیت اور اعتدال وتوازن جس کا نشانِ امتیاز ہو اور جو علم اور ایمان، اصالت اور معاصرت، ثابت شدہ حقائق سے پختہ وابستگی اور عصری ایجادات کے بارے میں کھلے پن کی جامع ہو۔ یہ چیز لازم کرتی ہے کہ نظام ہائے تعلیم و

تربیت اور خاص طور پر دینی مضامین کی تقویت پر بھرپور توجہ دی جائے اور بیرونی طاقتوں کی جانب سے کسی بھی دخل اندازی کی اجازت نہ دی جائے۔

دوم: گلوبلائزیشن کے وسائل اور مظاہر کے ساتھ تعامل میں سبقت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھی جائے اور اس کے لیے ہمہ گیر اور عقل وشعور پر مبنی ایسے منصوبے وضع کیے جائیں جو معاصر انسانی معاشروں کو قابل فہم طریقے اور زبان میں مخاطب کریں، عجلت پسندی سطحیت اور محدود نقالی سے دور ہوں، فکر وثقافت اور ذرائع ابلاغ کے میدانوں کو حاوی ہوں اور ان کے ذریعے نئے نئے علمی اور معاشی کام انجام پائیں جن سے معاشرہ کے ہر انسان کو باعزت زندگی کی ضمانت ملے۔

اسلام ایک عالمی مذہب ہے جو دنیا اور آخرت دونوں جگہوں پر انسانوں کی بھلائی اور سعادت کی ضمانت دیتا ہے، جو آخری دین ہے۔ کسی کی جانب سے اس کے علاوہ کوئی دین قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس بنیاد پر، مذکورہ بالا ہمہ گیر منصوبوں کے دائرے میں اکیڈمی درج ذیل کاموں کی سفارش کرتی ہے:

۱۔ اسلام کی عالم گیری اور انسانی مسائل حل کرنے کے لیے اس کی تدابیر کا، معروضی علمی طریقے سے تعارف کرایا جائے اور اس سلسلے میں تمام دستیاب وسائل وذرائع کا استعمال کیا جائے۔

۲۔ تنظیم اسلامی کانفرنس، اس کے ماتحت اداروں اور تمام بین الاقوامی اسلامی اداروں کو طاقت ور بنایا جائے اور ان کی سرگرمیوں کو تیز تر کیا جائے۔ اس کا مقصد یہ ہو کہ بین الاقوامی اسلامی بلاک، خاص طور پر معاشی میدانوں میں، مستحکم ہو۔

۳۔ مشترکہ اسلامی منڈیاں قائم کرنے کے لیے سنجیدہ کوشش کی جائے اور عرب اور مسلم ممالک کے درمیان مشترکہ معاشی پروجکٹس اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۴۔ عالم اسلامی اور نئے عالمی نظام کے درمیان از سرِ نو ایسا تعلق استوار کرنے کے

لیے کام کیا جائے، جس سے اسلامی ممالک کو خودمختاری ملے، ان کے اقتدار اعلیٰ اور خصائص کا احترام کیا جائے اور ان کے عوام کے اسلامی تشخص کی حفاظت ہو۔

۵۔ مسلم ممالک میں سائنس اور ٹکنالوجی کی صلاحیتوں میں اضافہ کے لیے کام کیا جائے اور ان میں جدید ٹکنالوجی کو فروغ دینے کے لیے سنجیدہ کوشش کی جائے۔

۶۔ مسلم اقوام کے درمیان تعلقات مستحکم کرنے کے لیے کام کیا جائے اور تمام چیلنجوں کے مقابلے میں اسلامی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

۷۔ اسلامی خطاب میں اصالت اور معاصرت دونوں عناصر کو باقی رکھا جائے اور اس کے وسائل و ذرائع کو اس طرح ترقی دی جائے کہ اہل اسلام کو صحیح رہنمائی ملے اور انسانی معاشرہ کو اسلامی نقطہ ہائے نظر کا علم ہو۔ اور اس کی بنیاد یہ ہو کہ اسلام انسانیت کی خیر و فلاح اور اس کی ترقی کا ضامن ہے اور وہ غلو و انتہا پسندی اور تفریط و انتشار سے پاک ہے۔

۸۔ شرعی تعلیم کے اداروں، یونیورسٹیوں، کالجوں، مراکز، افتاء کمیٹیوں اور فقہی اکیڈمیوں وغیرہ میں اجتہاد کے مفاہیم کو راسخ کرنے کے لیے کام کیا جائے، تاکہ امت نئے پیش آمدہ قضایا اور جدید مسائل کا سامنے کرنے پر قادر ہو سکے اور ان پر گہری اور وسیع فقہی نظر ڈالے، جس سے ان کا صحیح اور کامیاب حل نکل سکے۔

۹۔ ابلاغ کے جدید وسائل و ذرائع، خاص طور پر ٹی وی چینلس اور انٹرنیٹ سے استفادہ کرتے ہوئے صحیح اسلامی تعلیمات پیش کی جائیں اور اسلام کی درخشاں تصویر نمایاں کی جائے۔

۱۰۔ بین الاقوامی تنظیموں اور عالمی کانفرنسوں میں شرکت کے وقت مسلم ممالک اور ان کی رضا کار تنظیموں کے درمیان تال میل اور ہم آہنگی پیدا کی جائے، تاکہ انسانیت کو درپیش خطرات سے بچانے کے لیے مختلف مسائل میں نمایاں اسلامی نقطہ ہائے نظر پیش کیے جا سکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

فلسطین اور عراق کے سلسلے میں

اسلامی فقہ اکیڈمی کا بیان، امت مسلمہ کے نام

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

اکیڈمی نے ان سنگین حالات کا جائزہ لیا جن سے عرب اور مسلم ممالک، خاص طور پر فلسطین اور عراق دوچار ہیں۔ قابض اسرائیلی حکومت فلسطین میں ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کر رہی ہے، بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور معصوم شہریوں کو بے دریغ قتل کر رہی ہے، اندھا دھند گرفتاریاں کر رہی ہے، دھوکے سے لوگوں کی جان لے رہی ہے۔ گھروں کو بلڈوزروں سے ڈھا رہی ہے، زراعتی زمینوں کو برباد کر رہی ہے، شہروں، دیہاتوں اور کیمپوں کا مسلسل فوجی محاصرہ کر رہی ہے۔ ان میں بیت المقدس سرِ فہرست ہے جو اسراء ومعراج کی سرزمین ہے، اور مسلمان کے عقیدہ وایمان کا جزء ہے۔ اہل فلسطین کو مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

اس دہشت گردی کے باوجود اسرائیل امن کا دعوے دار ہے، اپنے سب سے بڑے مجرم کو امن کا علم بردار قرار دیتا ہے اور جو لوگ اپنے دین، اپنی جان، اپنی سرزمین اور اپنی آبرو کا دفاع کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر رہے ہیں انھیں دہشت گرد کہتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسرائیلی قبضہ کی یہ جارحانہ کارروائیاں عین دہشت گردی ہے۔ یہ انسانی حقوق اور بین الاقوامی معاہدوں کی کھلی خلاف ورزی

ہے۔ یہ سب کارروائیاں پوری دنیا کی نگاہوں کے سامنے اور خاص طور پر ان ملکوں کی جانکاری میں ہو رہی ہیں جو آزادی، جمہوریت، مساوات اور حقوق انسانی کی حفاظت کی دعوے دار ہیں۔

برادر ملک عراق کو جس امریکی اور برطانوی جارحیت کا سامنا ہے، درحقیقت اس کا نشانہ وہاں کے مسلم عوام، وہاں کی پاکیزہ سرزمین اور وہاں کے قدرتی خزانے بن رہے ہیں۔ اس کھلی جارحیت سے روکنے کے لیے مسلمانوں کی اپیلوں پر کان نہیں دھرا جا رہا ہے۔ عالم عرب اور عالم اسلامی کی سرکاری اور عوامی تنظیموں کی جانب سے منظور کی جانے والی قراردادیں اور امن وسلامتی کے خواہاں ممالک اور قوموں کی جانب سے کی جانے والی اپیلیں صدابصحراء ہو رہی ہیں۔ درحقیقت یہ رویہ تمام بین الاقوامی قدروں اور معاہدوں کو رد کر کے دیگر ملکوں، ان کی سرزمین اور وہاں کے عوام کی حرمت کی پامالی ہے۔

اس صورت حال میں اکیڈمی مسلم حکومتوں اور مسلم عوام دونوں سے اپیل کرتی ہے کہ اس نصرت وحمایت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان پر فرض کیا ہے، تاکہ اس خون اور جانوں کی حفاظت ہو سکے جنھیں اللہ تعالیٰ نے معصوم اور محترم قرار دیا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:۱۰)

''اہل ایمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔''

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾ (التوبہ:۷۱)

''مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔''

اور اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''اہل ایمان آپس میں ایک عمارت کے مثل ہیں کہ اس کی اینٹیں ایک دوسرے کے لیے مضبوطی کا ذریعہ بنتی ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے رسوا کرے اور نہ اسے بے سہارا چھوڑے۔'' (بخاری ومسلم)

مذکورہ بالا آیات اور احادیث کی روشنی میں اکیڈمی گزشتہ باتوں کے ساتھ درج ذیل باتوں پر بھی زور دیتی ہے:

۱۔ جارحیت پسندوں سے دوستی اور ان کے جارحانہ مقاصد کی تکمیل اور بے گناہوں اور معصوموں کے خون کی ارزانی میں ان کا تعاون شرعاً جائز نہیں ہے۔

۲۔ مسلم ممالک کے کسی بھی حصہ پر جارحیت درحقیقت پوری امت مسلمہ کے خلاف جارحیت ہے۔

۳۔ تمام مسلم حکمرانوں سے شریعت کا مطالبہ ہے کہ وہ نصرت وحمایت کی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں اور دین، امت اور وطن کے تعلق سے ان پر جو فرض عائد ہوتا ہے اسے انجام دیں۔

والحمد لله رب العالمين

قراردادیں اور سفارشات

پندرھواں اجلاس

کونسل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی

منعقدہ: مسقط (عمان)

مورخہ ۱۴ تا ۱۹ر محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

مطابق ۶ تا ۱۱ر مارچ ۲۰۰۴ء

قراردادیں ۱۳۵-۱۴۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۵ (۱۵/۱)

اسلامی خطاب کے امتیازات اور اس کو درپیش چیلنجز

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط (عمان) میں مؤرخہ ۱۴-۱۹/محرم ۱۴۲۵ھ، مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اسلامی خطاب کے امتیازات اور اس کو درپیش چیلنجز' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

کونسل کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن کریم میں دعوت الی اللہ کے ضمن میں حکمت اور موعظہ حسنہ کا راستہ اختیار کرنا لازم قرار دیا گیا ہے اور سنت اور سیرت نبوی میں ایسی بہت سی قولی نصوص اور عملی نمونے ہیں جن میں مخاطبین کے احوال کی رعایت کرنے، موقع ومحل کے مطابق اسلوب اختیار کرنے اور اسلامی خطاب کو اعتدال وتوازن سے متصف اور مخاطب کے حسب حال ہونے کی تاکید کی گئی ہے۔

چنانچہ کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ اسلامی خطاب سے مراد وہ طرزِ تعبیر ہے جس سے زندگی کے عام اور خاص مختلف میدانوں میں اسلام کے حقائق اور شرائع کی وضاحت کی جائے۔

۲۔ موجودہ حالات میں اس موضوع کے سلسلے میں جو غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں وہ لازم کرتی ہیں کہ اسلامی خطاب کی خصوصیات نمایاں کی جائیں اور اس کے متعلق

شبہات کا ازالہ کیا جائے، تاکہ اسلام پر کیے جانے والے ناروا حملوں کا مقابلہ کیا جا سکے اوران غلط پروپیگنڈوں کا دفعیہ ہو سکے جو اسلام کے حقائق کو مسخ کر رہے ہیں۔

۳۔ یہ جائز نہیں ہے کہ عصری تقاضوں کی ہم آہنگی کا دعویٰ کر کے، اسلامی خطاب کی تجدید کے نام پر، ثابت شدہ حقائق بدل دیے جائیں، یا اسلام کے اصولوں میں سے کسی اصول یا شریعت کے احکام میں سے کسی حکم سے دست برداری اختیار کر لی جائے۔

کونسل نے درج ذیل سفارشات بھی منظور کیں:

سفارشات

۱۔ اسلامی معاشروں یا غیر مسلموں کے حلقوں میں اسلامی خطاب سے دلچسپی رکھنے والے دعاۃ اور مفکرین کی کوششوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے کام کیا جائے، تاکہ قرآن وسنت کے مطلوبہ طریقۂ کار کی رعایت ہو سکے، یعنی دعوت حکمت اور موعظۂ حسنہ کے ساتھ پہنچ سکے اور دعوتِ حق کی قبولیت سے متنفر کرنے والی چیزوں سے بچا جا سکے۔

۲۔ رابطہ کے تمام ذرائع اور نئی ٹکنیکس سے ضرور استفادہ کیا جائے، تاکہ مختلف سطح کے لوگوں تک اسلامی خطاب بآسانی پہنچ سکے۔

۳۔ اسلامی حکومتوں اور متمول حضرات کو آمادہ کیا جائے کہ وہ ذرائع ابلاغ اور خاص طور پر چینلس اور انٹرنیٹ کے ذریعے اسلامی خطاب کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے مال خرچ کریں اور جدّ وجہد کریں، تاکہ حقائق اسلامی کی وضاحت کی جا سکے، شبہات کا ازالہ ہو، اس پر جو الزامات لگائے جا رہے ہیں ان کا رد کیا جائے اوران ذرائع کو منافی اسلام چیزوں سے پاک کرنے کے لیے کام کیا جا سکے۔

۴۔ خطاب کے اسلوب میں تعمیری اجتہاد اور تجدید کی جائے، جس سے اصالت اور معاصرت دونوں چیزیں یکجا ہو سکیں، یعنی ہنگامی مصالح اور شریعت سے متصادم نہ ہونے والے عرف کی رعایت میں ثابت شدہ حقائق اور تبدیل ہونے والی چیزوں، دونوں کا خیال رکھا جا سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۶ (۱۵/۲)

ناقص مشارکت اور اس کے شرعی ضوابط

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط (عُمان) میں مؤرخہ ۱۴-۱۹/محرم ۱۴۲۵ھ، مطابق ۶-۱۱/مارچ ۲۰۰۴ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'ناقص مشارکت اور اس کے شرعی ضوابط' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ ناقص مشارکت وہ نیا سلسلہ ہے جس میں دو فریق ایک آمدنی والے پروجکٹ میں شریک ہوتے ہیں اور ایک فریق وعدہ کرتا ہے کہ وہ بتدریج دوسرے فریق کا حصہ خرید لے گا۔ خواہ یہ خریداری آمدنی میں خریدار فریق کے حصے سے ہو یا دیگر ذرائع آمدنی سے ہو۔

۲۔ ناقص مشارکت ہونے کی بنیاد وہ معاملہ ہے جسے دونوں فریق طے کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے حصے کے بقدر سرمایہ لگاتا ہے۔ اس کا حصہ نقدی کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے اور اثاثہ کی شکل میں بھی جس کی قیمت لگالی گئی ہو۔ ساتھ ہی منافع کی تقسیم کا طریقہ بھی واضح کر دیا گیا ہو اور یہ بھی طے ہو گیا ہو کہ اگر خسارہ ہوا تو ہر ایک اپنے حصے کے بقدر خسارہ برداشت کرے گا۔

۳۔ ناقص مشارکت ہو جائے گی اگر کوئی ایک فریق پختہ وعدہ کر لے کہ وہ دوسرے فریق کے حصہ کا مالک بن جائے گا۔ دوسرے فریق کو اختیار رہے گا اور جب دوسرے فریق کے حصہ کے ہر جزء کا وہ مالک ہو جائے گا تب عقدِ بیع مکمل ہو جائے گا اور وہ ایجاب وقبول کا تبادلہ کریں گے۔

۴۔ مشارکت کے کسی ایک فریق کے لیے جائز ہوگا کہ وہ شریک کے حصے کو معلوم اجرت اور متعین مدت کے لیے اجارہ پر لے لے۔ اور دونوں شریکوں میں سے ہر ایک اپنے حصے کے بقدر بنیادی دیکھ بھال (Maintenance) کا ذمہ دار ہوگا۔

۵۔ ناقص مشارکت جائز ہے اگر اس میں شرکت کے عام احکام کا التزام کیا گیا ہو اور درج ذیل ضوابط کی رعایت کی گئی ہو:

(الف) یہ وعدہ نہ ہو کہ ایک فریق دوسرے فریق کے حصے کو اسی قیمت میں خریدے گا جو شرکت کا معاملہ کرتے وقت تھی، اس لیے کہ اس صورت میں ایک شریک، دوسرے شریک کے حصے کا ضامن ہوگا، بلکہ مناسب ہے کہ اس حصے کی خریداری کے وقت بازار کی قیمت لگائی جائے، یا خریداری کے وقت جس قیمت پر دونوں کا اتفاق ہو جائے اس کا اعتبار کیا جائے۔

(ب) یہ شرط نہ لگائی جائے کہ ایک فریق بیمہ اور دیکھ بھال کے مصارف اور دیگر اخراجات برداشت کرے گا، بلکہ دونوں اپنے حصوں کے بقدر مصارف برداشت کریں گے۔

(ج) مشارکت کے تناسب کے اعتبار سے منافع کی تحدید کی جائے۔ منافع میں سے ایک متعین رقم یا حصہ کی رقم کے ایک مخصوص تناسب کی شرط عائد کرنا جائز نہیں۔

(د) مشارکت سے متعلق کئی معاملات ہوں تو انھیں الگ الگ رکھا جائے۔

(ہ) کسی فریق کے اس حق کی صراحت نہ ہو کہ اس نے سرمایہ کاری کے لیے جو حصہ پیش کیا ہے اس کو واپس لے سکتا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، و الصلاة و السلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين و على آله و صحبه اجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۷ (۱۵/۳)

اجارہ سرٹیفکیٹس

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط (عمان) میں مؤرخہ ۱۴-۱۹ رمحرم ۱۴۲۵ھ، مطابق ۶-۱۱ رمارچ ۲۰۰۴ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'اجارہ سرٹیفکیٹس' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ اجارہ سرٹیفکیٹس کا تصور اس اصول پر مبنی ہے کہ ایسے مالیاتی دستاویزات کا اجراء کیا جائے جو قابل بیع وشراء ہوں اور سرمایہ کاری کے ایسے منصوبہ پر مبنی ہوں جس سے آمدنی ہو۔ اجارہ سرٹیفکیٹس کا مقصد یہ ہے کہ اثاثہ جات اور منافع کو، جن سے عقدِ اجارہ متعلق ہے، ایسے مالیاتی دستاویزات (سرٹیفکیٹس) کی شکل دے دی جائے جن میں ثانوی مارکیٹ میں تبادلے کا عمل ہو سکے۔ اس بنا پر اجارہ سرٹیفکیٹس کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ یہ ''یکساں قیمت کے وہ بانڈ ہیں جو اثاثہ جات کی ملکیت یا آمدنی والے منافع میں مشترک حصص کی نمائندگی کرتے ہیں۔''

۲۔ اجارہ سرٹیفکیٹ متعین رقم کی نمائندگی نہیں کرتا اور نہ وہ متعلقہ فرد یا ادارہ پر

قرض ہے، بلکہ وہ ایک مالیاتی دستاویز ہے جو استعمالی اثاثہ مثلاً جائداد، ہوائی جہاز یا پانی کے جہاز کی ملکیت کے مشترک حصہ (شیئر) کی ترجمانی کرتی ہے۔ یا ایک طرح کے یا مختلف استعمالی اثاثہ جات کے مجموعے کی ملکیت کے شیئر کی ترجمانی کرتی ہے اگر ان چیزوں کو اجارہ پر دیا جاتا ہو اور عقدِ اجارہ کے ذریعے ان سے متعین آمدنی حاصل ہوتی ہو۔

۳۔ اجارہ سرٹیفکیٹس نام سے ہو سکتے ہیں، یعنی ان پر ان کے مالک کا نام تحریر ہو اور جب ان کی ملکیت تبدیل ہو تو اس تبدیلی کا اندراج ایک مخصوص رجسٹر میں کر لیا جائے، یا ان پر ان کے نئے مالک کا نام لکھ دیا جائے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی حیثیت اپنے مالک کے لیے بانڈ کی سی ہو کہ اسے قبضہ میں لیتے ہی اس کی ملکیت تبدیل ہو جائے۔

۴۔ ایسے سرٹیفکیٹس کا اجراء جائز ہے جو قابل اجارہ اثاثہ جات کی ملکیت اور ان کے لین دین کی ترجمانی کرتے ہوں، اگر ان میں یہ شرائط پائی جائیں کہ وہ عقدِ اجارہ کا محل بن سکتے ہوں، مثلاً جائداد، ہوائی جہاز، پانی کا جہاز وغیرہ۔ جب تک سرٹیفکیٹ قابل اجارہ حقیقی اثاثہ جات، جو متعین منافع دیتے ہوں، کی نمائندگی کریں۔

۵۔ سرٹیفکیٹ یا سرٹیفکیٹس کے مالک کے لیے جائز ہے کہ وہ انھیں ثانوی مارکیٹ میں کسی خریدار کو فروخت کر دے اور اس کی وہ قیمت وصول کرے جس پر دونوں کا اتفاق ہو جائے۔ خواہ یہ قیمت خریدی گئی قیمت کے مساوی یا اس سے کم یا زیادہ ہو۔ اس لیے کہ اثاثہ جات کی قیمتیں بازار کے عوامل (طلب و رسد) کے تابع ہوتی ہیں۔

۶۔ سرٹیفکیٹ کا مالک اجراء کی شرائط میں متعین مدتوں میں آمدنی یعنی اجرت میں سے اپنے حصے کا مالک ہوگا۔ البتہ اس میں سے عقد اجارہ کے احکام کے مطابق کرایہ پر دینے والا اپنے اخراجات اور دیگر مصارف کم کر لے گا۔

۷۔ مستاجر، جسے اپنے طور پر حق اجارہ حاصل ہو، اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسے اجارہ سرٹیفکیٹس جاری کرے جو اجارہ سے حاصل ہونے والے منافع میں مشترک حصص کی نمائندگی کرتے ہوں۔ اس جواز کے لیے شرط ہے کہ مستاجرین کے ساتھ معاملہ پختہ کرنے سے قبل سرٹیفکیٹس جاری کرے، خواہ اجارہ پر دینے کا عمل پہلے اجارہ کی اجرت کے مثل ہو یا اس سے کم یا زیادہ۔ لیکن اگر مستاجرین کے ساتھ معاملہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہو تو سرٹیفکیٹس کا اجراء جائز نہیں، اس لیے کہ اس وقت ان کی حیثیت مستاجرین پر سرٹیفکیٹس کا اجراء کرنے والے کے قرضوں کی ہو جائے گی۔

۸۔ یہ جائز نہیں ہے کہ سرٹیفکیٹس کا اجراء کرنے والا یا ان کا منتظم سرٹیفکیٹ کی اصل قیمت یا اس کی آمدنی کا ضامن ہو۔ اگر زیر اجارہ اثاثہ جات کلی یا جزئی طور پر برباد ہو جائیں تو ان کا تاوان سرٹیفکیٹس رکھنے والوں پر ہوگا۔

کونسل نے اس سلسلے میں درج ذیل سفارشات بھی منظور کیں؛

سفارشات

کونسل سفارش کرتی ہے کہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے بعض مالیاتی اداروں کے تعاون سے ایک مخصوص سمینار منعقد کیا جائے جس میں بعض مقالات میں مذکور تطبیقی صورتوں کے حکم کا جائزہ لیا جائے، جن کا کہ مذکورہ بالا قرارداد میں ذکر نہیں آسکا ہے، تاکہ اس سمینار کے نتائج کی روشنی میں اکیڈمی قرارداد منظور کر سکے۔ ان میں سے بعض نمایاں صورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ کسی شخص سے اثاثہ جات خرید کر اس کو تملیکی اجارہ پر دیے جائیں، ان اثاثہ جات کی ملکیت کے سرٹیفکیٹس کے اجراء کا حکم۔

۲۔ موصوف فی الذمہ کے اجارہ میں سرٹیفکیٹس کے اجراء اور لین دین کا حکم۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۸ (۱۵/۴)

مناہج تعلیم کی اسلامی تشکیل

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط (عمان) میں مؤرخہ ۱۴-۱۹/محرم ۱۴۲۵ھ، مطابق ۶-۱۱/مارچ ۲۰۰۴ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'مناہج تعلیم کی اسلامی تشکیل' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔ اس کے بعد درج ذیل سفارشات منظور کیں۔

سفارشات

۱۔ مناہج کی اسلامی تشکیل کا عمل اس پر مرکوز ہو کہ طریقہائے تعلیم وتربیت کے مقاصد، مشتملات، اسالیب اور ذرائع اصلاح کو انسان، کائنات اور زندگی کے بارے میں مکمل اور ہمہ گیر اسلامی تصور کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ اور اس کا مقصد ایسا نیک انسان تیار کرنا ہو جو اپنے دین کی قدروں سے وابستہ اور اسلامی طریقہ کے مطابق زمین میں خلافت اور آبادکاری کی مہم کو انجام دینے پر قادر ہو۔

۲۔ تعلیم وتربیت کے عمل کا مقصد یہ ہو کہ نئی نسل کے ذہنوں میں اسلامی قدریں راسخ ہو جائیں اور وہ اپنی عملی زندگی میں ان پر عمل کر سکیں۔

۳۔ تعلیمی نصاب اور موضوعات کو اسلامی تصور کے سانچے میں ڈھالا جائے اور ان کے مشتملات میں اسلام کو عقیدہ، شریعت اور طریقہ زندگی کی حیثیت سے نمایاں کیا جائے۔

۴۔ تعلیم وتربیت کے طریقوں اور اسالیب میں اسلامی منہجیت کی جھلک پیدا کی جائے۔ اس سلسلے میں تعلیم کے جدید وسائل و ذرائع اور نئی ٹیکنیکس سے استفادہ کیا جائے اور ایسے پروگرام تیار کیے جائیں جن سے مطلوبہ دائرہ میں اسلامی مقصد پورا ہو۔ مثلاً باصلاحیت افراد اور ماہرین کو انعامات اور ایوارڈس سے نوازا جائے۔

۵۔ تعلیم وتربیت کے عمل کی انجام دہی میں اصلاح کے سلسلے میں اسلامی قدروں کو ملحوظ رکھا جائے اور اصلاح کے جدید طریقوں سے استفادہ کیا جائے اور مسلم ممالک کے درمیان مطلوبہ ہم آہنگی پیدا کی جائے اور معلومات کا تبادلہ کیا جائے۔

۶۔ عالم اسلام میں رائج تعلیمی وتربیتی مناہج کی تنقیح کی جائے اور ان کو اس طرح ترقی دی جائے کہ وہ اسلامی اصالت اور معاصرت کے جامع بن جائیں۔ یہ کام بغیر کسی بیرونی دخل اندازی کے ذاتی طور پر کیا جائے۔

۷۔ تعلیم کے تمام مراحل میں عربی زبان کی تعلیم کو عام کیا جائے، اس لیے کہ وہ قرآن وسنت کی زبان ہے۔ اس طرح اسلامی تشخص کی حفاظت ہوگی اور عربی زبان میں محفوظ علمی ورثہ سے تعلق پیدا ہوگا۔

۸۔ مختلف میدانوں میں علوم کو ان اقدار و مفاہیم سے پاک کیا جائے جو اسلامی اصولوں کے لیے اجنبی ہوں۔

۹۔ تعلیم وتربیت کے عمل میں اختراع، جدت، تعمیری تنقید، مباحثہ اور وسطیت کو تقویت دی جائے۔

۱۰۔ کردار، علم ومعرفت اور تربیت کے پہلو سے معلّم تیار کرنے پر توجہ دی جائے۔ اسی طرح ایسی کتابوں کی تیاری پر توجہ دی جائے جو اسلامی اصولوں اور قدروں سے ہم آہنگ ہوں۔

۱۱۔ تمام مسلم ممالک میں بنیادی تعلیم کو لازمی اور مفت کر دیا جائے، تاکہ جہالت کا خاتمہ ہو اور نئی نسل اسلامی اصولوں اور عصری ثقافت سے بہرہ ور ہو۔

۱۲۔ موجودہ تعلیمی نظاموں میں دوئی کو ختم کرنے کے لیے کام کیا جائے، تا کہ تعلیم و تربیت اسلامی بنیادوں پر ہو اور عصری تقاضے اور اختصاص کی ضرورتیں بھی متاثر نہ ہوں، اور طلبہ حال و مستقبل کے چیلنجوں کا سامنا کرنے پر قادر ہوسکیں۔

۱۳۔ اسلامی تربیت کے اصولوں اور بنیادوں پر توجہ دی جائے، تا کہ تعلیمی عمل میں وہی بنیادی رہنما ہو اور اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے، تا کہ طالب علم اسلامی اقدار اور اخلاقیات سے آراستہ ہو۔

۱۴۔ مناہج تعلیم میں ایسی چیزیں شامل کی جائیں جو اسلامی وحدت کو مستحکم کریں اور دنیا کی دیگر اقوام کے ساتھ بقائے باہم کے کلچر کو فروغ دیں۔

۱۵۔ فقہ اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ تنظیم اسلامی برائے تربیت و ثقافت (ایسیسکو) اور دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر 'مناہج تعلیم کی اسلامی تشکیل' کے موضوع پر ایک مخصوص سمینار منعقد کرے اور اس میدان میں گزشتہ کوششوں سے فائدہ اٹھائے، تا کہ عالم اسلامی میں مناہج تعلیم کی اسلامی تشکیل اور ترقی کی اسٹراٹیجی تیار کی جاسکے۔ پھر اس سمینار کے نتائج کو تنظیم اسلامی کانفرنس کے سامنے پیش کرے، تا کہ انھیں مسلم ممالک کے وزرائے تعلیم و تربیت کے روبرو پیش کیا جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا

محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۹ (۱۵/۵)

پیڈ کریڈٹ کارڈ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط (عمان) میں مؤرخہ ۱۴-۱۹/محرم ۱۴۲۵ھ، مطابق ۶-۱۱/مارچ ۲۰۰۴ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'کریڈٹ کارڈ' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

کونسل نے ان قراردادوں کو بھی اپنے پیش نظر رکھا جو اس موضوع پر پہلے منظور کی جا چکی ہیں۔ قرارداد نمبر ۹۶ (۱۰/۴) میں کریڈٹ کارڈ کی تعریف اور اس کی شکلیں بیان کی گئی تھیں اور قرارداد نمبر ۱۰۸ (۱۲/۲) میں ان کی پیڈ کریڈٹ کارڈ کے اجراء اور اس کے ذریعے لین دین، اس سے وابستہ فیس، تاجروں اور کارڈ قبول کرنے والوں کا کمیشن، اس کے ذریعے بینک سے رقم نکلوانے اور اس کے ذریعے سونے چاندی یا کرنسی خریدنے کے احکام بیان کیے گئے تھے۔

اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱۔ پیڈ کریڈٹ کارڈ جاری کرنا اور اس کے ذریعے لین دین کرنا جائز ہے اگر اس کی شرائط میں یہ بات شامل نہ ہو کہ اس کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں انٹرسٹ دینا ہوگا۔

۲۔ اَن پیڈ کریڈٹ کارڈ کی فیس، تاجروں اور خدمات پیش کرنے والوں کے کمیشن اور رقم نکلوانے والے کے سلسلے میں قرارداد نمبر ۱۰۸ (۱۲/۲) میں جو ضوابط بیان کیے گئے ہیں، ان کا اطلاق پیڈ کریڈٹ کارڈ پر بھی ہوگا۔

۳۔ پیڈ کریڈٹ کارڈ کے ذریعے سونے، چاندی یا کرنسیوں کو خریدنا جائز ہے۔

۴۔ کارڈ رکھنے والے اداروں کو حرام مراعات دینی جائز نہیں ہے، مثلاً تجارتی بیمہ یا شرعی طور پر ممنوعہ علاقوں میں داخلہ۔ لیکن جہاں تک جائز مراعات دیے جانے کا سوال ہے، مثلاً ترجیحی طور پر خدمات کا حصول یا نرخوں میں کمی تو شرعی طور پر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۔ وہ اسلامی مالیاتی ادارے جو اَن پیڈ کریڈٹ کارڈ کا بدل فراہم کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ ان کے اجراء اور شرائط کے سلسلے میں شرعی ضوابط کی پابندی کریں اور سود یا اس تک پہنچانے والے ذرائع، مثلاً قرض کو قرض کے ذریعے فسخ کرنا، کے شبہات سے بچیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۰ (۱۵/۶)

وقف اور اس کی آمدنی اور منافع کی سرمایہ کاری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط (عُمان) میں مؤرخہ ۱۴-۱۹ر محرم ۱۴۲۵ھ، مطابق ۶-۱۱ر مارچ ۲۰۰۴ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'وقف اور اس کی آمدنی اور منافع کا وقف' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی، اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا اور اس مقصد سے منعقد ہونے والے سمیناروں اور کانفرنسوں کی قراردادوں اور سفارشات سے رجوع کیا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اول: اموال وقف کی سرمایہ کاری

۱۔ اموالِ وقف کی سرمایہ کاری سے مراد یہ ہے کہ اموالِ وقف کو، خواہ وہ اصل مال ہوں یا ان سے حاصل ہونے والا منافع، شرعی طور پر سرمایہ کاری کے جائز وسائل وذرائع سے بڑھانے کی کوشش کی جائے۔

۲۔ وقف کی گئی چیز کی حفاظت ضروری ہے، بایں طور کہ وہ چیز باقی رہے اور اس سے مسلسل فائدہ اٹھایا جاتا رہے۔

۳۔ وقفی چیزیں، خواہ وہ (غیر منقولہ) جائداد ہوں یا منقولہ، ان کی سرمایہ کاری

ضروری ہے، الآ یہ کہ ان سے بلا واسطہ فائدہ اٹھانے کے لیے انھیں وقف کیا گیا ہو۔

۴۔ اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگا دے کہ اصل وقف میں اس کے منافع کے ایک جزء کا اضافہ کیا جائے تو اس شرط پر عمل کیا جائے گا اور یہ مقتضائے وقف کے منافی نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ یہ شرط لگا دے کہ اس کا تمام منافع خرچ کر دیا جائے تو اس شرط پر عمل کیا جائے گا اور منافع کا کوئی حصہ اصل میں اضافہ کے لیے شامل نہ کیا جائے گا۔

۵۔ اگر وقف کرنے والے نے کسی چیز کو مطلق وقف کیا ہو اور اس کی سرمایہ کاری کی شرط عائد نہ کی ہو تو اصل یہ ہے کہ اس کی سرمایہ کاری جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر وقف ذُرّی (وقف علی الاولاد) کے مستحقین کی منظوری لے لی گئی ہو تو سرمایہ کاری کی جا سکتی ہے۔ رہا رفاہی وقف تو راجح مصلحت کی بنا پر اصل میں اضافہ کرنے کے لیے اس کے منافع کے ایک جزء کی سرمایہ کاری کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ان ضوابط کی پابندی ضروری ہے جن کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

۶۔ اصل یا منافع میں اضافہ کے لیے زائد منافع کی سرمایہ کاری جائز ہے، لیکن یہ مستحقین میں منافع کی تقسیم اور اخراجات اور فنڈ منہا کرنے کے بعد کیا جائے گا۔ اسی طرح منافع سے اکٹھا ہونے والے وہ اموال جنھیں صرف نہ کیا جا سکا ہو، ان کی سرمایہ کاری بھی جائز ہے۔

۷۔ منافع میں سے جو فنڈ دیکھ بھال (Maintenance)، دوبارہ آباد کاری یا دیگر جائز اغراض کے لیے اکٹھا کیا گیا ہو، اس کی سرمایہ کاری کی جا سکتی ہے۔

۸۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے کہ مختلف اموالِ اوقاف کی سرمایہ کاری، کسی ایک کام میں کی جائے، بایں طور پر کہ وقف کرنے والے کی شرط کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو اور اوقاف کے مستحقین کے حقوق کی حفاظت ہوتی ہو۔

۹۔ اموالِ وقف کی سرمایہ کاری کرتے وقت درج ذیل ضوابط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

(الف) سرمایہ کاری کی شکلیں جائز ہوں اور جائز میدان میں کی گئی ہو۔

(ب) متعدد میدانوں میں سرمایہ کاری کی جائے، تاکہ خطرات کم سے کم ہوں، ضمانتیں اور ذمہ داریاں لی جائیں، معاملات پختہ ہوں اور سرمایہ کاری کے منصوبوں کے لیے لازمی اقتصادی فائدہ کے مطالعات کیے جائیں۔

(ج) سرمایہ کاری کے ایسے وسائل و ذرائع اختیار کیے جائیں جو بہت زیادہ محفوظ ہوں اور تجارت اور سرمایہ کاری کے عرف کے مطابق ایسے میدانوں میں سرمایہ کاری سے بچا جائے جو بہت زیادہ پر خطر ہوں۔

(د) اموالِ وقف کی سرمایہ کاری ایسی جائز شکلوں میں کرنی چاہیے جو مالِ موقوف کی نوعیت سے مطابقت رکھتی ہوں، تاکہ وقف کی غرض وغایت پوری ہو اور اصل مالِ وقف اور مستحقین کے مفادات محفوظ ہوں۔ اس بنا پر اگر اصولِ موقوفہ اثاثہ جات ہوں تو ان کی سرمایہ کاری اس طرح کی جائے کہ ان کی ملکیت زائل نہ ہو اور اگر وہ نقدی ہوں تو ان کی سرمایہ کاری تمام جائز طریقوں، مثلاً مضاربت، مرابحہ اور استصناع وغیرہ سے کی جائے۔

(ہ) سرمایہ کاری کے کاموں کا وقفہ وقفہ سے اظہار کیا جائے اور اس سلسلے میں جاری عرف کے مطابق معلومات اور تفصیلات شائع کی جائیں۔

دوم: نقدی کا وقف

۱۔ نقدی کا وقف شرعاً جائز ہے، اس لیے کہ وقف کا مقصدِ شرعی کہ اصل محفوظ رہے اور فائدہ حاصل ہوتا رہے، اس سے پورا ہوتا ہے اور اس لیے کہ نقدی متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتی، بلکہ ان کا بدل ان کا قائم مقام ہوتا ہے۔

۲۔ نقدی کو قرض حسنہ اور سرمایہ کاری کے لیے وقف کیا جاسکتا ہے۔ اس کی سرمایہ کاری براہ راست بھی کی جاسکتی ہے۔ متعدد اصحاب وقف کو ایک فنڈ میں شریک کیا جاسکتا ہے اور وقف کرنے پر ابھارنے اور اجتماعی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے وقفی نقدی شیرز بھی جاری کیے جاسکتے ہیں۔

۳۔ اگر موقوف نقدی مال کی سرمایہ کاری کچھ چیزوں میں کی جائے، مثلاً اس کا نگراں اس سے کوئی جائداد خرید لے یا کسی چیز کا آرڈر دے دے تو وہ متعینہ چیزیں نقدی کی جگہ وقف نہیں بن جائیں گی، بلکہ سرمایہ کاری کو جاری رکھنے کے لیے انھیں بیچنا جائز ہوگا اور وقف اصل نقدی مال ہوگا۔

اکیڈمی نے اس سلسلے میں درج ذیل سفارشات بھی منظور کیں۔

سفارشات

۱۔ تنظیم اسلامی کانفرنس کے رکن ممالک اور غیر مسلم ممالک کے اسلامی معاشروں سے اپیل کی جائے کہ وہ وقف کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں اور اس سے دلچسپی لیں، اسے ضائع نہ ہونے دیں اور وقف کی بعض انواع مثلاً وقف ذُرّی (وقف علی الاولاد) کا احیاء کریں، جسے بعض عرب اور مسلم ممالک کے قوانین میں کالعدم کر دیا گیا ہے۔

۲۔ عرب اور مسلم ممالک، اوقاف کے معاملات میں دلچسپی رکھنے والے بورڈ اور اداروں اور مخصوص عالمی تنظیموں سے اپیل کی جائے کہ وہ فلسطین میں عموماً اور قدس شریف میں خصوصاً اوقاف کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری محسوس کریں، ان کی نصرت و حمایت کریں، ان کے نقوش و آثار کی حفاظت کے لیے جد و جہد کریں اور ان کی ترقی کا مطالبہ کریں، تاکہ ان کے مقاصد کا حصول اور ان کے پیغام کی تبلیغ ممکن ہو سکے۔

۳۔ مسلم حکومتوں سے اپیل کی جائے کہ وہ مصلحت عامہ کے ضمن میں حتی الامکان وقف کے انتظامی مصارف برداشت کریں، اس لیے کہ عوام اور ملکوں کے مصالح کی دیکھ بھال کے لیے وہ ذمہ دار ہیں۔

۴۔ مخصوص اداروں سے اپیل کی جائے کہ وہ وقف کے نگراں (متولی) کے کاموں کا قانونی، مالی اور انتظامی جائزہ اور جانچ کے لیے قانونی اور حسابی معیارات وضع کریں، خواہ نگراں کوئی فرد ہو یا جماعت یا ادارہ یا وزارتِ اور مناسب ہوگا کہ

وقف کی انتظامیہ قانونی، انتظامی، مالی اور حسابی نگرانی کے قواعد کی پابند ہو۔

۵۔ وقف کے تمام مصارف کے لیے معیاری ضوابط وضع کیے جائیں، خواہ یہ مصارف مارکٹنگ کے ہوں یا پبلسٹی کے یا انتظامی یا اجرتوں اور الاؤنس سے متعلق ہوں۔ تاکہ نگرانی، تفتیش اور ادائیگی کی درستگی کے وقت ان سے رجوع کیا جاسکے۔

۶۔ وقف کی تمام انواع کے نظام کا احیاء کرنے کی کوشش کی جائے، جنھوں نے اسلامی تہذیب میں عظیم کردار انجام دیا ہے اور جن کا انسانی، علمی، معاشرتی اور اقتصادی ترقی میں اہم حصہ ہے۔

۷۔ بعض عرب اور مسلم ممالک میں وقف کے انتظام، حفاظت اور ترقی کے سلسلے میں کیے جانے والے نمایاں تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے۔

۸۔ مسلم ممالک کے اوقاف کی سرمایہ کاری کو ترجیح دی جائے۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۱ (۱۵/۷)

مصالح مرسلہ اور اس کی جدید شکلیں

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے، اس کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط (عُمان) میں مؤرخہ ۱۴-۱۹ر محرم ۱۴۲۵ھ، مطابق ۶-۱۱ر مارچ ۲۰۰۴ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'مصالح مرسلہ اور اس کی جدید شکلیں' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔ اور اس بنا پر کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ احکام شرعیہ مصالح کے حصول اور مفاسد کے دفعیہ پر مبنی ہیں، کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ مصلحت سے مراد شارع کے مقصود کی حفاظت ہے، یعنی، دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت۔

اور مصلحتِ مرسلہ سے مراد وہ مصلحت ہے جس کا شریعت نے نہ اعتبار کیا ہو اور نہ اسے کالعدم قرار دیا ہو، اور وہ کلی مقاصد میں شامل ہو۔

۲۔ ضروری ہے کہ فقیہ مصلحت کے سلسلے میں درج ذیل ضوابط کی جانچ کر لے:

- وہ حقیقی ہو، خیالی نہ ہو۔
- کلی ہو، جزئی نہ ہو۔
- عام ہو، خاص نہ ہو۔

- وہ کسی دوسری مصلحت سے، جو اس سے زیادہ اہم یا اس کے مساوی ہو، نہ ٹکراتی ہو۔
- شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ ہو۔

علماء نے مصالح کی مختلف انواع کے درمیان فرق کرنے اور ان کے متعلقات کی توضیح کی بنیاد پر ان میں سے کسی کو ترجیح دینے کے سلسلے میں یہ دقیق معیارات متعین کیے ہیں۔ چناں چہ انھوں نے ان مصالح کے، لوگوں کی زندگی سے متعلق ہونے کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں کی ہیں اور انھیں ان کے معتبر ہونے کے درجات کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ یہ قسمیں درج ذیل ہیں:

- ضروریات
- حاجیات
- تحسینیات

۳۔ فقہی اعتبار سے یہ بات طے شدہ ہے کہ حکم راں کے، رعایا پر تصرفات مصلحت سے وابستہ ہیں۔ اس لیے رعایا کے معاملات کی انجام دہی میں اسے ملحوظ رکھنا اس پر لازم ہے اور امت پر اس کی اطاعت ضروری ہے۔

۴۔ معاشرتی مسائل اور اقتصادی، معاشرتی، تربیتی، انتظامی، عدالتی اور دیگر میدانوں میں مصلحت مرسلہ کی بہت سی شکلیں ہیں۔ اس کے ذریعے واضح ہوتا ہے کہ شریعت ہمیشہ کے لیے ہے اور انسانی معاشروں کی ضروریات پوری کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس اجلاس میں جو مقالات پیش کیے گئے ان میں ان پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۲ (۱۵/۸)

طبیب کے ضامن ہونے کی صورتیں

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو تنظیم اسلامی کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ ہے اس کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط (عُمان) میں مؤرخہ ۱۴-۱۹/محرم ۱۴۲۵ھ، مطابق ۶-۱۱/مارچ ۲۰۰۴ء منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں کونسل نے 'طبیب کے ضامن ہونے کی صورتیں' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سے آگاہی حاصل کی اور اس پر ہونے والی بحثوں کو سنا۔

اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

۱۔ طب ایک ایسا علم اورفن ہے جس میں انسانیت کے فائدہ کے لیے ہمہ آن ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔ طبیب پر لازم ہے کہ اپنے عمل کی انجام دہی کے دوران یہ احساس کرے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور اپنی ذمہ داری کو اخلاص کے ساتھ علمی و فنی اصولوں کے مطابق انجام دے۔

۲۔ طبیب ضامن ہوگا اگر مریض کو درج ذیل حالات میں کوئی ضرر لاحق ہو:

(الف) اگر وہ جان بوجھ کر ضرر پہنچائے۔

(ب) اگر وہ علم طب سے ناواقف ہو، یا طب کی اس شاخ سے واقفیت نہ رکھتا ہو جس میں اس نے وہ طبی عمل انجام دیا ہو۔

(ج) اگر مخصوص سرکاری ادارے سے اسے علاج معالجہ کی اجازت حاصل نہ ہو۔

(د) اگر مریض یا اس کے قائم مقام کی اجازت کے بغیر اس نے وہ عمل انجام دیا ہو۔ جیسا کہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۶۷ (۷/۵) میں مذکور ہے۔

(ہ) اگر مریض کو دھوکہ دیا ہو۔

(و) اگر اس سے ایسی غلطی سرزد ہوئی ہو جیسی عموماً اس جیسے طبیبوں سے سرزد نہیں ہوتی ہے، اور نہ وہ اس پیشہ کے اصولوں سے مطابقت رکھتی ہو، یا اس سے بے توجہی اور کوتاہی ہوئی ہو۔

(ز) اس نے بغیر کسی معتبر ضرورت کے مریض کا کوئی راز افشا کیا ہو، جیسا کہ قرارداد نمبر ۷۹ (۸/۱۰) میں گزر چکا ہے۔

(ح) اگر ایمرجنسی کے مواقع پر اس نے طبی ذمہ داری ادا نہ کی ہو۔

۳۔ طبیب (اور جو اس کے حکم میں ہو) مذکورہ بالا صورتوں میں بدلہ کا ذمہ دار ہوگا، اگر بدلہ کی ذمہ داری کی شرطیں پوری ہوتی ہوں، سوائے حالتِ خطا کے (ملاحظہ کیجیے دفعہ نمبر ۲ کا فقرہ 'و') کہ اس میں بدلہ اسی وقت مانگا جائے گا جب غلطی بڑی ہو۔

۴۔ اگر ایک طبی عمل اطباء کی ایک ٹیم انجام دے تو اس میں کے ہر فرد سے اس سے سرزد ہونے والی غلطی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس لیے کہ قاعدہ ہے ''اگر کسی معاملے میں براہ راست ضرر پہنچانا اور ضرر کا سبب بننا دونوں باتیں اکٹھی ہو جائیں تو ذمہ دار وہ ہوگا جس سے براہ راست ضرر پہنچا ہو، جب تک کہ ضرر کا سبب بننے والے کی ذمہ داری اس سے بڑھ کر نہ ہو'' اور ٹیم کا سربراہ اپنے معاونین کے کام کا بھی ذمہ دار اور ضامن ہوگا اگر اس نے ان کو ہدایت دینے میں غلطی کی ہو، یا ان پر نگرانی رکھنے میں اس سے کوتاہی ہوئی ہو۔

۵۔ ادارۂ صحت (عام ہو یا خاص) نقصانوں کا ذمہ دار ہوگا اگر اس نے اپنی ذمہ

داریاں انجام دینے میں کوتاہی کی ہو، یا اس نے ایسی ہدایات جاری کی ہوں جن سے مریضوں کو ضرر پہنچا ہو۔

کونسل نے درج ذیل سفارشات بھی منظور کیں:

سفارشات

۱۔ نظامِ عصبہ (عاقلہ) کی عصری تطبیق کے مسائل کا خصوصی طور پر جائزہ لیا جائے اور شرعی طور پر قابل قبول متبادل تجویزیں پیش کی جائیں۔

۲۔ معنوی ضرر اور ضمان کی صورتوں میں عموماً اس کے عوض کے مسائل کا خصوصی طور پر جائزہ لیا جائے۔

۳۔ مسلم حکومتوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ طبی اعمال مثلاً اسقاط کے مسائل، دماغی موت، پوسٹ مارٹم وغیرہ کے متعلق مخصوص قوانین یکساں رکھیں۔

۴۔ مسلم ممالک کی یونیورسٹیوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ میڈیکل کالجز اور نرسنگ کالجز کے طلبہ کے لیے طبی اخلاقیات اور طبی قوانین سے متعلق ایک مخصوص نصاب تیار کریں۔

۵۔ مسلم ممالک کی حکومتوں سے مطالبہ کیا جائے کہ متبادل طب اور عوامی طب کی پریکٹس کا ایک نظام بنائیں، اس کی نگرانی کریں اور ایسے قواعد وضوابط بنائیں جن سے معاشرہ کو نقصانات سے محفوظ رکھا جاسکے۔

۶۔ ذرائع ابلاغ کو آمادہ کیا جائے کہ وہ طب وصحت کے میدان میں پبلسٹی کی ذمہ داری ادا کریں۔

۷۔ علمی اور شرعی تحقیقات اور تجربات کرنے کیلئے مسلم اطباء کی ہمت افزائی کی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد نا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

مسئلہ فلسطین

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی، جو غاصب صہیونیوں کے زیر قبضہ سرزمین فلسطین میں پیش آنے والے واقعات پر نظر رکھے ہوئے ہے، پوری دنیا سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس دہشت گردی کو روکنے کی کوشش کرے جس کا ارتکاب قابض قوتیں کر رہی ہیں۔ وہ روزانہ معصوم بچوں، عورتوں اور مردوں کو قتل کر رہی ہیں۔ پیہم اجتماعی قتل عام کر رہی ہیں، گھروں کو ڈھا رہی ہیں، حقیقی باشندوں کو جلاوطن کر کے ان کی اراضی پر قبضہ کر رہی ہیں، کھیتوں کو برباد کر رہی ہیں اور پھل دار درختوں کو، جو اللہ واحد قہار کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اکھاڑ رہی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے ایک دیوار کھڑی کر دی ہے جس نے سرزمینِ فلسطین کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے اور اس کا پچیس فی صد حصہ ہضم کر لیا ہے، اس نسلی دیوار کو اٹھانے کے لیے باشندگانِ فلسطین کے بہت سے گھروں کو مسمار کر دیا گیا ہے۔ جب کہ یہ سارے کام آسمانی مذاہب کے احکام، انسانی عرف اور بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

اس کے ساتھ قابض قوتیں مختلف گروہوں اور ڈاکوؤں کو استعمال کرتی ہیں جو ہتھیاروں کے زور پر بینکوں پر قبضہ کر لیتے ہیں اور باشندگان فلسطین کے مالی ذخائر کو لوٹ لیتے ہیں۔

یہ تمام جرائم ایسے ہیں کہ انسانی تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی، یہاں تک کہ تاریک ترین ادوار میں بھی، جب کہ ظلم وستم کی انتہا تھی، ان کا ارتکاب نہیں کیا گیا۔ قابض اسرائیلی طاقتیں ان مظالم کا ارتکاب دفاعِ نفس کے پردے میں کرتی ہیں اور یہ دلیل دیتی ہیں کہ فلسطینی تنظیمیں دہشت گرد ہیں!! وہ کیسے دہشت گرد ہو سکتی ہیں جب کہ وہ ایسے قابض وغاصب کے سامنے، جو انسانیت کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، اپنی سرزمین، اپنی آبرو اور اپنے اموال کا دفاع کر رہی ہیں

؟!اگر یہ دعویٰ صحیح ہے تو دنیا میں آزادی کی تمام تحریکیں دہشت گرد ہیں!!

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے علماء اس دہشت گردی کے بارے میں، جس کا دنیا روزانہ مشاہدہ کر رہی ہے، اس کے غیر سنجیدہ موقف اختیار کرنے پر شدید حیرت واستعجاب کا اظہار کرتے ہیں۔ اکیڈمی تمام بین الاقوامی اداروں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ظلم کے ازالہ اور آزادی، عدل اور مساوات کے اصولوں کی برآوری کے لیے، جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، اپنی ذمہ داریوں کو سرانجام دیں۔

اسی طرح بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی عرب ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ رواں ماہ کے اواخر میں تیونس میں عرب چوٹی کانفرنس کے موقع پر مسجد اقصیٰ کے نیچے اور اس کے اطراف میں اسرائیل کی جانب سے کھدائی کے مسئلے پر غور کریں۔ اکیڈمی عام مسلم ممالک سے بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اپنے عوام اور تاریخ کے روبرو اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیں۔ محض مذمت کی قراردادیں پاس کر دینا کافی نہیں ہے، بلکہ ضروری ہے کہ وہ اس سلسلے میں جو بھی کر سکتے ہیں، اس سے دریغ نہ کریں۔ وہ مبارک سرزمین فلسطین اور اس کے غیور اور بہادر باشندوں کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں، مثلاً وہ مالی تعاون کر سکتے ہیں، انسانی امداد کر سکتے ہیں اور اسرائیلی قبضہ ختم کرنے اور مسجد اقصیٰ اور مقدس مقامات کو آزاد کرانے کے لیے دیگر سنجیدہ کوششیں کر سکتے ہیں۔

عالم اسلام کی حکومتوں اور عوام دونوں پر لازم ہے کہ ان کھلی خلاف ورزیوں کو روکنے اور اس المیہ میں فلسطینی عوام کی عزیمت واستقامت میں ان کا ساتھ دینے کے سلسلے میں اپنی تاریخی ذمہ داریاں انجام دیں۔

اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کام کچھ دشوار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات غالب اور بااختیار ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا
محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه أجمعين.

مسئلہ عراق

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی اپنے پندرہویں اجلاس کے دوران عراق کے پر آشوب حالات پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ وہاں خطرناک سازشیں کی جارہی ہیں جو اس کی وحدت کے درپے ہیں، فرقہ وارانہ اور نسلی فتنے برپا کیے جارہے ہیں جو وہاں کے عوام کی بنیادوں کو متزلزل کررہے ہیں اور ان کے استحکام کو ختم کررہے ہیں۔ ایسے مفاسد پیدا ہورہے ہیں جو ہر کس و ناکس کو فنا کے گھاٹ اتار رہے ہیں اور پورے علاقے کو افتراق و انتشار اور تباہی و بربادی کی آگ میں جھونک رہے ہیں اور اس امت کا برا چاہنے والے دشمنوں کے لیے دروازے وا کررہے ہیں۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی چونکہ ایک اسلامی ادارہ ہے اور اس کے علماء کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہے اس لیے وہ عراق کے خلاف کی جانے والی ان سازشوں کی پوری شدت سے مذمت کرتی ہے اور عراقی عوام کی حمایت کا اعلان کرتی ہے۔ عراقی عوام برابر جدّ وجہد کررہے ہیں کہ فتنوں کا قلع قمع کریں، خود کو متحد رکھیں، ظلم و جبر پر مبنی تسلط کے اثرات سے باہر نکلیں، جلد از جلد اس کی مکمل خود مختاری بحال کریں اور عدل اور اخوت کی بنیاد پر تمام لوگوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔

اکیڈمی عراق کے تمام عوام سے، خواہ وہ عرب ہوں یا کرد یا ترک اور سنّی ہوں یا شیعہ، اور تمام گروہوں، سیاسی قوتوں اور قبیلوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ درپیش خطرات کا مقابلہ صف بستہ ہوکر کریں، امت مسلمہ کے حلقہ میں دوبارہ شامل ہوں اور تمام ریاستی اور بین الاقوامی سطحوں پر اپنا مطلوبہ کردار سرانجام دیں۔

واللہ اعلم

اشاریۂ موضوعات

'الف'

ت

ج

چ

ص

ض

ط

ع

گ

ل

م

☆☆☆

زیرِ نظر کتاب

جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل

دراصل بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی قراردادوں اور سفارشات پر مشتمل ہے جو اس کے گزشتہ پندرہ اجلاسوں میں منظور کی گئی ہیں۔ یہ اجلاس سعودی عرب، اردن، کویت، برونائی دارالسلام، متحدہ عرب امارات، بحرین، قطر اور عمان میں منعقد ہوئے تھے۔

یہ قراردادیں اور سفارشات متعدد عصری مسائل سے متعلق تحقیقات ومطالعات کے نتائج اور عالم اسلامی کے مختلف ممالک، تنظیموں، اداروں اور جماعتوں کی جانب سے پیش کیے جانے والے سوالات اور استفسارات کے جوابات پر مشتمل ہیں۔ یہ عبادات، پرسنل لا، معاملات اور اقتصادیات وطب کے میدان میں ہونے والی نئی تحقیقات اور مسائل کا احاطہ کرتے ہیں۔

یہ قراردادیں اور سفارشات، جنھیں ہم اردو زبان میں دنیا کے تمام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں، دراصل حقیقی اجتماعی اجتہاد کا ثمرہ ہیں، جس میں امت کے منتخب علماء نے حصہ لیا ہے اور جسے بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے کارکنوں، فقہ وفتویٰ کے میدان کے اہل نظر اور اقتصادیات، فلکیات اور طب کے میدانوں میں اختصاص رکھنے والے اکیڈمی کے ماہرین نے انجام دیا ہے۔ انھوں نے ان موضوعات پر بحث وتحقیق کی ہے، ان پر غور وخوض اور باہم رائے مشورہ کیا ہے، جزئیات کو کتاب وسنت کے نصوص سے مربوط کیا ہے اور استنباط کے دیگر طریقوں اجماع وقیاس وغیرہ سے رجوع کیا ہے، تاکہ پیش آمدہ مسائل کے شرعی حل تک پہنچا جا سکے اور لوگوں کو ان کے اعمال و تصرفات میں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی مل سکے۔ اللہ رب العزت اس کتاب کے مرتب، مترجم، ناشر اور معاونین کی مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین)

(ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی کراچی)